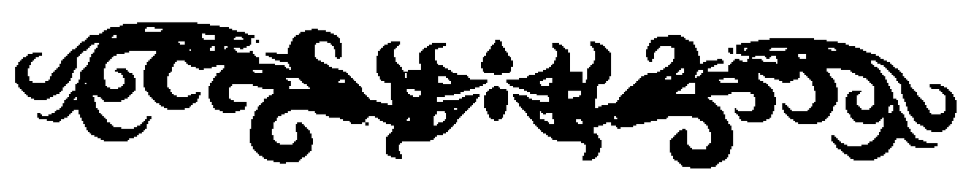
وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحديث)

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

(ماخوذ از جلد دہم)



تالیف: شہید الاسلام

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے مسائل

اور

اُن کا حل

جلد دہم

شہیدِ اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مکتبہ لدھیانوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفِ چند)

شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۱۹۳۲ء ...... وفات: ۱۸ رمئی ۲۰۰۰ء

شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نامور عالم ربانی اور اپنے دور کے شہرہ آفاق دانشور اور محقق تھے۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو علم نافع نصیب کیا تھا۔ ایسے خوش نصیب تھے کہ جس میدان میں قدم رکھا کامرانی کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ آپ کی ایک کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' دس جلدوں پر مشتمل ہے جو بلا مبالغہ ہزاروں ہزار شائع ہوئی۔ اس کے قدیم ایڈیشن کی دسویں جلد کے ص ۷۳۳ سے ۵۶۴ تک حیات النبی ﷺ کے عنوان پر لوگوں کے سوالات اور آپ کے جوابات ہیں۔ اس مجموعہ میں اس کو شامل کرنے کا شرف نصیب ہو رہا ہے۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، اما بعد!

جنابِ محترم مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب

السلام علیکم!

گزارش ہے کہ چند روز قبل مجھے بھینس کالونی کمرشل ایریا کی گول مسجد میں درسِ قرآن سننے کا اتفاق ہوا، اپنے درس کے دوران مسجد کے پیش امام صاحب نے عذابِ قبر پر درس دیتے ہوئے فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں بجسدِ حیات ہیں اور دلائل دیتے ہوئے فرمایا کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے روضۂ اقدس پر حاضری دے گا تو میں قیامت کے دن اس کے لئے شفاعت کروں گا۔ (مولانا موصوف کا تعلق دیوبند مسلک سے ہے) جبکہ میں نے خود شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب سے سنا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاچکے ہیں اور اس پر حضرت صاحب نے ایک کتاب "وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم" بھی لکھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دُنیا کا کوئی علم نہیں ہے۔

جنابِ والا سے قرآن و حدیث کی روشنی میں تفصیل معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ:

(۱) کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں؟

(۲) کیا دنیاوی معاملات کا آپ کو علم ہے؟

(۳) کیا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر حاضری دینا ضروری ہے؟ جبکہ حج کے تمام ارکان مکہ مکرمہ میں تکمیل کو پہنچتے ہیں۔

جواب: آپ کے سوال میں چند مسائل قابلِ تحقیق ہیں:

پہلا مسئلہ

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اس ضمن میں چند اُمور کا سمجھ لینا ضروری ہے:

اوّل: یہ کہ محلِ نزاع کیا ہے؟ یہ بات تو ہر عامی سے عامی بھی جانتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے رحلت فرماگئے ہیں، اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضۂ مطہرہ و مقدسہ میں مدفون ہیں، اس لئے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلے پر گفتگو کرتے ہوئے کسی کے ذہن میں یہ بات نہیں ہوتی (اور نہ ہونی چاہئے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی حیات زیرِ بحث ہے، نہیں! بلکہ گفتگو اس میں ہے کہ دُنیا سے رخصت ہونے کے بعد برزخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حیات حاصل ہے، اس کا تعلق جسدِ اطہر سے بھی ہے یا نہیں؟ اس تنقیح سے معلوم ہوگا کہ یہاں تین چیزیں ہیں:

(۱) دُنیا کی حیات کا نہ ہونا۔

(۲) برزخ کی حیات کا حاصل ہونا۔

(۳) اور اس برزخی حیات کا جسدِ اطہر سے تعلق ہونا یا نہ ہونا۔

پہلے دو نکتوں میں کسی کا اختلاف نہیں، اختلاف صرف تیسرے نکتے میں ہے، ہمارے اکابر جسدِ اطہر کو ایک خاص نوع کی حیات کے ساتھ متصف مانتے ہیں۔

دوم: اہل حق کا عقیدہ یہ ہے کہ قبر کا عذاب و ثواب برحق ہے، چنانچہ شرح عقائد نسفی میں ہے: ”وعذاب القبر للکافرین ولبعض عصاة المؤمنین وتنعیم اھل الطاعة فی القبر...... وسؤال منکر ونکیر ثابت بالدلائل السمعیة“ (شرح عقائد ص۹۸)

ترجمہ: ”کافروں اور بعض گناہگار اہلِ ایمان کو قبر میں عذاب ہونا اور قبر میں اہلِ اطاعت کو نعمت و ثواب کا ملنا اور منکر ونکیر کا سوال کرنا، یہ تمام امور برحق ہیں، دلائلِ سمعیہ سے ثابت ہیں۔“

عقیدہ طحاویہ میں ہے: ”ونؤمن بعذاب القبر ونعیمه لمن کان لذالک اھل، وبسؤال منکر ونکیر للمیت فی قبرہ عن ربه ودینه ونبیه، علٰی ما جائت به الآثار عن النبی ﷺ وعن اصحابه، والقبر روضة من ریاض الجنة، او حفرة من حفر النار“ (عقیدہ طحاویہ ص۲۰، ۲۱، مطبوعہ دارالمعارف الاسلامیہ، آسیا آباد، بلوچستان)

ترجمہ: ”اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ قبر میں عذاب یا ثواب اس شخص کو ہوگا جو اس کا مستحق ہو، اور منکر و نکیر قبر میں میت سے سوال کرتے ہیں، اس کے رب، اس کے دین اور اس کے نبی ﷺ کے بارے میں، جیسا کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس پر احادیث وارد ہیں، اور قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔“

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے رسالہ ”فقہ اکبر“ میں ہے: ”وسؤال منکر ونکیر فی القبر حق، واعادة الروح الی العبد وضغطة القبر وعذابه حق کائن للکفار کلھم اجمعین ولبعض المسلمین“

(شرح فقہ اکبر ص۱۲۱ ومابعد، مطبوعہ مجتبائی ۱۳۴۸ھ)

ترجمہ: ”اور قبر میں منکر ونکیر کا سوال کرنا برحق ہے، اور قبر میں رُوح کا لوٹایا جانا اور میت کو قبر میں بھینچنا اور تمام کافروں کو اور بعض مسلمانوں کو قبر میں عذاب ہونا برحق ہے، ضرور ہوگا!“

قبر کے عذاب پر قرآن کریم کی آیات اور آنحضرت ﷺ کی احادیثِ متواترہ وارد ہیں، اور سلف صالحین، صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہے، چنانچہ شرح عقائد میں چند آیات و احادیث کا حوالہ دینے کے بعد لکھا ہے: ”وبالجملة الاحادیث فی ھٰذا المعنٰی وفی کثیر من احوال الآخرة متواترة المعنٰی وان لم یبلغ آحادھا حد التواتر“ (شرح عقائد ص۱۰۰، مطبوعہ مکتبہ خیرِ کثیر، کراچی)

ترجمہ: ”حاصل یہ کہ عذاب و ثوابِ قبر اور بہت سے احوالِ آخرت میں احادیث متواتر ہیں، اگرچہ فرداً فرداً آحاد ہیں۔“

شرح عقائد کی شرح ”نبراس“ میں ہے: ”ثم قد روی احادیث عذاب القبر وسؤاله عن جمع عظیم من الصحابة فمنھم عمر بن الخطاب، وعثمان بن عفان، وانس بن مالک، والبراء، وتمیم الداری، وثوبان، وجابر بن عبداللہ، وحذیفة، وعبادة بن صامت، وعبداللہ بن رواحة، وعبداللہ بن عباس، وعبداللہ بن عمر، وعبداللہ بن مسعود، وعمرو بن العاص، ومعاذ بن جبل، وابو امامة، وابو الدرداء، وابو ھریرة، وعائشة رضی اللہ عنھم، ثم روی عنھم اقوام لا یحصٰی عددھم“ (نبراس ص۲۰۸، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ملتان)

ترجمہ: ''قبر کے عذاب وثواب اور سوال کی احادیث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہیں، جن میں مندرجہ ذیل حضرات بھی شامل ہیں: حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت انس، حضرت براء، حضرت تمیم داری، حضرت ثوبان، حضرت جابر، حضرت حذیفہ، حضرت عبادہ، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عمرو بن عاص، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابوامامہ، حضرت ابوالدرداء، حضرت ابوہریرہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم، پھر ان سے اتنی قوموں نے روایت کی ہے، جن کی تعداد کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عذابِ قبر کے باب میں قرآن کریم کی تین آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ احادیث ذکر کی ہیں، جو مندرجہ ذیل پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں: حضرت براء بن عازب، حضرت عمر، حضرت عائشہ، حضرت اسماء اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم! (دیکھئے صحیح بخاری ج:۱ ص:۱۸۳)

اس کے ذیل میں حافظ الدنیا ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''وقد جاء فی عذاب القبر غیر ھذہ الاحادیث: منھا عن ابی ھریرۃ، وابن عباس، وابی ایوب، وسعد، وزید بن ارقم، وام خالد فی الصحیحین او احدھما، وعن جابر عند ابن ماجۃ، وابی سعید عند ابن مردویۃ، وعمر، وعبدالرحمٰن بن حسنۃ، وعبداللہ بن عمرو عند ابی داؤد، وابن مسعود عند الطحاوی، وابی بکرۃ واسماء بنت یزید عند النسائی، وام مبشر عند ابن ابی شیبۃ، وعن غیرھم'' (فتح الباری ج:۳ ص:۲۴۰، دار النشر الکتب الاسلامیہ، لاہور)

ترجمہ: ''اور عذابِ قبر میں ان مذکورہ بالا احادیث کے علاوہ اور احادیث بھی وارد ہیں، چنانچہ ان میں سے حضرت ابوہریرہ، ابن عباس، ابوایوب، سعد، زید بن ارقم اور ام خالد رضی اللہ عنہم کی احادیث تو صحیحین میں یا ان میں سے ایک میں موجود ہیں۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ابن ماجہ میں ہے، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث ابن مردویہ نے روایت کی ہے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی ابوداؤد میں ہیں، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث طحاوی میں ہے، حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ اور اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کی احادیث نسائی میں ہیں، اور حضرت ام بشر رضی اللہ عنہا کی حدیث مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے، اور ان کے علاوہ دُوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث مروی ہیں۔''

اور مجمع الزوائد (ج:۳ ص:۵۷، مطبوعہ دار الکتاب بیروت) میں یعلی بن سیابہ رضی اللہ عنہ کی روایت بھی نقل کی ہے۔

یہ قریباً تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی کی فہرست ہے، جو میں نے عجلت میں مرتب کی ہے، اور جن سے عذابِ قبر کی احادیث مروی ہیں، اس لئے قبر کے عذاب وثواب کے متواتر ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

سوم: جب یہ ثابت ہوا کہ قبر کا عذاب وثواب برحق ہے، اور یہ اہلِ حق کا اجماعی عقیدہ ہے تو اب اس سوال پر غور کرنا باقی رہا کہ قبر کا یہ عذاب وثواب صرف رُوح سے متعلق ہے یا میّت کے جسمِ عنصری کی بھی اس میں مشارکت ہے؟ اور یہ کہ اس عذاب وثواب کا محل آیا یہی حسی گڑھا ہے جس کو عرفِ عام میں ''قبر'' سے موسوم کیا جاتا ہے یا برزخ میں کوئی جگہ ہے جہاں میّت کو عذاب وثواب ہوتا ہے، اور اسی کو عذابِ قبر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے تتبع سے بالبداہت معلوم ہوتا ہے کہ قبر کا عذاب وثواب صرف رُوح کو نہیں ہوتا بلکہ میّت کا جسم بھی اس میں شریک ہے، اور یہ کہ عذاب وثواب کا محل یہی حسی قبر

ہے جس میں مردہ کو دفن کیا جاتا ہے، مگر چونکہ یہ عذاب و ثواب دُوسرے عالم کی چیز ہے، اس لئے میّت پر جو حالات قبر میں گزرتے ہیں، زندوں کو ان کا ادراک و شعور عموماً نہیں ہوتا (عموماً اس لئے کہا کہ بعض اوقات بعض اُمور کا انکشاف بھی ہوجاتا ہے) جس طرح نزع کے وقت مرنے والا فرشتوں کو دیکھتا ہے اور دُوسرے عالم کا مشاہدہ کرتا ہے، مگر پاس بیٹھنے والوں کو ان معاملات کا ادراک و شعور نہیں ہوتا جو نزع کی حالت میں مرنے والے پر گزرتے ہیں۔

ہمارے اس دعویٰ پر کہ عذاب و ثواب اسی حسی قبر میں ہوتا ہے اور یہ کہ میّت کا بدن بھی عذاب و ثواب سے متأثر ہوتا ہے، احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے شواہد پیش کئے جاسکتے ہیں، مگر چونکہ ان شواہد کا استیعاب نہ تو ممکن ہے اور نہ ضروری ہے، اس لئے چند عنوانات کے تحت ان شواہد کا نمونہ پیش کرتا ہوں:

۱......حدیثِ جرید

"عن ابن عباس (رضی اللہ عنہما) قال: مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبرین (وفی روایة: فسمع صوت انسانین یعذبان فی قبورهما) فقال: انهما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر، اما احدهما فکان لا یستتر من البول، واما الآخر فکان یمشی بالنمیمة۔ ثم اخذ جریدة رطبة فشقها نصفین فغرز فی کل قبر واحدة۔ قالوا: یا رسول الله! لم فعلت هذا؟ قال: لعله یخفف عنهما ما لم ییبسا" (صحیح بخاری ج:۱ ص:۳۵)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی آواز سنی، جن کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے، اور عذاب بھی کسی بڑی چیز پر نہیں ہو رہا ہے (کہ جس سے بچنا مشکل ہو)، ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا، اور دُوسرا چغل خور تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کھجور کی) ایک تر شاخ لی اور اس کو بیچ سے آدھوں آدھ چیرا، انہیں ایک ایک کرکے دونوں قبروں پر گاڑ دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے (یہ دیکھ کر) پوچھا: یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید (اس عمل سے) ان کے عذاب میں (اس وقت تک کے لئے) تخفیف ہوجائے جب تک کہ یہ شاخیں خشک نہ ہوں۔"

یہ مضمون حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علاوہ مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے:

(۱) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ ص:۲۹، مجمع الزوائد ج:۱ ص:۲۰۷، فتح الباری ج:۱ ص:۳۲۱)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (ابن ابی شیبہ ج:۱ ص:۳۷۶، موارد الظمآن ص:۱۹۹، مجمع ج:۳ ص:۵۷)

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ (مجمع الزوائد ج:۱ ص:۲۰۸)

(۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ (افراد دارقطنی، فتح الباری ج:۱ ص:۳۱۷)

(۵) حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ (نسائی بحوالہ فتح الباری ج:۱ ص:۳۱۹)

(۶) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ (مجمع ج:۳ ص:۵۶، فتح ج:۱ ص:۳۲۰)

(۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (مجمع ج:۱ ص:۲۰۷)

(۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما (مجمع ج:۳ ص:۵۷)

(۹) حضرت یعلیٰ بن سیابہ رضی اللہ عنہ (ابن ابی شیبہ ج:۳ ص:۳۷۶، مجمع ج:۳ ص:۵۷)

(۱۰) اس نوعیت کا ایک اور واقعہ حضرت جابرؓ سے صحیح مسلم میں منقول ہے۔ (ج۲ ص۴۱۸)

(۱۱) اور اسی نوعیت کا ایک اور واقعہ حضرت ابوہریرہؓ سے مسندِ احمد میں بسندِ صحیح منقول ہے۔ (مجمع الزوائد ج۲ ص۵۷)

(۱۲) نیز اسی نوعیت کا ایک واقعہ مصنف ابن ابی شیبہ ج۳ ص۳۷۶ اور مسندِ احمد میں حضرت یعلیٰ بن سیابہؓ سے منقول ہے۔ (مجمع ج۳ ص۵۷)

ان احادیث میں ہمارے دعویٰ پر درج ذیل شواہد ہیں:

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان دونوں قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے عذابِ قبر کو محسوس فرمانا، اور جن دو شخصوں کو عذابِ قبر ہو رہا تھا ان کی آواز سننا۔

☆...... دونوں قبروں پر شاخِ خرما کا گاڑنا۔

☆...... اور دریافت کرنے پر یہ فرمانا کہ: شاید ان کے عذاب میں کچھ تخفیف ہوجائے جب تک کہ یہ شاخیں خشک نہ ہوں۔

اگر یہ گڑھا، جس کو قبر کہا جاتا ہے، عذابِ قبر کا محل نہ ہوتا تو ان شاخوں کو قبروں پر نصب نہ فرمایا جاتا، اور اگر میت کے بدن کو عذاب نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دو شخصوں کی آواز نہ سنتے، اور نہ قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے عذابِ قبر کا احساس ہوتا۔

۲......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عذابِ قبر کو سننا

اُوپر حضرت ابن عباسؓ کی حدیث میں آیا ہے: "فسمع صوت انسانین یعذبان فی قبورھما" (صحیح بخاری ج۱ ص۳۴)

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی آواز سنی جن کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا۔"

یہ مضمون بھی متعدد احادیث میں آیا ہے:

(۱) "عن ابی ایوب الانصاریؓ قال: خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ما غربت الشمس فسمع صوتاً، فقال: یھود تعذب فی قبورھا" (صحیح بخاری ج۱ ص۱۸۴، صحیح مسلم ج۲ ص۳۸۶)

ترجمہ: "حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غروبِ آفتاب کے بعد باہر نکلے تو آواز سنی، فرمایا: یہود کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔"

(۲) "عن انسؓ قال: بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نخل لابی طلحة یبرز لحاجته۔ قال: وبلال یمشی وراءہ یکرم نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یمشی الٰی جنبه، فمر نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقبر فقام حتّٰی تم الیه بلال، فقال: ویحک یا بلال! ھل تسمع ما اسمع؟ قال: ما اسمع شیئًا! قال: صاحب القبر یعذب! فسأل عنه فوجد یھودیا" (رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح، مجمع الزوائد ج۳ ص۵۶، واخرجہ فی المستدرک ج۱ ص۴۰، وقال صحیح علٰی شرط الشیخین واقرہ الذھبی)

ترجمہ: "حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوطلحہؓ کے کھجوروں کے باغ میں قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جارہے تھے، حضرت بلال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل رہے تھے، ادب کی بنا پر برابر

نہیں چل رہے تھے، آنحضرت ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے تو کھڑے ہوگئے، یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی آپہنچے، فرمایا: بلال! کیا تم بھی سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ عرض کیا: میں تو کچھ نہیں سن رہا! فرمایا: صاحبِ قبر کو عذاب ہورہا ہے! آپ ﷺ نے اس قبر کے بارے میں دریافت فرمایا کہ یہ کس کی قبر ہے؟ تو معلوم ہوا کہ یہودی کی قبر ہے۔"

(۳) "عن انس رضی اللہ عنہ قال: اخبرنی من لا اتهم من اصحاب النبی ﷺ قال: بینما رسول الله ﷺ وبلال یمشی بالبقیع، اذ قال رسول الله ﷺ: یا بلال! هل تسمع ما اسمع؟ قال: والله یا رسول الله ما اسمعه! قال: الا تسمع اهل هذه القبور یعذبون فی قبورهم؟ یعنی قبور اهل الجاهلیة"

(رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح، مجمع الزوائد ج۳ ص۵۶)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھے آنحضرت ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی صاحب نے بتایا کہ: آنحضرت ﷺ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ بقیع میں چل رہے تھے، اچانک آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بلال! جو کچھ میں سن رہا ہوں، کیا تم بھی سن رہے ہو؟ عرض کیا: اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! میں اس کو نہیں سن رہا۔ فرمایا: کیا تم اہلِ قبور کو سنتے نہیں ہو؟ ان کو قبروں میں عذاب ہورہا ہے!"

(۴) "عن جابر بن عبدالله رضی اللہ عنہ قال: دخل رسول الله ﷺ محلا لبنی النجار، فسمع اصوات رجال من بنی النجار ماتوا فی الجاهلیة یعذبون فی قبورهم، فخرج رسول الله ﷺ فزعا فامر اصحابه ان یتعوذوا من عذاب القبر" (رواہ احمد والبزار ورجال احمد رجال الصحیح، مجمد الزوائد ج۳ ص۵۵، وکشف الاستار عن زوائد البزار ج۱ ص۴۱۲)

ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ بنو نجار کی ایک جگہ میں داخل ہوئے تو بنو نجار کے چند مُردوں کی آواز سنی، جو جاہلیت کے زمانے میں مرے تھے اور ان کو قبروں میں عذاب ہو رہا تھا، آنحضرت ﷺ وہاں سے گھبرا کر نکلے، اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کہ عذابِ قبر سے پناہ مانگیں۔"

ان احادیث میں قبروں کے پاس جاکر آنحضرت ﷺ کا عذابِ قبر کو سننا مذکور ہے، اگر یہ گڑھے (جن کو قبریں کہا جاتا ہے) عذاب کا محل نہ ہوتے اور قبروں میں مدفون ابدان کو عذاب نہ ہوتا، تو اس عذابِ قبر کا قبروں کے پاس سننا نہ ہوتا۔

۳......آنحضرت ﷺ کے علاوہ دوسروں کے لئے بھی عذابِ قبر کا سننا ممکن ہے

متعدد احادیث میں یہ مضمون بھی وارد ہوا ہے کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مُردوں کو دفن کرنے کی ہمت نہیں کرسکو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ قبر کا جو عذاب میں سنتا ہوں وہ تم کو بھی سنا دیتے، اس مضمون کی چند احادیث درج کی جاتی ہیں:

(۱) "عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قال: بینما النبی ﷺ فی حائط لبنی النجار علی بغلة له ونحن معه اذ حادت به فکادت تلقیه واذا اقبر ستة او خمسة او اربعة - قال: کذا کان یقول الجریری - فقال: من یعرف هذه الاقبر؟ فقال رجل: انا! قال: فمتی مات هؤلاء؟ قال: ماتوا فی الاشراک! فقال: ان هذه الامة تبتلی فی قبورها فلولا ان لا تدافنوا لدعوت الله ان یسمعکم من عذاب القبر الذی اسمع منه... الحدیث"

(صحیح مسلم ج۲ ص۳۸۶)

ترجمہ: ''حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر سوار ہوکر بنو نجار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے، ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، اچانک خچر بدک گیا قریب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گر جاتے، وہاں کوئی چار، پانچ یا چھ قبریں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان قبروں کو کوئی پہچانتا ہے؟ ایک آدمی نے عرض کیا: جی ہاں! میں جانتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کب مرے تھے؟ اس نے عرض کیا: حالت شرک میں! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک یہ لوگ اپنی قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں، اور اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم اپنے مردے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں بھی عذابِ قبر سنا دیتے جس طرح میں سنتا ہوں۔''

(۲) یہی حدیث صحیح ابن حبان میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ (موارد الظمآن ص ۲۰۲)

(۳) ''عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمع صوتا من قبر، فقال: متی مات ھٰذا؟ قالوا: مات فی الجاھلیة! فسر بذالک وقال: لو لا ان لا تدافنوا الدعوت اللہ ان یسمعکم عذاب القبر''

(سنن نسائی ج ۱ ص ۲۹۰، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۸۶، موارد الظمآن ص ۲۰۰)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر سے آواز سنی تو فرمایا: یہ کب مرا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا گیا کہ زمانۂ جاہلیت میں! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور فرمایا: اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم اپنے مُردے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں بھی عذاب قبر ہوتا ہوا سنائی دیتا۔''

(۴) ''عن انس رضی اللہ عنہ قال: دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خربا لبنی النجار کأنه یقضی حاجته فخرج وھو مذعور، فقال: لو لا ان تدافنوا الدعوت اللہ ان یسمعکم من عذاب القبر ما اسمعنی''

(اسنادہ صحیح، کنز العمال ج ۱۵ ص ۶۴۰ حدیث: ۴۲۹۴۳)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنونجار کے ویرانے میں قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو گھبرا کر نکلے، اور فرمایا: اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مُردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں بھی وہ عذابِ قبر سنا دے جو میں سنتا ہوں!''

مندرجہ بالا احادیث ہمارے مدعا پر تین وجہ سے شاہد ہیں: (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عذابِ قبر کو خود سننا۔ (۲) اور یہ فرمانا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں بھی عذابِ قبر سنا دیں، جو میں سن رہا ہوں، جس سے معلوم ہوا کہ عذابِ قبر کا سننا ہمارے حق میں بھی ممکن ہے، اگر عذاب کا تعلق قبر کے گڑھے سے نہ ہوتا تو قبروں کے اس عذاب کے سننے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ (۳) اور یہ فرمانا کہ: اندیشہ یہ ہے کہ خوف کی وجہ سے تم مُردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے، اگر عذاب کا تعلق قبر کے گڑھے سے نہ ہوتا تو اس اندیشہ کی کوئی وجہ نہ تھی۔

۴...... بہائم کا عذابِ قبر کو سننا

اُوپر حضرت زید بن ثابت اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کی احادیث میں عذابِ قبر کے سننے سے جانور کا بدکنا مذکور ہے، یہ مضمون بھی متعدد احادیث میں آیا ہے کہ مردے کو قبر میں جو عذاب ہوتا ہے اس کو جن وانس کے علاوہ قریب کے سب حیوانات سنتے ہیں، اس سلسلہ میں درج ذیل احادیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) حدیث انس رضی اللہ عنہ: "ثم یضرب بمطرقة من حدید ضربة بین اذنیه فیصیح صیحة یسمعها من یلیه الا الثقلین" (صحیح بخاری ج۱ ص۱۷۸، سنن ابوداؤد ج۲ ص۶۵۳، نسائی ج۲ ص۲۸۸، مسند احمد ج۳ ص۱۲۶، ۲۳۴)

ترجمہ: "پھر اس (مردے) کو لوہے کے ہتھوڑے سے اس کے کانوں کے درمیان مارا جاتا ہے، جس سے وہ مردہ ایسی چیخ مارتا ہے جسے جن و انس کے علاوہ قریب کے تمام حیوانات سنتے ہیں۔"

(۲) حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: "فیفتح له باب من جهنم، ثم یضرب ضربة تمسع كل دابة الا الثقلین" (رواہ البزار، مجمع الزوائد ج۳ ص۵۲، کشف الاستار عن زوائد البزار ج۱ ص۴۱۳)

ترجمہ: "پھر اس کے لئے جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر اس کو ماری جاتی ہے ایسی مار کہ اس کو سنتے ہیں تمام جانور سوائے جن و انس کے۔"

(۳) حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: "ویفتح له باب الی النار ثم یقمعه قمعة بالمطراق یسمعها خلق الله کلهم غیر الثقلین" (مسند احمد ج۳ ص۴، ۲۹۶، کشف الاستار ج۱ ص۴۱۳، مجمع الزوائد ج۳ ص۴۸)

ترجمہ: "پھر اس (کافر مردے) کے لئے دوزخ کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر فرشتہ اس کو ایسا گرز مارتا ہے جس کو جن و انس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سنتی ہے۔"

(۴) حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ: "فیضربه بها ضربة یسمعها ما بین المشرق والمغرب الا الثقلین فیصیر ترابا قال ثم تعاد فیه الروح" (سنن ابوداؤد ج۲ ص۶۵۴)

ترجمہ: "پس فرشتہ اس کو ایسی ضرب لگاتا ہے، جس کو جن و انس کے سوا مشرق و مغرب کے درمیان کی ساری مخلوق سنتی ہے، وہ اس ضرب سے مٹی ہوجاتا ہے۔ فرمایا: پھر اس میں دوبارہ رُوح لوٹائی جاتی ہے۔"

(۵) حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: "انهم معذبون عذابا تسمعه البهائم کلها" (بخاری ج۲ ص۹۴۲، مسلم ج۱ ص۲۱۷)

ترجمہ: "مُردوں کو قبروں میں ایسا عذاب دیا جاتا ہے جس کو سب چوپائے سنتے ہیں۔"

(۶) حدیث ام مبشر رضی اللہ عنہا: "عن ام مبشر قالت: دخل علیّ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وانا فی حائط من حوائط بنی النجار فیه قبور منهم، وهو یقول: استعیذوا بالله من عذاب القبر! فقلت: یا رسول الله! وللقبر عذاب؟ قال: نعم! انهم لیعذبون فی قبورهم تسمعه البهائم" (رواہ احمد، مجمع الزوائد ج۳ ص۵۶، موارد الظمآن ص۲۰۰)

ترجمہ: "حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں ایک دن بنونجار کے باغ میں تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، وہاں بنونجار کی کچھ قبریں تھیں (انہیں دیکھ کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے عذابِ قبر سے پناہ مانگو! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا قبر میں عذاب دیا جاتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! بے شک انہیں اپنی اپنی قبروں میں عذاب دیا جارہا ہے، جسے تمام جانور سنتے ہیں۔"

(۷) حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: "ان الموتٰی لیعذبون فی قبورهم حتی ان البهائم تسمع اصواتهم" (رواہ الطبرانی فی الکبیر واسنادہ حسن، مجمع الزوائد ج۳ ص۵۶)

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مُردوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے، یہاں تک کہ چوپائے ان کی آواز سنتے ہیں۔"

(۸) حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ: ''کنت مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر وھو یسیر علٰی راحلته فنفرت، قلت: یا رسول الله! ماشأن راحلتک نفرت؟ قال: انها سمعت صوت رجل یعذب فی قبره فنفرت لذالک''

(رواہ الطبرانی فی الاوسط وفیہ جابر الجعفی وفیہ کلام کثیر وقد وثق، مجمع الزوائد ج۳ ص۵۶)

ترجمہ: ''ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ناقہ پر تشریف لے جارہے تھے کہ اچانک سواری بدک گئی، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کو کیا ہوا؟ یہ بدک کیوں گئی؟ فرمایا: اس نے ایک شخص کی آواز سنی جس کو اس کی قبر میں عذاب ہو رہا ہے، اس کی وجہ سے بدک گئی۔''

ان احادیث میں جن وانس کے علاوہ باقی حیوانات کا عذابِ قبر کو سننا مذکور ہے، ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عذابِ قبر ایک حسی چیز ہے جس کو نہ صرف اس عالم میں محسوس کیا جاسکتا ہے، بلکہ جن وانس کے علاوہ باقی مخلوق کو اس کا ادراک بھی ہوتا ہے، جن وانس کو جو ادراک نہیں ہوتا اس میں ایک حکمت یہ ہے کہ ان کا ایمان، ایمان بالغیب رہے۔ دُوسری وہ حکمت ہے جو اُوپر بیان ہوچکی ہے کہ اگر عذابِ قبر کا انکشاف انسانوں کو عام طور سے ہوجایا کرتا تو کوئی شخص مُردوں کو قبرستان میں دفن کرنے کی ہمت نہ کرتا۔ بہرحال اس عذاب کا محسوس ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ عذابِ قبر اسی گڑھے میں ہوتا ہے اور یہ کہ میت کے بدن کو بھی ہوتا ہے۔

۵.....عذابِ قبر کے مشاہدہ کے واقعات

عذابِ قبر کو انسانوں اور جنات کی نظر سے پوشیدہ رکھا گیا ہے، لیکن بعض اوقات خرقِ عادت کے طور پر عذابِ قبر کے کچھ آثار کا مشاہدہ بھی کرادیا جاتا ہے، اس نوعیت کے بے شمار واقعات میں سے چند واقعات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

(۱) ''عن قبیصة بن ذویب رضی اللہ عنہ قال: اغار رجل من اصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم علی سریة من المشرکین فانهزمت فغشی رجل من المسلمین رجلا من المشرکین وهو منهزم فلما اراد ان یعلوه بالسیف قال الرجل: لا اله الا الله! فلم ینزع عنه حتی قتله، ثم وجد فی نفسه من قتله فذکر حدیثه لرسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: فهلا نقبت عنه قلبه! فلم یلبثوا الا قلیلا حتی توفی ذالک الرجل القاتل، فدفن فاصبح علی وجه الارض فجاء اهله فحدثوا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: ادفنوه! فدفنوه فاصبح علی وجه الارض فجاء اهله فحدثوا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: ادفنوه! فدفنوه فاصبح علی وجه الارض فجاؤا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فحدثوه ذالک، فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: ان الارض قد ابت ان تقبله فاطرحوه فی غار من الغیران!'' (بیہقی دلائل النبوۃ ج۴ ص۳۰۹، خصائص کبریٰ ج۲ ص۸۷، مصنف عبدالرزاق ج۱۰ ص۱۷۳، کنزالعمال ج۱۵ ص۱۴۷، ۱۴۸ حدیث: ۴۰۴۵۴)

ترجمہ: ''حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب نے مشرکین کے ایک دستہ پر حملہ کیا، اس دستہ کو شکست ہوئی، پھر ایک مسلمان نے مشرکوں کے ایک آدمی کو بھاگتے ہوئے جالیا، جب اس پر تلوار اُٹھانے کا ارادہ کیا تو اس شخص نے ''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھا، لیکن مسلمان کلمہ سن کر بھی ہٹا نہیں، یہاں تک کہ اسے قتل کردیا، پھر اس کے ضمیر نے اس کے قتل پر ملامت کی، چنانچہ اس نے اپنا قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ذکر کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا: تو نے اس کا دل کرید کر کیوں نہ دیکھ لیا؟ تھوڑی

مدت گزری تھی کہ اس قاتل کا انتقال ہوگیا، اسے دفن کیا گیا مگر اگلے دن دیکھا گیا کہ وہ کھلی زمین پر پڑا ہے، اس کے گھر کے لوگوں نے یہ قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو دفن کردو! دوبارہ دفن کیا گیا تو پھر دیکھا کہ زمین پر پڑا ہوا ہے، تین بار یہی ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین نے اس کو قبول کرنے سے انکار کردیا ہے، اسے کسی غار میں ڈال دو!"

(۲) "عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: کان منا رجل من بنی النجار قد قرأ البقرة وآل عمران وکان یکتب لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانطلق هاربا حتی لحق باهل الکتاب، قال: فرفعوه، قالوا: هذا قد کان یکتب لمحمد فاعجبوا به فما لبث ان قصم اللہ عنقه فیهم فحفروا له فواروه فاصبحت الارض قد نبذته علٰی وجهها، ثم عادوا فحفروا له فواروه فاصبحت الارض قد نبذته علٰی وجهها، ثم عادوا فحفروا له فواروه فاصبحت الارض قد نبذته علٰی وجهها، فترکوه منبوذا" (صحیح بخاری ج:۱ ص:۵۱۱، صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۷۰، واللفظ لہ، مسند احمد ج:۳ ص:۱۲۰، ۱۲۱، ۲۴۵، صحیح ابن حبان بحوالہ موارد الظمآن ص:۳۶۵، خصائص کبریٰ ج:۲ ص:۷۸)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک شخص ہم سے یعنی بنونجار سے تھا، اس نے سورۂ بقرہ اور سورۂ آلِ عمران پڑھی ہوئی تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھا کرتا تھا، پھر وہ بھاگ کر اہلِ کتاب سے جاملا، انہوں نے اس کو خوب اُچھالا اور کہا کہ: یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے وحی لکھا کرتا تھا، وہ لوگ اس پر بہت خوش ہوئے، کچھ ہی دنوں بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی گردن توڑ دی (یعنی مرگیا)، انہوں نے گڑھا کھود کر اسے دفن کردیا، صبح ہوئی تو زمین نے اس کو باہر پھینک دیا، انہوں نے اسے پھر دفن کیا، زمین نے اسے پھر باہر پھینک دیا، انہوں نے سہ بارہ دفن کیا، زمین نے اسے پھر اُگل دیا، عاجز ہوکر انہوں نے اسے بغیر دفن کے پڑا رہنے دیا۔"

(۳) "عن اسامة بن زید قال: بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا فکذب علیه، فدعا علیه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجد میتا قد انشق بطنه ولم تقبله الارض" (بیہقی دلائل النبوۃ ج:۶ ص:۲۴۵، خصائص کبریٰ ج:۲ ص:۷۸)

ترجمہ: "حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو (کسی کام سے) بھیجا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرکے ایک جھوٹ بولا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں بددعا فرمائی، اس کے نتیجہ میں وہ مردہ حالت میں پایا گیا، اس کا پیٹ پھٹا ہوا تھا، اور زمین نے اسے قبول نہیں کیا۔"

(۴) "عن عمران قال: شهدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد بعث جیشا من المسلمین الی المشرکین، الٰی قوله: فلم یلبث الا یسیرا حتی مات فدفناه فاصبح علٰی ظهر الارض، فقالوا: لعل عدوا نبشه فدفناه ثم امرنا غلماننا یحرسونه فاصبح علٰی ظهر الارض فقلنا: لعل الغلمان نبشوه، فدفناه ثم حرسناه بانفسنا فاصبح علٰی ظهر الارض، فالقیناه فی بعض تلک الشعاب۔ وفی روایة: فنبذته الارض فاخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: ان الارض لتقبل من هو اشر منه، ولٰکن اللہ احب ان یریکم تعظیم حرمة لا اله الا اللہ"

(سنن ابن ماجہ ص:۲۸۱، دلائل النبوۃ بیہقی ج:۷ ص:۱۲۸)

ترجمہ: "حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کا ایک لشکر کافروں سے جہاد کے لئے بھیجا، (اس کے بعد ایک شخص کے قتل کا واقعہ ذکر کیا)، پھر وہ قاتل چند ہی دنوں کے بعد مرگیا، ہم نے اس

کو دفن کیا تو صبح کو کھلی زمین پر پڑا تھا، ہم نے سوچا شاید کسی دشمن نے اس کو اُکھاڑ پھینکا ہے، ہم نے دوبارہ دفن کردیا، اور اس پر اپنے غلاموں کا پہرہ لگادیا، اگلے دن پھر زمین کی سطح پر پڑا تھا، ہم نے سوچا شاید غلام سوگئے ہوں گے، ہم نے تیسری بار دفن کیا اور خود پہرہ دیا، لیکن اگلے دن پھر زمین پر پڑا تھا، بالآخر ہم نے اسے ایک غار میں ڈال دیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ: زمین نے اسے باہر پھینک دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر کی گئی تو فرمایا: زمین تو اس سے بھی برے لوگوں کو قبول کرلیتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ تمہیں یہ دکھائیں کہ لا الٰہ الا اللہ کی حرمت کس قدر بڑی ہے!"

(۵) "عن الحسن البصری ان محلمًا لما جلس بین یدہ علیہ الصلٰوۃ والسلام قال لہ: آمنتہ ثم قتلتہ؟ ثم دعا علیہ، قال الحسن: فواللہ! ما مکث محلمًا الا سبعًا حتی مات فلفظتہ الارض ثم دفنوہ فلفظتہ الارض، ثم دفنوہ فلفظتہ الارض، فرضموا علیہ من الحجارۃ حتی واروہ فبلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: ان الارض لتطابق علٰی من ھو شر منہ ولٰکن اللہ اراد ان یعظکم فی حرم ما بینکم لما اراکم منہ"

(البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۲۲۵، مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۹۴)

ترجمہ: "حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: محلم (ایک مسلمان کو قتل کرکے) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے اسے امن دینے کے بعد قتل کردیا؟ پھر اس کے حق میں بددعا فرمائی، حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: محلم اس واقعہ کے ایک ہفتہ بعد مرگیا، تو زمین نے اس کو اُگل دیا، لوگوں نے اسے پھر دفن کیا، تو زمین نے اسے پھر اُگل دیا، بالآخر لوگوں نے اس کے گرد پتھر جمع کرکے اسے چھپادیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی تو فرمایا کہ: زمین تو اس سے بھی برے لوگوں کو چھپالیتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ منظر تم کو دکھا کر یہ چاہا وہ تمہاری آپس کی حرمتوں کے بارے میں تم کو نصیحت و عبرت دلائیں۔"

(۶) "عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: بینما اسیر بجنبات بدر اذ خرج رجل من حفرۃ فی عنقہ سلسلۃ فنادانی: "یا عبداللہ! اسقنی۔" فلا ادری اعرف اسمی او دعانی بدعایۃ العرب، وخرج رجل فی ذالک الحفیر فی یدہ سوط فنادانی: "لا تسقہ فانہ کافر!" ثم ضربہ بالسوط حتی عاد الٰی حفرتہ، فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسرعًا فاخبرتہ، فقال لی: او قد رأیتہ؟ قلت: نعم! قال: ذاک عدو اللہ ابوجہل بن ہشام! وذاک عذابہ الٰی یوم القیامۃ!" (قال الہیثمی رواہ الطبرانی فی الاوسط وفیہ عبداللہ بن محمد مغیرۃ وھو ضعیف، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۵۷)

ترجمہ: "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: دریں اثنا کہ میں بدر کے قریب سے گزر رہا تھا، اتنے میں ایک گڑھے سے ایک شخص نکلا جس کے گلے میں زنجیر تھی، اس نے مجھے پکار کر کہا: "اے عبداللہ! مجھے پانی پلاؤ" مجھے معلوم نہیں کہ آیا اسے میرا نام معلوم تھا، یا عرب کے دستور کے مطابق اس نے "عبداللہ" (اللہ کا بندہ) کہہ کر پکارا، اس گڑھے سے ایک اور آدمی نکلا، جس کے ہاتھ میں کوڑا تھا، اس نے مجھے پکار کر کہا کہ: "اس کو پانی نہ پلانا، یہ کافر ہے!" پس اس نے پہلے شخص کو کوڑا مارا اور مار مار کر گڑھے کی طرف واپس لے گیا، میں جلدی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ سارا قصہ عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے واقعی اس کو دیکھا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: یہ اللہ کا دشمن ابوجہل تھا! اور قیامت تک اس کی یہی سزا ہے!" نعوذ باللہ من ذالک!

(۷) ''(وقال) ابن ابی الدنیا حدثنی ابی، حدثنا موسیٰ بن داؤد، حدثنا حماد بن سلمة عن هشام بن عروة، عن ابیه، قال: بینما راکب یسیر بین مکة والمدینة اذ مر بمقبرة فاذا برجل قد خرج من قبر یلتهب نارا مصفدا فی الحدید، فقال: "یا عبدالله! انضح، یا عبدالله! انضح۔" قال: وخرج آخر یتلوه فقال: "یا عبدالله! لا تنضح، یا عبدالله! لا تنضح۔" قال: وغشی علی الراکب، وعدلت به راحلته الی العرج، قال واصبح قد ابیض شعره، فاخبر عثمان بذالک فنهی ان یسافر الرجل لوحده'' (کتاب الروح ص۹۴)

ترجمہ: ''ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: مجھ سے بیان کیا میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ: ہم سے بیان کیا حماد بن سلمہ نے، وہ روایت کرتے ہیں ہشام بن عروہ سے، وہ اپنے والد سے: دریں اثنا کہ ایک سوار مکہ و مدینہ کے درمیان جا رہا تھا کہ ایک قبرستان سے گزرا، اچانک ایک شخص قبر سے نمودار ہوا جو آگ سے بھڑک رہا تھا، اور لوہے کی بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا، اس نے کہا: ''اے بندۂ خدا! مجھے پانی دے دو، اے بندۂ خدا! مجھے پانی دے دو۔'' اور ایک اور شخص اس کے پیچھے سے نکلا، اس نے پکار کر کہا: ''اے بندۂ خدا! اسے پانی نہ دینا، اے بندۂ خدا! اسے پانی نہ دینا۔'' اس منظر سے سوار پر غشی طاری ہوگئی اور اس کی سواری اس کو موضع ''عرج'' لے گئی، اور اس صدمے سے اس شخص کے بال سفید ہوگئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع کی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے آدمی کے تنہا سفر کرنے سے منع فرمادیا۔''

(۸) ''وقد ذکر ابن ابی الدنیا فی "کتاب القبور" عن الشعبی انه ذکر رجلا قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم: مررت ببدر فرأیت رجلا یخرج من الارض فیضربه رجل بمقمعة حتی یغیب فی الارض، ثم یخرج فیفعل به ذالک۔ فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: ذالک ابو جهل بن هشام یعذب الی یوم القیامة!'' (کتاب الروح ص۹۴)

ترجمہ: ''ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب القبور میں امام شعبی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ: ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: میں بدر سے گزر رہا تھا، میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ زمین سے نکلتا ہے تو دُوسرا آدمی اس کو ہتھوڑے سے مارتا ہے، یہاں تک کہ وہ زمین میں غائب ہوجاتا ہے، وہ پھر نکلتا ہے تو دُوسرا اس کے ساتھ یہی کرتا ہے، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ابوجہل بن ہشام ہے! اسے قیامت تک یہی عذاب ہوتا رہے گا۔''

(۹) ''(وذکر) من حدیث حماد بن سلمة عن عمرو بن دینار، عن سالم بن عبدالله عن ابیه، قال: بینما انا اسیر بین مکة والمدینة علی راحلة وانا محقب اداوة اذ مررت بمقبرة فاذا رجل خارج من قبره یلتهب نارا وفی عنقه سلسلة یجرها، فقال: "یا عبدالله! انضح، یا عبدالله! انضح۔" فوالله! ما ادری اعرفنی باسمی ام کما تدعوا الناس؟ قال: فخرج آخر فقال: "یا عبدالله! لا تنضح، یا عبدالله! لا تنضح۔" ثم اجتذب السلسلة فاعاده فی قبره'' (کتاب الروح ص۹۴)

ترجمہ: ''اور ابن ابی الدنیا نے حماد بن سلمہ کی روایت سے، انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں سے سالم بن عبداللہ سے، انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: انہوں نے فرمایا کہ: دریں اثنا کہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان اُونٹنی پر سوار ہوکر جا رہا تھا، میری سواری پر پانی کا مشکیزہ بھی تھا، ایک قبرستان سے گزرا تو دیکھا کہ ایک شخص اپنی قبر سے نکل رہا ہے، جس پر آگ بھڑک رہی ہے اور اس کی گردن میں زنجیر ہے، جس کو وہ گھسیٹ رہا ہے، اس نے مجھے پکار کر کہا کہ: ''اے عبداللہ! پانی دو، اے عبداللہ! پانی دو'' پس اللہ کی قسم! مجھے

نہیں معلوم کہ وہ میرے نام کو جانتا تھا یا جس طرح لوگ کسی کو بندۂ خدا کہہ کر پکارتے ہیں اسی طرح اس نے مجھے بھی پکارا، پھر اس کے پیچھے ایک اور شخص نکلا، اس نے مجھے پکار کر کہا کہ: ''اے عبداللہ! اس کو پانی نہ دینا، اے عبداللہ! اس کو پانی نہ دینا'' پھر وہ پہلے شخص کی زنجیر کھینچ کر اسے دوبارہ قبر میں لے گیا۔''

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الروح'' میں اس نوعیت کے مزید اٹھارہ واقعات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: ''وھذہ الاخبار واضعافھا واضعاف اضعافھا مما لا یتسع لھا الکتاب مما اراہ اللہ سبحانہ وتعالٰی لبعض عبادہ من عذاب القبر ونعیمہ عیانًا، واما رؤیۃ المنام فلو ذکرناھا لجائت عدۃ اسفار'' (کتاب الروح ص۹۹)

ترجمہ: ''یہ واقعات اور اس سے دوگنے چوگنے واقعات، جو اس کتاب میں نہیں سما سکتے، ایسے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے بعض بندوں کو قبر کے عذاب وثواب کا مشاہدہ کرادیا، جہاں تک خواب کے واقعات کا تعلق ہے، اگر ہم انہیں ذکر کرنے بیٹھیں تو ان کے لئے کئی دفتر چاہئیں۔''

قبر میں پیش آنے والے حالات وواقعات

احادیث شریفہ میں ان حالات وواقعات کو بڑی تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے، جو میّت کو قبر میں پیش آتے ہیں، ان میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حالات اسی قبر میں پیش آتے ہیں، اور یہ کہ ان حالات کا تعلق میّت کے جسم سے بھی ہے، یہاں چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں، ان کے بعد قبر میں پیش آنے والے حالات کا ایک خاکہ پیش کیا جائے گا۔

(۱) ''عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان العبد اذا وضع فی قبرہ، وتولّٰی عنہ اصحابہ، انہ لیسمع قرع نعالھم، اذا انصرفوا، اتاہ ملکان، فیقعدانہ فیقولان لہ: ما کنت تقول فی ھذا الرجل، لمحمد؟ فاما المؤمن فیقول: اشھد انہ عبداللہ ورسولہ! فیقال لہ: انظر الی مقعدک من النار، ابدلک اللہ بہ مقعدًا من الجنۃ! قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: فیراھما جمیعًا۔ قال قتادۃ: وذکر لنا انہ یفسح لہ فی قبرہ۔ ثم رجع الٰی حدیث انس، قال: واما المنافق، او الکافر - وفی روایۃ - واما الکافر والمنافق فیقول: لا ادری! کنت اقول ما یقول الناس۔ فیقال: لا دریت ولا تلیت، ثم یضرب بمطرقۃ من حدید ضربۃ بین اذنیہ فیصیح صیحۃ یسمعھا من یلیہ الا الثقلین!''

(بخاری ج۱ ص۱۷۸، ۱۸۳، واللفظ لہ، مسلم ج۲ ص۳۸۶، ابوداؤد ج۲ ص۶۵۴، نسائی ج۱ ص۲۸۸، شرح السنۃ ج۵ ص۴۱۵)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بندے کو جب اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کو دفن کرنے والے اس کے دفن سے فارغ ہوکر لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے، تب اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اس کو بٹھاتے ہیں پھر اس سے کہتے ہیں کہ تو اس شخص یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ پس اگر مردہ مؤمن ہو تو کہتا ہے کہ: میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں! پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ: اپنے دوزخ کے ٹھکانے کی طرف دیکھ! اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کے بدلے میں جنت کا ٹھکانا عطا فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: پس وہ جنت اور دوزخ دونوں میں اپنے ٹھکانوں کو دیکھتا ہے۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: ہم سے یہ ذکر کیا گیا کہ پھر اس کی قبر کشادہ کردی جاتی ہے۔

لیکن کافر اور منافق، وہ فرشتوں کے سوال کے جواب میں کہتا ہے کہ: میں نہیں جانتا (کہ یہ کون ہیں؟) میں تو ان کے بارے میں وہی بات کہتا تھا جو دُوسرے (کافر) لوگ کہتے تھے! پس اس سے کہا جاتا ہے کہ: نہ تو نے خود جانا اور نہ کسی جاننے والے کے پیچھے چلا! پھر لوہے کے ہتھوڑے سے اس کے کانوں کے درمیان مارا جاتا ہے، جس سے وہ ایسا چلاتا ہے کہ جن وانس کے علاوہ قریب کی ساری مخلوق سنتی ہے۔‘‘

(۲) ’’عن سمرة بن جندب رضي الله عنه انه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا صلى صلٰوةً اقبل علينا بوجهه فقال: من رأى منكم الليلة رؤيا؟ قال: فان رأى احد قصها، فيقول: ما شاء الله! فسألنا يوم فقال: هل رأى منكم احد رؤيا؟ قلنا: لا! قال: لٰكني رأيت الليلة رجلين اتياني فاخذا بيدي واخرجاني الى ارض مقدسة، فاذا رجل جالس ورجل قائم بيده كلوب من حديد، يدخله في شدقه فشقه حتى يبلغ قفاه، ثم يفعل بشدقه الآخر مثل ذالك ويلتئم شدقه هذا، فيعود فيصنع مثله، قلت: ما هذا؟ قالا: انطلق! فانطلقنا حتى اتينا على رجل مضطجع على قفاه، ورجل قائم على رأسه بفهر، او صخرة، فيشدخ بها رأسه، فاذا ضربه تدهده الحجر، فانطلق اليه ليأخذه فلا يرجع الى هذا حتى يلتئم رأسه وعاد رأسه كما هو، فعاد اليه فضربه۔ قلت: ما هذا؟ قالا: انطلق! فانطلقنا الى نقب مثل التنور، اعلاه ضيق واسفله واسع تتوقد تحته النار، فاذا اقترب ارتفعوا حتى يكادوا يخرجون، فاذا خمدت رجعوا فيها (وفيها) رجال ونساء عراة فقلت: ما هذا؟ قالا: انطلق! فانطلقنا حتى اتينا على نهر من دم فيه رجل قائم، وعلى وسط النهر رجل بين يديه حجارة، فاقبل الرجل الذي في النهر، فاذا اراد ان يخرج رماه الرجل بحجر في فيه فرده حيث كان، فجعل كلما جاء ليخرج رمى في فيه بحجر فيرجع كما كان، فقلت: ما هذا؟ فقلت: قد طوفتماني الليلة فاخبراني عما رأيت! قالا: نعم! اما الذي رأيته يشق شدقه فكذاب يحدث بالكذبة فتحمل عنه حتى تبلغ الافاق، فيصنع به ما ترى الى يوم القيامة، والذي رأيته يشدخ رأسه فرجل علمه الله القرآن فنام عنه بالليل ولم يعمل فيه بالنهار، يفعل به الى يوم القيامة، والذي رأيته في النقب فهم الزناة، والذي رأيته في النهر اكل الربا۔‘‘ الحديث!

(صحیح بخاری ج۱ ص۱۸۵، ج۲ ص۱۰۴۳، واللفظ لہٗ، ترمذی ج۲ ص۵۳۔ یہی روایت حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، ملاحظہ ہو: موارد الظمآن ص۴۴۵، مجمع الزوائد ج۱ ص۷۶، کنز العمال ج۱۴ ص۵۳۷، ۵۳۸، مستدرک حاکم ج۲ ص۲۱۰)

ترجمہ: ’’جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ فجر کی نماز پڑھ کر اپنے یار و اصحاب کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کرتے تھے کہ: تم میں سے رات کو کسی نے کوئی خواب تو نہیں دیکھا؟ اگر کوئی دیکھتا تو عرض کردیا کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ تعبیر ارشاد فرمادیا کرتے تھے۔ عادت کے موافق ایک بار سب سے پوچھا کہ: کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ سب نے عرض کیا: کوئی نہیں دیکھا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے کہ دو شخص میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو ایک زمینِ مقدس کی طرف لے چلے، دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور دُوسرا کھڑا ہوا ہے، اور اس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور ہے، اس بیٹھے ہوئے کے کلے کو اس سے چیر رہا ہے، یہاں تک کہ گدی تک جا پہنچتا ہے، پھر دُوسرے کلے کے ساتھ بھی یہی معاملہ کر رہا ہے، اور پھر وہ کلا اس کا درست ہوجاتا ہے، پھر اس کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا بات ہے؟ وہ دونوں شخص بولے: آگے

چلو! ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک ایسے شخص پر گزر ہوا جو کہ لیٹا ہوا ہے، سر پر ایک شخص ہاتھ میں بڑا بھاری پتھر لئے کھڑا ہے، اس سے اس کا سر نہایت زور سے پھوڑتا ہے، جب وہ پتھر اس کے سر پر دے مارتا ہے، پتھر لڑھک کر دور جا گرتا ہے، جب وہ اس کے اُٹھانے کے لئے جاتا ہے تو اب تک لوٹ کر اس کے پاس نہیں آنے پاتا کہ اس کا سر پھر اچھا خاصا جیسا تھا ویسا ہی ہو جاتا ہے، اور وہ پھر اس کو اسی طرح پھوڑتا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ وہ دونوں بولے: آگے چلو! ہم آگے چلے، یہاں تک کہ ہم ایک غار پر پہنچے جو مثل تنور کے تھا، نیچے سے فراخ تھا اور اُوپر سے تنگ، اس میں آگ جل رہی تھی، اور اس میں بہت سے ننگے مرد اور عورت بھرے ہوئے ہیں، جس وقت وہ آگ اُوپر کو اُٹھتی ہے اس کے ساتھ وہ سب اُٹھ آتے ہیں، یہاں تک کہ قریب نکلنے کے ہو جاتے ہیں، پھر جس وقت بیٹھتی ہے وہ بھی نیچے چلے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ وہ دونوں بولے: آگے چلو! ہم آگے چلے، یہاں تک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے، اس کے بیچ میں ایک شخص کھڑا ہے، اور نہر کے کنارے پر ایک شخص کھڑا ہے اور اس کے سامنے بہت سے پتھر پڑے ہیں، وہ نہر کے اندر والا شخص نہر کے کنارہ کی طرف آتا ہے، جس وقت نکلنا چاہتا ہے کنارہ والا شخص اس کے منہ پر ایک پتھر اس زور سے مارتا ہے کہ وہ پھر اپنی پہلی جگہ پر جا پہنچتا ہے۔ پھر جب بھی وہ نکلنا چاہتا ہے تو اسی طرح وہ پتھر مار کر اس کو ہٹا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ میں نے ان دونوں شخصوں سے کہا کہ: تم نے مجھ کو تمام رات پھرایا، اب بتاؤ کہ یہ سب کیا اسرار تھے؟ انہوں نے کہا کہ: وہ شخص جو تم نے دیکھا تھا کہ اس کے کلے چیرے جاتے تھے، وہ شخص جھوٹا ہے کہ جھوٹی باتیں کہا کرتا تھا اور وہ باتیں تمام جہان میں مشہور ہو جاتی تھیں، اس کے ساتھ قیامت تک یوں ہی کرتے ہیں۔ اور جس کا سر پھوڑتے ہوئے دیکھا، وہ وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو علمِ قرآن دیا، رات کو اس سے غافل ہو کر سو رہا اور دن کو اس پر عمل نہ کیا، قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ ہوگا۔ اور جن کو تم نے آگ کے غار میں دیکھا وہ زنا کرنے والے لوگ ہیں۔ اور جس کو خون کی نہر میں دیکھا وہ سود کھانے والا ہے۔" (بہشتی زیور حصہ اوّل سچی کہانیاں حکایت نمبر ۴)

(۳) "عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قال: خرجنا مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فی جنازة رجل من الانصار فانتهينا الى القبر ولما يلحد بعد، فجلس رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وجلسنا حوله كأنما على رؤوسنا الطير، وبيده عود ينكت به فى الارض، فرفع رأسه فقال: تعوذوا بالله من عذاب القبر! مرتين او ثلاثا۔

زاد فى رواية: وقال: ان الميت ليسمع خفق نعالهم اذا ولوا مدبرين، حين يقال له: يا هذا! من ربك؟ وما دينك؟ ومن نبيك؟

وفى رواية: ويأتيه ملكان، فيجلسانه، فيقولان له: من ربك؟ فيقول: ربى الله! فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: دينى الاسلام! فيقولان له: ما هذا الرجل الذى بعث فيكم؟ فيقول: هو رسول الله! فيقولان له: وما يدريك؟ فيقول: قرأت كتاب الله، وامنت به، وصدقت!

زاد فى رواية: فذلك قوله: "يثبت الله الذين امنوا بالقول الثابت فى الحيوة الدنيا وفى الأخرة" ثم اتفقا۔ فينادى مناد من السماء: ان صدق عبدى، فأفرشوه من الجنة، والبسوه من الجنة وافتحوا له بابا من الجنة! فيأتيه من روحها وطيبها، ويفسح له فى قبره مد بصره۔

وان الکافر...... فذکر موته، قال: فتعاد روحه فی جسده، ویأتیه ملکان، فیجلسانه، فیقولان له: من ربک؟ فیقول: هاه! هاه! لا ادری! فیقولان له: ما دینک؟ فیقول: هاه! هاه! لا ادری! فیقولان له: ما هذا الرجل الذی بعث فیکم؟ فیقول: هاه! هاه! لا ادری! فینادی مناد من السماء: ان کذب، فأفرشوه من النار، والبسوه من النار، وافتحوا له بابا الی النار! فیأتیه من حرها وسمومها، ویضیق علیه قبره حتی تختلف فیه اضلاعه۔

زاد فی روایة: ثم یقیض له اعمٰی، ابکم، معه مرزبة من حدید، لو ضرب بها جبل لصار ترابا، فیضربه بها ضربة یسمعها من بین المشرق والمغرب الا الثقلین، فیصیر ترابا ثم تعاد فیه الروح"

(جامع الاصول ج۱۱ ص۱۷۷، ابوداؤد ج۲ ص۶۵۴، مصنف عبدالرزاق ج۳ ص۵۸۱، مسند احمد ج۴ ص۲۹۶)

ترجمہ: "حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک انصاری کے جنازے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، قبر پر پہنچے تو ابھی لحد تیار نہیں ہوئی تھی، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے، اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھ گئے، گویا ہمارے سروں پر پرندے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس کے ساتھ زمین کرید رہے تھے (جیسا کہ گہری سوچ میں آدمی ایسا کیا کرتا ہے)، پھر سر مبارک کو اُوپر اُٹھا کر فرمایا کہ: عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو! دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا، پھر فرمایا کہ: جب لوگ میت کو دفن کرکے لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے، اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ: تیرا ربّ کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ: میرا ربّ اللہ ہے! وہ کہتے ہیں کہ: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ: میرا دین اسلام ہے! وہ کہتے ہیں کہ: یہ آدمی کون تھا جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ وہ کہتا ہے کہ: وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں! فرشتے کہتے کہ: تجھے کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے کہ: میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی ہے، میں اس پر ایمان لایا، اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی!

حق تعالیٰ شانہ کے ارشاد: "یُثَبِّتُ اللهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ" (ابراہیم:۲۷) (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ کی برکت) سے دُنیا اور آخرت میں مضبوط رکھتا ہے) میں جس تثبیت کا ذکر ہے اس سے مردے کا نکیرین کے سوال و جواب میں ثابت قدم رہنا مراد ہے۔

پھر ایک منادی آسمان سے آواز دیتا ہے کہ: میرے بندے نے سچ کہا! اس کے لئے جنت سے فرش بچھاؤ، اس کو جنت کا لباس پہناؤ، اور اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول دو! چنانچہ (اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پس) اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے، اور حدِ نظر اس کی قبر کشادہ کردی جاتی ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کی موت کا ذکر کرنے کے بعد اس کی قبر کے حالات کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ: اس کی رُوح اس کے بدن میں لوٹادی جاتی ہے، اور دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں، وہ اس کو بٹھاتے ہیں، پھر اس سے کہتے ہیں کہ تیرا ربّ کون ہے؟ وہ کہتا ہے: ہاہ! ہاہ! میں نہیں جانتا! وہ کہتے ہیں کہ: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: ہاہ! ہاہ! میں نہیں جانتا! وہ کہتے ہیں کہ: یہ کون آدمی تھا جو تم میں بھیجا گیا؟ وہ کہتا ہے: ہاہ! ہاہ! میں نہیں جانتا! پس آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ: یہ جھوٹ بولتا ہے! اس کے لئے آگ کا فرش بچھاؤ، اس کو آگ کا لباس پہناؤ، اور اس کے لئے دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو! چنانچہ دوزخ کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پس اس کو دوزخ کی گرمی اور اس

کی اُسے پہنچتی ہے، اور اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ پسلیاں ایک دُوسری میں نکل جاتی ہیں۔ نعوذ باللہ! پھر اس پر ایک اندھا بہرا فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے، جس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز ہوتا ہے، اگر وہ گرز پہاڑ پر مار دیا جائے تو وہ مٹی ہو جائے، وہ کافر مردے کو اس گرز سے ایسی مار مارتا ہے جس کو جنوں اور انسانوں کے سوا مشرق و مغرب کے درمیان کے سارے حیوان سنتے ہیں، وہ گرز لگنے سے مٹی ہو جاتا ہے، پھر اس میں دوبارہ رُوح لوٹائی جاتی ہے۔"

(۴) "عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان المیت یسمع خفق نعالھم اذا ولوا مدبرین، فان کان مؤمنا کانت الصلٰوۃ عند رأسہ، وکان الصوم عن یمینہ، وکانت الزکٰوۃ عن یسارہ، وکان فعل الخیرات من الصدقۃ والصلٰوۃ والصلۃ والمعروف والاحسان الی الناس عند رجلیہ، فیؤتی من قبل رأسہ فتقول الصلٰوۃ: ما قبلی مدخل! ویؤتی من عن یمینہ فیقول الصوم: ما قبلی مدخل! ویؤتی من عن یسارہ فتقول الزکٰوۃ: ما قبلی مدخل! ویؤتی من قبل رجلیہ فیقول فعل الخیرات: ما قبلی مدخل! فیقال لہ: اقعد! فیقعد، وتمثل لہ الشمس قد دنت للغروب فیقال لہ: ما تقول فی ھٰذا الرجل الذی کان فیکم؟ وما تشھد بہ؟ فیقول: دعونی اصلی! فیقولون: انک ستفعل، ولٰکن اخبرنا عما نسألک عنہ! قال: وعم تسألونی عنہ؟ فیقولون: اخبرنا عما نسألک عنہ! فیقول: دعونی اصلی! فیقولون: انک ستفعل، ولٰکن اخبرنا عما نسألک عنہ! قال: وعم تسألونی؟ فیقولون: اخبرنا ما تقول فی ھٰذا الرجل الذی کان فیکم؟ وما تشھد بہ علیہ؟ فیقول: محمدًا (صلی اللہ علیہ وسلم) اشھد انہ عبداللہ وانہ جاء بالحق من عند اللہ! فیقال لہ: علٰی ذالک حییت، وعلٰی ذالک مت، وعلٰی ذالک تبعث ان شاء اللہ! ثم یفتح لہ باب من قبل النار، فیقال لہ: انظر الٰی منزلک والٰی ما اعد اللہ لک لو عصیت! فیزداد غبطۃ وسرورًا، ثم یفتح لہ باب من قبل الجنۃ، فیقال لہ: انظر الٰی منزلک والٰی ما اعد اللہ لک! فیزداد غبطۃ وسرورًا، وذالک قول اللہ تبارک وتعالٰی: "یثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ ویضل اللہ الظالمین ویفعل اللہ ما یشاء۔" قال: وقال ابوالحکم عن ابی ھریرۃ فیقال لہ: ارقد رقدۃ العروس الذی لا یوقظہ الا اعز اھلہ الیہ او احب اھلہ الیہ! ثم رجع الٰی حدیث ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ قال: وان کان کافرًا اتی من قبل رأسہ، فلا یوجد شیء، ویؤتی عن یمینہ، فلا یوجد شیء، ثم یؤتی عن یسارہ، فلا یوجد شیء، ثم یؤتی من قبل رجلیہ فلا یوجد شیء، فیقال لہ: اقعد! فیقعد خائفًا مرعوبًا، فیقال لہ: ما تقول فی ھٰذا الرجل الذی کان فیکم؟ وماذا تشھد بہ علیہ؟ فیقول: ای رجل؟ فیقولون: الرجل الذی کان فیکم! قال: فلا یھتدی لہ۔ قال: فیقولون: محمد! فیقول: سمعت الناس قالوا، فقلت کما قالوا! فیقولون: علٰی ذالک حییت، وعلٰی ذالک مت، وعلٰی ذالک تبعث ان شاء اللہ! ثم یفتح لہ باب من قبل الجنۃ فیقال لہ: انظر الٰی منزلک والٰی ما اعد اللہ لک لو کنت اطعتہ! فیزداد حسرۃ وثبورًا۔ قال: ثم یضیق علیہ قبرہ حتٰی تختلف اضلاعہ۔ قال: وذالک قولہ تبارک وتعالٰی: فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمٰی"

(مستدرک حاکم ج:۱ ص:۳۷۹ واللفظ لہ، ابن حبان ج:۶ ص:۶۵، موارد الظمآن ص:۱۹۷، ۱۹۸، ابن ماجہ ص:۳۱۵، ترمذی ج:۱ ص:۱۲۷)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جب لوگ مردے کو دفنا کر واپس لوٹتے ہیں تو مردہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے، پھر اگر مردہ مؤمن ہو تو نماز اس کے سر کی طرف ہوتی ہے، روزہ دائیں طرف ہوتا ہے، زکوٰۃ بائیں جانب ہوتی ہے، اور دُوسری نفلی عبادتیں مثلاً: صدقہ، نفل نماز،

صلہ رحمی، لوگوں کے ساتھ بھلائی اور حسنِ سلوک کرنا، اس کی پائینتی کی طرف ہوتے ہیں، اگر کوئی اس کے سر کی طرف آنا چاہے تو نماز کہتی ہے کہ: اِدھر راستہ نہیں! اور اگر دائیں جانب سے آنا چاہے تو روزہ کہتا ہے کہ: اِدھر سے کوئی راستہ نہیں! اور اگر بائیں جانب سے آنا چاہے تو زکوٰۃ کہتی ہے: اِدھر سے کوئی راستہ نہیں! اور پاؤں کی طرف سے آنا چاہے تو نفلی عبادتیں کہتی ہیں کہ: اِدھر سے کوئی راستہ نہیں!

پھر فرشتے (منکر و نکیر) اس کو کہتے ہیں کہ: اُٹھ کر بیٹھ! وہ بیٹھ جاتا ہے، تو اس کو ایسا لگتا ہے گویا سورج غروب ہونے کے قریب ہے، فرشتے اس سے کہتے ہیں: تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے جو تم میں تھا؟ اور تو اس کے بارے میں کیا گواہی دیتا ہے؟ مردہ کہتا ہے: ٹھہرو! میں ذرا نماز پڑھ لوں! فرشتے کہتے ہیں کہ: نماز خیر تم پڑھتے رہنا، ہم جو کچھ پوچھتے ہیں اس کا جواب دے! وہ کہتا ہے: تم مجھ سے کیا پوچھتے ہو؟ وہ کہتے ہیں: یہی جو ہم نے سوال کیا ہے، اس کا جواب دو! وہ کہتا ہے: ذرا ٹھہرو! میں نماز پڑھ لوں! وہ کہتے ہیں: یہ تو خیر تم کرتے رہو گے، ہم تجھ سے جو کچھ پوچھتے ہیں وہ ہمیں بتاؤ! وہ کہتا ہے: اور تم مجھ سے پوچھتے کیا ہو؟ وہ کہتے ہیں: ہمیں یہ بتا کہ یہ شخص جو تم میں تھا، اس کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟ اور کیا شہادت دیتا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ: تمہاری مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے؟ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے پاس سے حق اور سچا دین لے کر آئے! پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ: تو اسی عقیدے پر جیا، اسی پر مرا، اور اِن شاء اللہ اسی پر اُٹھایا جائے گا! پھر اس کے لئے دوزخ کی طرف دروازہ کھول کر بتایا جاتا ہے کہ: دیکھ! اگر تو نافرمان ہوتا تو دوزخ میں تیرا یہ ٹھکانا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے تیری سزا کے لئے یہ سامان تیار کر رکھا تھا! اس سے اس کی مسرت اور شادمانی میں اضافہ ہوجاتا ہے، پھر اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول کر بتایا جاتا ہے کہ: دیکھ! اب جنت میں یہ تیرا گھر ہے، اور اللہ تعالیٰ نے تیری راحت کا یہ سامان تیار کر رکھا ہے! اور حق تعالیٰ شانہ کے مندرجہ ذیل ارشاد کا یہی مطلب ہے: ''یُثَبِّتُ اللهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ'' (ابراہیم:۲۷)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ کی برکت) سے دُنیا اور آخرت میں مضبوط رکھتا ہے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ)

پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ سو جاؤ! جیسے دلہن سو جاتی ہے کہ اس کی محبوب ترین شخصیت کے سوا کوئی نہیں جگا سکتا۔

اگر مردہ کافر ہو تو اگر اس کے سر کی طرف سے آنا چاہیں تو کوئی روکنے والا نہیں، دائیں طرف سے آنا چاہیں تو وہاں بھی کوئی موجود نہیں، بائیں طرف سے آنا چاہیں تو اِدھر بھی کوئی چیز موجود نہیں، اور اگر پائینتی کی طرف سے آنا چاہیں تو اس جانب بھی کوئی روکنے والی چیز موجود نہیں، چنانچہ فرشتے اس کو کہتے ہیں: بیٹھ جا! وہ خوفزدہ اور مرعوب ہوکر بیٹھ جاتا ہے، فرشتے کہتے ہیں: یہ شخص کون تھا جو تم میں موجود تھا؟ اور تو اس کے بارے میں کیا گواہی دیتا ہے؟ وہ کہتا ہے: کون سا آدمی؟ فرشتے کہتے ہیں کہ: یہی شخص جو تم میں تھا! لیکن وہ نہیں سمجھتا کہ کس آدمی کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟ پھر فرشتے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی لے کر) کہتے ہیں کہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتے ہو؟) وہ کہتا ہے کہ: میں نے لوگوں کو ان کے بارے میں ایک بات کہتے ہوئے سنا تو میں نے بھی وہی بات کی (کہ نعوذ باللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نہیں!)، فرشتے کہتے ہیں کہ: تو اسی عقیدے پر جیا، اسی پر مرا، اور اِن شاء اللہ اسی پر اُٹھایا جائے گا! پھر اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول کر اس سے کہا جاتا ہے کہ: دیکھ! اگر تو فرماں بردار ہوتا تو تیری

یہ جگہ تھی، اور اللہ تعالیٰ نے تیری راحت کا یہ سامان تیار کر رکھا تھا! پس اس کی حسرت و ہلاکت میں اضافہ ہو جاتا ہے، پھر اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دُوسری میں سے نکل جاتی ہیں۔ اور یہی مطلب ہے حق تعالیٰ شانہ کے اس ارشاد کا: ''فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ '' (طٰہٰ: ۱۲۴)

ترجمہ: ''اور جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کرے گا، تو اس کے لئے تنگی کا جینا ہوگا، اور قیامت کے روز ہم اس کو اندھا کر کے (قبر سے) اُٹھائیں گے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

(۵) ''عن ابی سعید قال: دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصلاہ فرأی ناسا کأنھم یکتشرون، قال: اما انکم لو اکثرتم ذکر ھاذم اللذات لشغلکم عما اری، فأکثروا من ذکر ھاذم اللذات الموت! فانہ لم یأت علی القبر یوم الا تکلم فیہ، فیقول: انا بیت الغربة! انا بیت الوحدة! وانا بیت التراب! وانا بیت الدود! فاذا دفن العبد المؤمن قال لہ القبر: مرحبا واھلا! اما ان کنت لاحب من یمشی علی ظھری الی فاذ ولیتک الیوم وصرت الی فستری صنیعی بک! قال: فیتسع لہ مد بصرہ، ویفتح لہ باب الی الجنة۔ واذا دفن العبد الفاجر او الکافر قال لہ القبر: لا مرحبا ولا اھلا! اما ان کنت لابغض من یمشی علی ظھری الی فاذ ولیتک الیوم وصرت الی، فستری صنیعی بک! قال: فیلتئم علیہ حتی تلتقی علیہ وتختلف اضلاعہ! قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بأصابعہ فأدخل بعضھا فی جوف بعض۔ قال: یقیض اللہ لہ سبعین تنینا لو ان واحدا منھا نفخ فی الارض ما انبتت شیئا ما بقیت الدنیا فینھشنہ ویخدشنہ حتی یفضی بہ الحساب۔ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انما القبر روضة من ریاض الجنة، او حفرة من حفر النار! قال ابوعیسی: ھذا حدیث حسن غریب لا نعرفہ الا من ھذا الوجہ'' (جامع ترمذی ج ۲ ص ۶۹)

ترجمہ: ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلّٰی پر تشریف لائے تو دیکھا کہ کچھ لوگ ہنس رہے ہیں، یہ دیکھ کر فرمایا کہ: سنو! اگر تم لذتوں کو چور چور کرنے والی چیز کو کثرت سے یاد کرتے تو وہ تم کو اس حالت سے مشغول کر دیتی جو میں دیکھ رہا ہوں، پس لذتوں کو توڑنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو، کیونکہ قبر پر کوئی دن نہیں گزرتا ہے جس میں یہ بات نہ کہتی ہو کہ میں بے وطنی کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں، پھر جب بندۂ مؤمن اس میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس کو خوش آمدید کہنے کے بعد کہتی ہے کہ: میرے پشت پر جتنے لوگ چلتے تھے تو ان میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا، آج جبکہ تو میرے سپرد کیا گیا ہے اور مجھ تک پہنچا ہے تو تو دیکھ لے گا کہ میں تجھ سے کیسا اچھا برتاؤ کرتی ہوں، چنانچہ وہ اس کے لئے حدِ نظر تک کشادہ ہو جاتی ہے، اور اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

اور جب بدکار یا (فرمایا کہ) کافر دفن کیا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے کہ: تیرا آنا نامبارک ہے، میری پشت پر جتنے لوگ چلتے پھرتے تھے تو ان میں مجھے سب سے زیادہ مبغوض تھا، آج جبکہ تو میرے حوالے کیا گیا ہے، اور میرے پاس پہنچا ہے تو دیکھ لے گا کہ میں تجھ سے کیسا برا سلوک کرتی ہوں، پس قبر اس پر مل جاتی ہے یہاں تک کہ اس کو اس قدر بھینچ دیتی ہے کہ اِدھر کی ہڈیاں اُدھر نکل جاتی ہیں، (اس کو سمجھانے کے لئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دُوسری میں ڈالیں۔ فرمایا: اور اس پر ستر زہریلے سانپ مسلط کر دیئے جاتے ہیں، (یہ سانپ اس قدر زہریلے ہیں کہ) اگر ان میں سے ایک زمین پر پھونک مارے تو رہتی دُنیا تک زمین پر کوئی سبزہ نہ اُگے، پس وہ

سانپ اسے ہمیشہ نوچتے اور کاٹتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ اسے قیامت کے دن حساب کے لئے پیش کیا جائے گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا!''

مندرجہ بالا چند احادیث بطورِ نمونہ ذکر کی ہیں، ان میں جو مضامین ذکر فرمائے گئے ہیں، ان کا خلاصہ درج ذیل عنوانات کے تحت پیش کیا جاتا ہے:

میت کا دفن کرنے والے کے جوتوں کی آہٹ سننا

یہ مضمون درج ذیل احادیث میں آیا ہے:

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: ''قال: العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی وذھب اصحابہ حتی انہ لیسمع قرع نعالھم'' (بخاری ج۱ ص۱۷۸، ۱۸۳، مسلم ج۲ ص۳۸۶، ابوداؤد ج۲ ص۶۵۴، نسائی ج۱ ص۲۸۸، شرح السنہ ج۵ ص۴۱۵، ابن حبان ج۶ ص۴۹)

ترجمہ: ''مردہ جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کو دفن کرنے والے واپس لوٹتے ہیں، یہاں تک کہ وہ ان کے قدموں کی آہٹ سنتا ہے۔''

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''قال: فیجلس۔ قال ابوھریرۃ: فانہ یسمع قرع نعالھم'' (عبدالرزاق ج۳ ص۵۶۷)

ترجمہ: ''اسے بٹھایا جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: پھر وہ (دفن کرکے لوٹنے والوں کے) قدموں کی آہٹ سنتا ہے۔''

(۳) مسندِ احمد کے الفاظ یہ ہیں: ''قال ان المیت لیسمع خفق نعالھم اذا ولوا مدبرین''

(مسند احمد ج۲ ص۴۴۵، حاکم ج۱ ص۳۷۹، ۳۸۰، وقال صحیح علی شرط مسلم، واقرہ الذہبی، ابن حبان ج۶ ص۴۵ تا ۴۸، موارد الظمآن ص۱۹۶، ۱۹۷، مجمع الزوائد ج۳ ص۵۲، اتحاف ج۱۰ ص۴۱۹)

ترجمہ: ''جب لوگ مردہ کو دفن کرکے واپس لوٹتے ہیں تو وہ ان کے قدموں کی آہٹ سنتا ہے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک دُوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''ان المیت یسمع حس النعال اذا ولوا عنہ مدبرین'' (شرح السنہ ج۵ ص۴۱۳)

ترجمہ: ''بے شک میت جوتوں کی آہستہ سی آہٹ کو بھی سنتا ہے، جب لوگ اسے دفن کرکے واپس لوٹتے ہیں''

(۴) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''فانہ یسمع خفق نعال اصحابہ اذا ولوا عنہ'' (عبدالرزاق ج۳ ص۵۸۱، احمد ج۴ ص۲۹۶، ابوداؤد ج۲ ص۶۵۴)

ترجمہ: ''اور بے شک وہ ان کے قدموں کی چاپ سنتا ہے، جب لوگ اسے دفن کرکے واپس لوٹتے ہیں۔''

(۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''اذا دفن المیت سمع خفق نعالھم اذا ولوا مدبرین''

(رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ ثقات، مجمع الزوائد ج۳ ص۵۴، کنز العمال ج۱۵ ص۶۰۰، اتحاف ج۱۰ ص۴۱۶، درمنثور ج۴ ص۸۲)

ترجمہ: ''میت کو جب دفن کر کے لوٹتے ہیں تو وہ (میت) ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔''

(۶) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''حتی یسمع صاحبکم خبط نعالکم''

(مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۵۸۳)

ترجمہ: ''یہاں تک کہ تمہارا ساتھی (میت) تمہارے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔''

(۷) عبداللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''قال: ان المیت یقعد وھو یسمع خطو مشیعیه'' (اتحاف السادۃ ج ۱۰ ص ۳۹۷)

ترجمہ: ''میت کو بٹھایا جاتا ہے اور وہ اپنے رُخصت کرنے والوں کے قدموں کی چاپ کو سنتا ہے۔''

منکر نکیر کا آنا

یہ مضمون متواتر احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جب میت کو دفن کیا جاتا ہے تو دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں، اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال و جواب کرتے ہیں، ان کے سوال و جواب کو ''فتنۃ القبر'' (قبر میں مردے کا امتحان) فرمایا گیا ہے، حافظ سیوطی رحمہ اللہ، شرح الصدور میں اور علامہ زبیدی رحمہ اللہ، شرح احیاء میں لکھتے ہیں: ''جاننا چاہئے کہ ''فتنۂ قبر'' دو فرشتوں کے سوالوں کا نام ہے، اور اس بارے میں مندرجہ ذیل صحابہ رضی اللہ عنہم سے متواتر احادیث مروی ہیں: ابوہریرہ، براء، تمیم داری، عمر بن خطاب، انس، بشیر بن اکال، ثوبان، جابر بن عبداللہ، حذیفہ، عبادہ بن صامت، ابن عباس، ابن عمر، ابن عمرو، ابن مسعود، عثمان بن عفان، عمرو بن عاص، معاذ بن جبل، ابوامامہ، ابوالدرداء، ابورافع، ابوسعید خدری، ابوقتادہ، ابوموسیٰ، اسماء، عائشہ (رضی اللہ عنہم)'' (شرح الصدور ص ۴۹، اتحاف السادۃ المتقین ج ۱۰ ص ۴۱۲)

اس کے بعد ان دونوں حضرات نے ان تمام روایات کی تخریج کی ہے، یہاں پہلے ان احادیث کے ماخذ کی طرف اشارہ کرتا ہوں، جن کو ان دونوں حضرات نے ذکر فرمایا ہے، اس کے بعد مزید احادیث کا اضافہ کروں گا، اور جن ماخذ تک ہماری رسائی نہیں وہاں شرح صدور اور شرح احیاء کے حوالہ سے ماخذ ذکر کئے جائیں گے۔

(۱) حدیثِ انس رضی اللہ عنہ پہلے گزر چکی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: ''اتاہ ملکان فاقعداہ فیقولان له...''

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۷۸، ۱۸۳، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۸۶، ابوداؤد ج ۲ ص ۶۵۴، نسائی ج ۱ ص ۲۸۸)

ترجمہ: ''اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھلاتے ہیں......''

(۲) حدیثِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، جس کے الفاظ یہ ہیں: ''اذا مات عرض علیه مقعدہ بالغداۃ والعشی، ان کان من اھل الجنة فمن اھل الجنة، وان کان من اھل النار فمن اھل النار، فیقال: ھذا مقعدک!''

(بخاری ج ۱ ص ۱۸۴، ترمذی ج ۱ ص ۱۲۷، نسائی ج ۱ ص ۲۹۲، ابن ماجہ ص ۳۱۵)

ترجمہ: ''جب آدمی مر جاتا ہے (تو قبر میں سوال و جواب کے بعد) اس کے سامنے اس کا اصل ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے، اگر وہ جنتی ہو تو جنت میں اس کا ٹھکانا اسے پیش کیا جاتا ہے، اور اگر دوزخی ہو تو دوزخ میں اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے، پھر اس کو بتایا جاتا ہے کہ: یہ تیرا ٹھکانا ہے!''

اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین میں دیلمی کی مسند الفردوس سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:

"الظوا السنتکم قول لا الٰہ الا اللّٰہ وان محمدًا رسول اللّٰہ، وان اللّٰہ ربنا، والاسلام دیننا، ومحمدًا نبینا، فانکم تسئلون عنھا فی قبورکم" (اتحاف السادۃ المتقین ج۱۰ ص۴۱۶)

ترجمہ: "اپنی زبانوں کو کلمہ "لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" کا عادی بناؤ، اور یہ بات بہ کثرت کہا کرو کہ: "اللہ تعالیٰ ہمارا ربّ ہے، اسلام ہمارا دین ہے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی ہیں" کیونکہ تم سے ان اُمور کے بارے میں قبروں میں سوال کیا جاتا ہے۔"

(۳) حدیثِ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں: "قال: اذا قعد المؤمن فی قبرہ اتی...."
(صحیح بخاری ج۱ ص۱۸۳، صحیح مسلم ج۲ ص۳۸۶، نسائی ص۲۹۰، ابوداؤد ج۲ ص۶۵۴، ابن ابی شیبہ ج۳ ص۳۷۷)

ترجمہ: "فرمایا: جب مؤمن کو اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے، تو اس کے پاس فرشتوں کی آمد ہوتی ہے۔"

(۴) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "یقال: ما علمک بھٰذا الرجل؟ فاما المؤمن - او الموقن - لا ادری ایھا قالت اسماء، فیقول: ھو محمد رسول اللّٰہ جائنا بالبینات والھدیٰ فاجبناہ واتبعناہ ھو محمد ثلاثا" (صحیح بخاری ج۱ ص۱۸، صحیح مسلم ج۱ ص۲۹۸، مؤطا ص۱۷۶)

ترجمہ: "میت سے کہا جاتا ہے کہ: تم اس شخص (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ تو مؤمن جواب دیتا ہے کہ: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہیں جو ہمارے پاس واضح اَحکام اور ہدایت لے کر آئے، ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قبول کیا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کی، تین مرتبہ کہتا ہے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(۵) حدیثِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پہلے گزر چکی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: "اذا قبر المیت او قال احدکم اتاہ ملکان اسودان ازرقان یقال لاحدھما المنکر والآخر النکیر"
(ترمذی ج۱ ص۱۲۷، ابن ماجہ ص۳۱۵، مستدرک ج۱ ص۳۷۹، ابن حبان ج۶ ص۴۵)

ترجمہ: "جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، سیاہ رنگ اور نیلی آنکھوں والے، ایک کو منکر اور دُوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔"

(۶) حدیثِ عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں: "فاذا دفنتمونی فسنوا علی التراب سنا، ثم اقیموا حول قبری قدر ما تنحر جزور ویقسم لحمھا، حتی استأنس بکم وانظر ماذا اراجع بہ رسل ربی"
(صحیح مسلم ج۱ ص۷۶، سنن کبریٰ ج۴ ص۵۶)

ترجمہ: "جب مجھے دفن کرچکو تو مجھ پر مٹی ڈالنا، پھر میری قبر کے گرداتنی دیر تک کھڑے رہنا کہ اُونٹ کو ذبح کرکے اس کا گوشت تقسیم کیا جائے، تاکہ مجھے تمہاری موجودگی سے اُنس ہو، اور میں یہ دیکھوں کہ اپنے ربّ کے فرستادوں کو کیا جواب دیتا ہوں؟"

(۷) حدیثِ عثمان رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں: "فقال: استغفروا لاخیکم واسألوا لہ بالتثبیت فانہ الآن یسأل!" (ابوداؤد ج۲ ص۴۵۹، مستدرک حاکم ج۱ ص۳۷۰، مشکوٰۃ ص۲۶، کنز العمال ج۷ ص۵۸، سنن کبریٰ ج۴ ص۵۶)

ترجمہ: "فرمایا: اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور اس کے لئے ثابت قدمی کی دعا کرو، کیونکہ اب اس سے سوال و جواب ہو رہا ہے۔"

(۸) حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں: ”فاذا ادخل المؤمن قبرہ وتولی عنہ اصحابہ جائہ ملک شدید الانتھار، فیقول: ما کنت تقول فی ھذا الرجل؟... الخ“

(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۴۸، مسند احمد ج ۳ ص ۳۴۶، مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۵۸۵، الاحسان بترتیب ابن حبان ج ۶ ص ۴۷)

ترجمہ: ”جب مؤمن کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے اور اس کو دفن کرنے والے لوٹتے ہیں، تو اس کے پاس فرشتہ آتا ہے، نہایت جھڑکنے والا، وہ کہتا ہے کہ: تو اس شخص کے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے) بارے میں کیا کہتا ہے؟“

(۹) ”حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ یہ ہیں: ”فاما فتنة القبر! فبی تفتنون وعنی تسألون، فاذا کان الرجل الصالح اجلس فی قبرہ غیر فزع ولا مشعوف، ثم یقال لہ: فیم کنت؟ فیقول: فی الاسلام!“

(مسند احمد ج ۶ ص ۱۴۰، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۴۸، ۴۹)

ترجمہ: ”رہی قبر کی آزمائش! سو تم سے میرے بارے میں امتحان لیا جاتا ہے اور میرے بارے میں تم سے سوال کیا جاتا ہے، پس جب مردہ نیک آدمی ہو تو اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے، درآں حالیکہ نہ وہ گھبرایا ہوا ہوتا ہے اور نہ حواس باختہ ہوتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ: تو کس دین پر تھا؟ وہ کہتا ہے: اسلام پر!“

(۱۰) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”اذا دخل الرجل قبرہ فان کان من اھل السعادة ثبتہ اللہ بالقول الثابت، فیسأل: ما انت؟ فیقول: انا عبداللہ حیًّا ومیتًا!“

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۳۷۷، اتحاف السادة المتقین ج ۱۰ ص ۴۱۶، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۵۴)

ترجمہ: ”جب آدمی کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اگر اہل سعادت میں سے ہو تو اللہ تعالیٰ اسے قولِ ثابت کے ساتھ ثابت قدم رکھتے ہیں، چنانچہ اس سے سوال کیا جاتا ہے کہ: تم کون ہو؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ: میں زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ تھا اور مرنے کے بعد بھی!“

(۱۱) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ بھی یہی ہیں۔

(۱۲) حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”وذکر منکرا ونکیرا یخرجان فی افواھھما واعینھما النار... فقالا: من ربک؟“　　(عبدالرزاق ج ۳ ص ۵۹۰، ۵۹۱)

ترجمہ: ”اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منکر نکیر کا تذکرہ فرمایا کہ: ان کے منہ سے اور آنکھوں سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں، اور وہ کہتے ہیں: تیرا ربّ کون ہے؟“

(۱۳) حدیثِ ابورافع رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں: ”فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا! ولکنی افّفت من صاحب ھذا القبر الذی سئل عنی فشک فی“　　(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۵۳، کنز العمال ج ۱۵ ص ۶۴۱، اتحاف ج ۱ ص ۴۱۸)

ترجمہ: ”پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! (میں نے تم پر اُف نہیں کی) بلکہ اس قبر والے پر اُف کی ہے، جس سے میرے بارے میں سوال کیا گیا تو اس نے میرے بارے میں شک کا اظہار کیا۔“

(۱۴) حدیثِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے الفاظ یہ ہیں: ”ان المیت یسمع خفق نعالھم حین یولون، قال: ثم یجلس فیقال لہ: من ربک؟ فیقول: اللہ!“　　(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۵۴، اتحاف ج ۱۰ ص ۴۱۶)

ترجمہ: ”میت کو دفن کرنے والے جب واپس لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی چاپ سنتا ہے، فرمایا: پھر اس کو بٹھلایا جاتا ہے، پس اس سے کہا جاتا ہے کہ: تیرا ربّ کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا ربّ اللہ ہے!“

(۱۵) حدیث ابودرداء رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں: ”فجائک ملکان ازرقان جعدان یقال لھما منکر و نکیر، فقالا: من ربک؟ وما دینک؟ ومن نبیک؟ ... الخ“ (اتحاف السادۃ المتقین ج۱۰ ص۴۱۷، شرح الصدور ص۵۵)

ترجمہ: ”پھر تیرے پاس دو فرشتے آئیں گے، جن کی آنکھیں نیلی اور بال مڑے ہوئے ہوں گے، ان کو منکر و نکیر کہا جاتا ہے، وہ دونوں کہیں گے کہ: تیرا ربّ کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟“

(۱۶) حضرت بشیر اکال المعوی کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”انی مررت بقبر وھو یسأل عنی فقال: لا ادری! فقلت: لا دریت!“ (کنز العمال ج۱۵ ص۶۴۲، مجمع الزوائد ج۳ ص۴۸، شرح الصدور ص۵۰)

ترجمہ: ”بے شک میں ایک قبر کے پاس سے گزرا تھا، جس سے میرے بارے میں سوال کیا جارہا تھا، اس نے جواب دیا کہ: میں نہیں جانتا! اس پر میں نے کہا کہ: تم نے نہ خود جانا (نہ کسی جاننے والے کی بات مانی!)“

(۱۷) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”ان المؤمن اذا مات اجلس فی قبرہ فیقال له: من ربک؟ فیقول: اللہ تعالیٰ! ... الخ“ (اتحاف السادۃ المتقین ج۱۰ ص۴۱۸، شرح الصدور ص۵۵)

ترجمہ: ”جب مؤمن مرجاتا ہے تو اسے اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ: تیرا ربّ کون ہے؟ وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ!“

(۱۸) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”فاذا وضع فی قبرہ وسوی علیه وتفرق عنه اصحابه، اتاہ منکر و نکیر، فیجلسانه فی قبرہ“ (اتحاف السادۃ المتقین ج۱۰ ص۴۱۷، شرح الصدور ص۵۴)

ترجمہ: ”جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے اور اس کو دفن کرنے والے رُخصت ہوجاتے ہیں، تو اس کے پاس منکر اور نکیر آتے ہیں، پس اسے قبر میں بٹھاتے ہیں۔“

(۱۹) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”کیف انت فی اربع اذرع فی ذراعین، ورأیت منکرا و نکیرا؟ قلت: یا رسول اللہ! وما منکر و نکیر؟ قال: فتانا القبر!“

(اتحاف السادۃ ج۱۰ ص۴۱۴، شرح الصدور ص۵۴)

ترجمہ: ”چار ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ چوڑی جگہ (قبر) میں تیری کیا حالت ہوگی جب تم منکر اور نکیر کو دیکھو گے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! منکر اور نکیر کون ہیں؟ فرمایا: قبر میں امتحان لینے والے فرشتے!“

(۲۰) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”ثم سدوا علیک من اللبن واکثروا علیک من التراب، فجائک ملکان ازرقان جعدان یقال لھما منکر و نکیر“

(کتاب الزہد ابن مبارک رحمہ اللہ، بیہقی، ابن ابی شیبہ ج۳ ص۳۸۷-۳۸۹، اتحاف السادۃ ج۱۰ ص۴۱۷، شرح الصدور ص۵۵)

ترجمہ: ”تیری اس وقت کیا حالت ہوگی جب تمہیں قبر میں رکھ کر تمہارے اُوپر اینٹیں چن دیں گے اور ڈھیر ساری مٹی ڈال دیں گے؟ پھر تیرے پاس کیری آنکھوں اور ڈراؤنی شکل کے دو فرشتے آئیں گے، جنہیں منکر و نکیر کہا جاتا ہے۔“

(۲۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”فان منکرا و نکیرا یأخذ کل واحد منھما بید صاحبه ویقول: انطلق بنا ... الخ“

(مجمع الزوائد ج۳ ص۴۵، کنز العمال ج۱۵ ص۶۰۵، شرح الصدور ص۴۴، اتحاف السادۃ ج۱۰ ص۳۶۸)

ترجمہ: ”جب (مردہ سوالوں کے جواب صحیح دے دیتا ہے تو) منکر ونکیر ایک دُوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں کہ: بس اب یہاں سے چلئے!“

(۲۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”ان الملک یمشی معه الی القبر فاذا سوی علیه سلک فیه فذلک حین یخاطب“ (شرح الصدور ص۰۴۰، اتحاف السادۃ ج۱۰ ص۴۲۲)

ترجمہ: ”بے شک فرشتہ جنازہ کے ہمراہ قبر کی طرف جاتا ہے، پس جب میّت کو قبر میں رکھ کر اس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے تو وہ فرشتہ اس کی قبر میں چلا جاتا ہے، اور اس سے مخاطب ہوتا ہے۔“

(۲۳) حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”ویبعث اللہ الیه ملکین، ابصارهما کالبرق الخاطف، واصواتهما کالرعد القاصف... الخ“ (اتحاف السادۃ ج۱۰ ص۴۲۸)

ترجمہ: ”(کافر) میّت کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس دو فرشتے (منکر ونکیر) بھیجتے ہیں، جن کی آنکھیں چندھیا دینے والی بجلی کی طرح چمکتی ہوں گی اور آواز کڑکتی بجلی کی طرح ہوگی۔“

(۲۴) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث کے علاوہ اس مضمون پر حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ کی مرسل بھی ہے۔

فتنۃ القبر

قبر میں میّت کے پاس منکر ونکیر کا آنا اور سوال وجواب کرنا، اس کو حدیث شریف میں ”فتنۃ القبر“ (یعنی قبر میں مردے کا امتحان) فرمایا گیا ہے، مندرجہ ذیل احادیث میں اس کا ذکر ہے:

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”انهم یعذبون عذابا تسمعه البهائم کلها، فما رأیته بعد فی صلوٰۃ الا تعوذ من عذاب القبر“ (صحیح بخاری ج۱ ص۱۸۳، ج۲ ص۹۴۲، نسائی ج۱ ص۱۹۲)

ترجمہ: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: لوگوں کو قبر میں عذاب ہوتا ہے، جس کو تمام چوپائے سنتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں عذابِ قبر سے پناہ ضرور مانگتے تھے۔“

صحیح مسلم کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”کان یدعو بهؤلاء الدعوات: اللّٰهم فانی اعوذ بک من فتنة النار وعذاب النار وفتنة القبر“ (صحیح مسلم ج۲ ص۳۴۷، ترمذی ج۲ ص۱۸۷، ابن ماجہ ص۲۷۶، مسند احمد ج۶ ص۵۷، ۲۰۷، مصنف عبدالرزاق ج۲ ص۲۰۸، ج۳ ص۵۸۹، شرح السنۃ ج۵ ص۱۵۷)

ترجمہ: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں دوزخ کے فتنہ اور عذاب سے، اور قبر کے فتنہ سے۔“

مسند حمیدی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”انکم تفتنون فی قبورکم“

(مسند حمیدی ص۹۳، مسند احمد ج۶ ص۵۳، ۸۹، ۲۳۸)

ترجمہ: ”قبروں میں تمہارا امتحان (یعنی تم سے سوال وجواب) ہوتا ہے۔“

(۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”اللّٰهم انی اعوذ بک من العجز والکسل، والجبن والهرم، واعوذ بک من عذاب القبر، واعوذ بک من فتنة المحیا والممات“ (بخاری

ج ۲ ص ۲ ۹۴۲، صحیح مسلم ج ۲ ص ۷ ۳۴۳، ترمذی ج ۲ ص ۱۸۷، نسائی ج ۲ ص ۳ ۳۱۳، مسند احمد ج ۳ ص ۱۷۹، ۲۰۵، ۲۳۶، ۲۶۴، ۲۶۴، ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۳۷۵)

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عجز وکسل سے، بزدلی اور انتہائی بڑھاپے سے، اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے۔''

مسند احمد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''قال: تعوذوا باللہ من عذاب القبر، وعذاب النار، وفتنة الدجال! قالوا: وماذاک یارسول اللہ! قال: ان ھذہ الامة تبتلی فی قبورھا'' (مسند احمد ج ۳ ص ۲۳۳)

ترجمہ: ''فرمایا: اللہ کی پناہ مانگو عذابِ قبر سے، اور دوزخ کے عذاب سے اور فتنۂ دجال سے! صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! فتنۂ قبر کیا چیز ہے؟ فرمایا: قبر میں اس اُمت کا امتحان کیا جاتا ہے۔''

اور ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''فان مات او قتل غفرت لہ ذنوبہ کلھا واجیر من عذاب القبر'' (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۹۱)

ترجمہ: ''پس مرابط اگر مرجائے یا شہید ہوجائے تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اسے عذابِ قبر سے بچالیا جاتا ہے۔''

(۳) حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعو: اللّٰھم انی اعوذ بک من عذاب القبر ومن عذاب النار'' (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۸۴، نسائی ج ۱ ص ۲۹۰، حاکم ج ۱ ص ۵۳۳، کنز العمال ج ۲ ص ۱۹۰)

ترجمہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عذابِ قبر سے اور دوزخ کے عذاب سے۔''

ترمذی شریف کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''استعیذوا باللہ من عذاب القبر!'' (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۰)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو عذابِ قبر سے!''

سنن ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''من مات مرابطا فی سبیل اللہ اجری علیہ اجر عملہ الصالح الذی کان یعمل، واجری علیہ رزقہ، وامن من الفتان'' (ابن ماجہ ص ۱۹۸، کنز العمال ج ۲ ص ۴۱۸)

ترجمہ: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں پہرہ دیتے ہوئے مرجائے، اس کے وہ تمام اعمالِ صالحہ جاری رہتے ہیں جو وہ کیا کرتا تھا، اور اس کا رزق جاری رکھا جاتا ہے، اور وہ قبر میں امتحان لینے والوں سے محفوظ رہتا ہے، اس سے سوال وجواب نہیں ہوتا۔''

(۴) حضرت اسماءؓ کی حدیث (جو پہلے گزر چکی ہے) کے الفاظ یہ ہیں: ''قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطیبا فذکر فتنة القبر'' (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۸۳، نسائی ج ۱ ص ۲۹۰، مشکوٰۃ ص ۲۶)

ترجمہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا، اس میں فتنۂ قبر کا ذکر فرمایا۔''

مسند احمد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''انہ قد اوحی الی انکم تفتنون فی القبور!'' (ج ۶ ص ۳۴۵)

ترجمہ: ''مجھے وحی کی گئی ہے کہ تم سے قبروں میں امتحان ہوتا ہے۔''

(۵) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''اللّٰھم انی اعوذ بک من البخل،

واعوذ بک من الجبن، واعوذ بک من ان ارد الٰی ارذل العمر، واعوذ بک من فتنۃ الدنیا، واعوذ بک من عذاب القبر'' (بخاری ج۲ ص۹۴۲، ۹۴۳، ج۲ ص۹۴۵، نسائی ج۲ ص۳۱۳، ابن ابی شیبہ ج۳ ص۳۷۶، ج۱۰ ص۱۸۸)

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں بخل سے، اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں بزدلی سے، اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں نکمی عمر کی طرف اُٹھایا جاؤں، اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں دُنیا کے فتنہ سے، اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عذابِ قبر سے۔''

(۶) حضرت ام خالد بنت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہا کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یتعوذ من عذاب القبر''

(صحیح بخاری ج۱ ص۱۸۴، ج۲ ص۹۴۲، ابن ابی شیبہ ج۱۰ ص۱۹۳، مسند احمد ج۶ ص۳۶۵، کنز العمال ج۱۵ ص۸۳۷)

ترجمہ: ''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عذابِ قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا۔''

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''قد اوحی الی انکم تفتنون فی القبور''

(ابن ابی شیبہ ج۳ ص۳۷۵)

ترجمہ: ''مجھے وحی کی گئی ہے کہ قبروں میں تمہارا امتحان ہوتا ہے۔''

کنز العمال بحوالہ طبرانی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''استجیروا باللہ من عذاب القبر!''

(کنز العمال ج۱۵ ص۶۳۸)

ترجمہ: ''عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگو!''

(۷) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''فقال: تعوذوا باللہ من عذاب القبر! فقالوا: نعوذ باللہ من عذاب القبر!''

(صحیح مسلم ج۲ ص۳۸۶، شرح السنہ ج۵ ص۱۶۲، ابن ابی شیبہ ج۳ ص۳۷۳، ج۱۰ ص۱۸۵، کنز العمال ج۲ ص۲۶۳)

ترجمہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی پناہ مانگو عذابِ قبر سے! پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے: ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں عذابِ قبر سے!''

(۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''اللّٰھم انی اعوذ بک من عذاب جھنم ومن عذاب القبر''

(ترمذی ج۲ ص۱۸۷، نسائی ج۱ ص۲۹۰، ابن ماجہ ص۲۷۲، ۲۷۳، مسند احمد ج۱ ص۳۰۵، کنز العمال ج۲ ص۲۶۳)

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے۔''

(۹) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''رباط یوم ولیلۃ خیر من صیام شھر وقیامہ، وان مات جری علیہ عملہ الذی کان یعملہ، واجری علیہ رزقہ، وامن من الفتان'' (صحیح مسلم ج۲ ص۱۴۲، سنن کبریٰ بیہقی ج۹ ص۳۸، کنز العمال ج۴ ص۲۹۴، مسند احمد ج۵ ص۴۴۰، مشکوٰۃ ص۳۲۹، درمنثور ج۴ ص۳۶۸)

ترجمہ: ''ایک دن رات اسلامی سرحد کا پہرہ دینا ایک مہینے کے قیام و صیام سے افضل ہے، اور اگر یہ شخص مرجائے تو جو عمل وہ کیا کرتا تھا وہ اس کے لئے برابر جاری رکھا جائے گا، اور اس کا رزق بھی جاری رکھا جائے گا، اور یہ شخص قبر کے امتحان سے مامون رہے گا۔''

ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''رباط یوم فی سبیل اللہ افضل، وربما قال: خیر من صیام شھر وقیامہ، ومن مات فیہ وقی فتنۃ القبر ونمی لہ عملہ الی یوم القیامۃ''

(ترمذی ج۱ ص۲۰۰، کنزالعمال ج۴ ص۳۲۶، ۳۲۷، مجمع الزوائد ج۵ ص۲۹۰)

ترجمہ: ''ایک دن اللہ کے راستے میں پہرہ دینا ایک مہینے کے قیام وصیام سے افضل ہے، اور جو شخص اس حالت میں مرجائے اسے قبر کے سوال وجواب سے بچایا جائے گا، اور اس کا عمل تا قیامت بڑھتا رہے گا۔''

ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''من مات مرابطا اجیر من فتنۃ القبر!''

(مستدرک حاکم ج۲ ص۸۰، ابن ابی شیبہ ج۵ ص۳۲۷، اتحاف ج۱۰ ص۳۸۱)

ترجمہ: ''جو خدا کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے مرے، اسے فتنۂ قبر سے پناہ میں رکھا جائے گا!''

(۱۰) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''کان یقول: اللّٰھم انی اعوذ بک من العجز والکسل والجبن والبخل والھرم وعذاب القبر''

(صحیح مسلم ج۲ ص۳۵۰، نسائی ج۲ ص۳۱۴، ابن ابی شیبہ ج۳ ص۳۷۴، ج۱۰ ص۱۸۶)

ترجمہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عاجز ہونے سے، کسل مندی سے، بزدلی سے، بخل سے، انتہائی بڑھاپے سے، اور قبر کے عذاب سے۔''

ترمذی کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''انہ کان یتعوذ من الھرم وعذاب القبر'' (ترمذی ج۲ ص۱۹۷)

ترجمہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے انتہائی بڑھاپے سے اور قبر کے عذاب سے۔''

(۱۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''اللّٰھم انی اعوذ بک من الھم والکسل وعذاب القبر'' (ترمذی ج۲ ص۱۸۸، نسائی ج۲ ص۳۱۴، مسند احمد ج۵ ص۴۲، حاکم ج۱ ص۳۵، ۲۵۲۔ قال صحیح علٰی شرط مسلم، واقرہ الذھبی۔ ابن ابی شیبہ ج۳ ص۳۷۴، کنزالعمال ج۲ ص۱۸۱)

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں دنیوی افکار سے، کسل مندی سے اور عذابِ قبر سے۔''

(۱۲) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتعوذ من الجبن والبخل وارذل العمر وعذاب القبر وفتنۃ الصدر'' (نسائی ج۲ ص۳۱۶، مسند احمد ج۱ ص۲۲، ۵۴، ابن ماجہ ص۲۷۳، مستدرک حاکم ج۱ ص۵۳۰، وقال ھٰذا حدیث صحیح علٰی شرط الصحیحین، واقرہ الذھبی، ابن ابی شیبہ ج۲ ص۳۷۴)

ترجمہ: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے بزدلی سے، بخل سے، نکمّی عمر سے، عذابِ قبر سے اور سینے کے فتنے سے''

(۱۳) حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''للشھید عند اللہ ست خصال: یغفر لہ من اول دفعۃ، ویری مقعدہ من الجنۃ، ویجار من عذاب القبر... الخ''

(ترمذی ج۱ ص۱۹۹، ابن ماجہ ص۲۰۱، مسند احمد ج۴ ص۱۳۱، مشکوٰۃ ص۳۳۳، کنزالعمال ج۴ ص۴۰۵)

ترجمہ: ''شہید کو چھ انعام ملتے ہیں، اول مرتبہ میں اس کی بخشش ہوجاتی ہے، جنت میں اس کو اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے، اور اسے عذابِ قبر سے بچایا جاتا ہے۔''

(۱۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''لو سألت اللہ ان یعافیک من

عذاب فی النار وعذاب فی القبر، لکان خیرًا لک"

(مسلم ج۲ ص۳۸۶، جامع الاصول ج۴ ص۳۴۸، مسند احمد ج۱ ص۴۴۳، ابن ابی شیبہ ج۳ ص۳۷۴، شرح السنہ ج۵ ص۱۶۳)

ترجمہ: "اگر تم اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کرتے کہ تمہیں دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے عافیت میں رکھیں، تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوتا۔"

ترمذی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: "واعوذ بک من عذاب النار وعذاب القبر" (ترمذی ج۲ ص۱۷۵)

ترجمہ: "اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے۔"

حاکم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: "اللّٰھم انی اعوذ بک ... من فتنۃ الدجال وعذاب القبر" (مستدرک حاکم ج۱ ص۵۳۴)

ترجمہ: "اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں .... دجال کے فتنہ سے اور عذابِ قبر سے۔"

(۱۵) فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "الذی مات مرابطا فی سبیل اللہ فانہ ینمی لہ عملہ الی یوم القیامۃ، ویأمن فتنۃ القبر" (ترمذی ج۱ ص۱۹۵، ابوداؤد ج۱ ص۳۳۸، مشکوٰۃ ص۲۳۲، مستدرک حاکم ج۲ ص۷۹، مسند احمد ج۶ ص۲۰، موارد الظمآن ص۳۹۱، اتحاف ج۱۰ ص۳۸۱، درمنثور ج۲ ص۱۱۴)

ترجمہ: "جو شخص راہِ خدا میں پہرہ دیتے ہوئے مرجائے، قیامت تک اس کا عمل بڑھتا رہتا ہے، اور وہ قبر کے فتنہ سے مامون رہتا ہے۔"

(۱۶) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث (جو پہلے گزر چکی ہے) کے الفاظ یہ ہیں: "قال: ویأتیہ ملکان فیجلسانہ فیقولان لہ: من ربک؟... الخ"

(ابوداؤد ج۲ ص۶۵۴، عبدالرزاق ج۳ ص۵۸۱، ابن ابی شیبہ ج۳ ص۳۷۴، ۳۷۵، مسند احمد ج۴ ص۲۹۶)

ترجمہ: "اور میت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، پس اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے یہ سوال کرتے ہیں کہ: تیرا ربّ کون ہے؟...... الخ!"

(۱۷) حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یتعوذ بھن دبر الصلٰوۃ: اللّٰھم انی اعوذ بک من الجبن، واعوذ بک من البخل، واعوذ بک من ارذل العمر، واعوذ بک من فتنۃ الدنیا وعذاب القبر" (ترمذی ج۲ ص۱۹۶، نسائی ج۲ ص۳۱۶، ۳۱۷، ابن ماجہ ص۲۷۳)

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد ان چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے، اور فرماتے: اے اللہ! میں آپ سے بزدلی، بخل، ارذلِ عمر، دُنیا کی آزمائش اور عذابِ قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔"

(۱۸) حضرت سلیمان بن صرد اور خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "من یقتلہ بطنہ لم یعذب فی قبرہ"

(ترمذی ج۱ ص۱۲۶، نسائی ج۱ ص۲۸۸، کنز العمال ج۴ ص۴۲۴، مسند احمد ج۴ ص۲۶۲، ج۵ ص۲۹۲، موارد الظمآن ص۱۸۶)

ترجمہ: "جو شخص پیٹ کے مرض میں فوت ہوا، اسے عذابِ قبر نہیں ہوگا۔"

(۱۹) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "اللّٰھم انی اعوذ بک من عذاب القبر ووسوسۃ الصدر" (ترمذی ج۲ ص۱۹۰، کنز العمال ج۲ ص۱۸۱، عن شعب الایمان بیہقی)

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے، اور سینے کے وسواس سے۔''

(۲۰) حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہم کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''اللّٰھم انی اعوذ بک من الکسل... واعوذ بک من عذاب القبر، واعوذ بک من النار'' (نسائی ج۲ ص۳۱۶، مسند احمد ج۲ ص۱۸۵، ۱۸۶)

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں سستی سے، قبر کے عذاب سے اور آگ سے۔''

(۲۱) حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتعوذ من خمس: من البخل، والجبن، وسوء العمر، وفتنۃ الصدر، وعذاب القبر'' (نسائی ج۲ ص۳۱۳)

ترجمہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پانچ چیزوں سے پناہ مانگا کرتے: بخل، بزدلی، بری عمر، سینے کے فتنہ اور عذابِ قبر سے۔''

(۲۲) حضرت راشد بن سعد عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''قال: یا رسول اللہ! ما بال المؤمنین یفتنون فی قبورھم الا الشھید؟'' (نسائی ج۱ ص۳۸۹)

ترجمہ: ''یا رسول اللہ! کیا شہید کے علاوہ تمام مؤمنوں کو قبر میں آزمایا جائے گا؟''

(۲۳) حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''اللّٰھم انی اعوذ بک...... ومن فتنۃ المحیا والممات'' (نسائی ج۲ ص۳۱۶)

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں زندگی اور مرنے کے بعد کے فتنہ سے۔''

(۲۴) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''اعوذ بک... من عذاب القبر... ومن فتنۃ الغنی ومن فتنۃ القبر'' (مستدرک حاکم ج۱ ص۵۲۴)

ترجمہ: ''اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے، دولت کے فتنہ سے اور قبر کی آزمائش سے۔''

(۲۵) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''ان ھٰذہ الامۃ تبتلی فی قبورھا!''
(مسند احمد ج۳ ص۳۴۶، کنز العمال ج۱۵ ص۶۳۶، مجمع الزوائد ج۳ ص۴۸)

ترجمہ: ''بے شک یہ امت قبروں میں آزمائی جاتی ہے!''

مصنف عبدالرزاق کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''فامر اصحابہ ان یتعوذوا من عذاب القبر''
(مصنف عبدالرزاق ج۳ ص۵۸۴)

ترجمہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ: عذابِ قبر سے پناہ مانگا کرو۔''

(۲۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث (جو گزر چکی ہے) کے الفاظ یہ ہیں: ''ان ھٰذہ الامۃ تبتلی فی قبورھا!'' (مسند احمد ج۳ ص۳، ابن ابی شیبہ ج۳ ص۳۷۳)

ترجمہ: ''بے شک یہ امت اپنی قبروں میں آزمائی جاتی ہے۔''

مجمع الزوائد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''من توفی مرابطا وقی فتنۃ القبر!'' (مجمع الزوائد ج۵ ص۲۹۰)

ترجمہ: ''جو شخص اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوا، وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔''

موارد الظمآن کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''لو لا ان تدافنوا لدعوت اللہ ان یسمعکم عذاب القبر الذی اسمع منہ، ان ھٰذہ الامۃ تبتلی فی قبورھا'' (موارد الظمآن ص۱۹۹، کنز العمال ج۱۵ ص۶۴۴)

ترجمہ: ''اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دوگے، تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں بھی عذابِ قبر سنادے جو میں سنتا ہوں۔''

اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین کے الفاظ یہ ہیں: ''من توفی مرابطا وقی فتنۃ القبر!''

(اتحاف السادۃ المتقین ج۱۰ ص۳۸۲)

ترجمہ: ''جو شخص اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوا، وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔''

(۲۷) حضرت ام بشر رضی اللہ عنہا کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''استعیذوا باالله من عذاب القبر! قلت: یا رسول الله! وللقبر عذاب؟ قال: انهم ليعذبون في قبورهم عذابا تسمعه البهائم''

(ابن ابی شیبہ ج۳ ص۳۷۴، ۳۷۵، موارد الظمآن ص۲۰۰، مجمع الزوائد ج۳ ص۵۶)

ترجمہ: ''عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگا کرو! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا قبر میں عذاب ہوگا؟ فرمایا: ہاں! ان (کفار) کو قبر میں ایسا عذاب دیا جارہا ہے جسے تمام جانور سنتے ہیں۔''

(۲۸) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''ویؤ من من فتان القبر''

(مسند احمد ج۴ ص۱۵۰، مجمع الزوائد ج۵ ص۲۸۹، اتحاف السادۃ ج۱۰ ص۳۸۱)

ترجمہ: ''جو شخص اسلامی سرحد کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوا، وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔''

(۲۹) حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''لا! ان فلان بن فلان في ذمتک وحبل جوارک فقه فتنة القبر وعذاب النار'' (مسند احمد ج۳ ص۴۹۱)

ترجمہ: ''اے اللہ! فلاں بن فلاں آپ کی امان اور آپ کے جوار میں آیا ہے، اسے قبر کی آزمائش سے بچالیجئے!''

(۳۰) جارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''اللّٰهم اني اعوذ بک من عذاب القبر وفتنة القبر'' (مسند احمد ج۵ ص۲۷۱)

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عذابِ قبر اور فتنۂ قبر سے۔''

(۳۱) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''ویجار من عذاب القبر''

(مسند احمد ج۴ ص۱۳۱، مجمع الزوائد ج۵ ص۲۹۳)

ترجمہ: ''اور (شہید) عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔''

(۳۲) حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''کیف بک یا عمر! بفتان القبر''

(مصنف عبدالرزاق ج۳ ص۵۸۲)

ترجمہ: ''اے عمر! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب قبر میں تیرے پاس منکر و نکیر آئیں گے؟''

(۳۳) حضرت عبدالرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''فقال: او ما علمتم ما اصاب صاحب بني اسرائيل؟ كان الرجل منهم اذا اصابه الشي من البول قرضه بالمقراض فنهاهم عن ذالک فعذب في قبره'' (مصنف ابن ابی شیبہ ج۳ ص۳۷۵، ۳۷۶)

ترجمہ: ''جانتے نہیں ہو کہ بنی اسرائیل کے اس آدمی کے ساتھ کیا ہوا؟ بنی اسرائیل میں سے کسی کو اگر پیشاب

لگ جاتا تو اسے مقراض سے کاٹ لیتا، مگر اس شخص نے ان کو اس سے روکا جس کی وجہ سے اسے عذابِ قبر دیا گیا۔"

(۳۴) حضرت یعلیٰ بن شبابہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "ان صاحب ھذا القبر یعذب . . ."

(ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۳۷۶)

ترجمہ: "بے شک اس قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے۔"

(۳۵) حضرت حکم رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "اللّٰھم انی اعوذ بک من غلبة العدو و من غلبة الدین و فتنة الدجال و عذاب القبر" (ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۱۹۵)

ترجمہ: "اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں دشمن کے غلبہ سے، قرض کے غلبہ سے، فتنۂ دجال سے اور عذابِ قبر سے۔"

(۳۶) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے اثر کے الفاظ یہ ہیں: "فان بھا عذابا من عذاب القبر"

(ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۳۲۶)

ترجمہ: "بے شک وہاں عذابِ قبر کی طرح کا ایک عذاب ہے۔"

(۳۷) حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "واعوذ بک من عذاب القبر واعوذ بک من عذاب النار" (کنزالعمال ج ۲ ص ۲۱۰)

ترجمہ: "(اے اللہ!) میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے، اور آگ کے عذاب سے۔"

(۳۸) حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "حادثت عن رجل یضرب فی قبرہ من اجل النمیمة" (کنزالعمال ج ۱۵ ص ۷۳۹)

ترجمہ: "(میری خچر اس لئے) بدکی ہے کہ ایک شخص کو قبر میں چغل خوری کرنے کی وجہ سے مارا جارہا ہے۔"

(۳۹) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مولاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "یا میمونة! تعوذی باللہ من عذاب القبر" (کنزالعمال ج ۱۵ ص ۷۸)

ترجمہ: "اے میمونہ! اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو عذابِ قبر سے۔"

(۴۰) حضرت ابوالحجاج ثمالی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "یقول القبر للمیت . . . الم تعلم انی بیت الظلمة و بیت الفتنة . . . الخ" (کنزالعمال ج ۱۵ ص ۶۴۴، حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۹۰، اتحاف ج ۶ ص ۳۰۱)

ترجمہ: "قبر میت سے کہتی ہے کہ: کیا تمہیں معلوم نہیں تھا کہ میں اندھیرے اور آزمائش کا گھر ہوں؟"

(۴۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "من رابط فی سبیل اللہ آمنہ اللہ من فتنة القبر" (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۸۹، کنزالعمال ج ۴ ص ۲۸۲)

ترجمہ: "جس شخص نے اسلامی سرحد پر پہرہ دیا، اسے اللہ تعالیٰ فتنۂ قبر سے محفوظ فرمادیں گے۔"

(۴۲) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "رباط یوم و لیلة یعدل صیام شھر و قیامہ . . . و یوقی الفتان" (کنزالعمال ج ۴ ص ۳۲۷، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۹۰)

ترجمہ: "ایک دن اللہ کے راستے میں پہرہ دینا ایک مہینے کے قیام و صیام سے افضل ہے......اور جو شخص اس حال میں مرجائے اسے قبر کے سوال و جواب سے بچالیا جائے گا۔"

(۴۳) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''من مات مرابطا فی سبیل اللہ ... امن من الفتان ویبعثہ اللہ تعالٰی آمنًا من الفزع الاکبر'' (اتحاف ج۱۰ ص۳۸۲)

ترجمہ: ''جو شخص اللہ کے راستہ میں پہرہ دے...... اللہ تعالیٰ اسے منکر و نکیر کے سوال و جواب سے محفوظ رکھے گا، اور قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے بھی وہ مامون رہے گا۔''

(۴۴) حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''اذا وضع المیت فی قبرہ احتوشتہ اعمالہ الصالحۃ وجاء ملک العذاب، فیقول لہ بعض اعمالہ: الیک عنہ، فلو لم یکن الا انا لما وصلت الیہ'' (حلیۃ الاولیاء ج۶ ص۱۸۹)

ترجمہ: ''جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے اعمالِ صالحہ اسے گھیر لیتے ہیں، اور جب فرشتہ عذاب آنے لگتا ہے تو اس کے اعمالِ صالحہ میں سے ایک عمل کہتا ہے: اس سے دور رہئے! اگر میں اکیلا ہی ہوتا تب بھی آپ اس کے قریب نہیں آسکتے تھے۔''

(۴۵) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''اللّٰھم اغفر لابی سلمۃ وارفع درجتہ ... وافسح لہ فی قبرہ ونور لہ فیہ'' (صحیح مسلم، جامع الاصول ج۱۱ ص۸۴، ابوداؤد ج۲ ص۴۴۵، مسند احمد ج۶ ص۲۹۷، بیہقی سنن کبریٰ ج۳ ص۳۸۴، شرح السنہ ج۵ ص۳۰۰، اتحاف ج۵ ص۱۰۳)

ترجمہ: ''اے اللہ! ابوسلمہ کی مغفرت فرما اور اس کے درجات بلند فرما، اے اللہ! اس کی قبر کو کشادہ فرما اور اس کو منور فرما۔''

(۴۶) حضرت عوف بن مالک کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''اللّٰھم اغفر لہ ... واعذہ من عذاب القبر'' (صحیح مسلم ج۱ ص۳۱۱، نسائی ج۱ ص۲۸۱، مسند احمد ج۶ ص۲۳، ابن ابی شیبہ ج۳ ص۲۹۱، ج۱۰ ص۴۰۹)

ترجمہ: ''اے اللہ! اس کی مغفرت فرما اور اسے عذابِ قبر سے نجات عطا فرما۔''

منکر و نکیر میت کو قبر میں بٹھاتے ہیں

احادیث شریفہ میں جہاں میت کے پاس منکر و نکیر کے آنے اور سوال و جواب کرنے کا ذکر آتا ہے، وہاں یہ مضمون بھی متواتر احادیث میں وارد ہے کہ نکیرین میت کو بیٹھنے کا حکم دیتے ہیں، اور وہ سوال و جواب کے لئے قبر میں اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہے، اس سلسلہ میں درج ذیل احادیث کا حوالہ دینا کافی ہوگا:

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: ''اتاہ ملکان فاقعداہ'' (بخاری ج۱ ص۱۷۸، ۱۸۴، مسلم ج۲ ص۳۸۶، نسائی ج۱ ص۲۸۸، ابن حبان ج۶ ص۴۹، شرح السنہ ج۵ ص۴۱۵، کنز العمال ج۱۵ ص۶۳۴، مشکوٰۃ ص۲۴)

ترجمہ: ''قبر میں میت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھلاتے ہیں۔''

(۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: ''اذا اقعد المؤمن فی قبرہ...''
(صحیح بخاری ج۱ ص۱۸۳، ابوداؤد ج۲ ص۶۵۴، مجمع الزوائد ج۳ ص۵۰، ابن ابی شیبہ ج۳ ص۳۸۱، مشکوٰۃ ص۲۵)

ترجمہ: ''مؤمن کو جب قبر میں بٹھایا جاتا ہے......''

مسند احمد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''فیأتیه ملکان فیجلسانه . . .''

(مسند احمد ج ۴ ص ۲۸۷، کنز العمال ج ۱۵ ص ۶۲۷)

ترجمہ: ''پس اس میت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھلاتے ہیں۔''

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''ان المیت یصیر الی القبر فیجلس الرجل الصالح فی قبره غیر فزع ولا مشغوف - الٰی قوله - ویجلس الرجل السوء فی قبره فزعا مشغوفا''

(ابن ماجہ ص ۳۱۵، ابن حبان ج ۶ ص ۴۵، موارد الظمآن ص ۱۹۸، کنز العمال ج ۱۵ ص ۶۳۰، شرح الصدور ص ۵۸، مشکوٰۃ ص ۲۵)

ترجمہ: ''بلاشبہ میت کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو نیک صالح آدمی کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے، اس وقت نہ وہ گھبرایا ہوا ہوتا ہے اور نہ پریشان ...... اور برے آدمی کو اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے، اس وقت وہ نہایت گھبرایا ہوا، پریشان ہوتا ہے۔''

مستدرک حاکم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''فیقال له: اقعد! فیقعد و تمثل له الشمس'' (ج ۱ ص ۳۷۹)

ترجمہ: ''میت کو کہا جاتا ہے کہ بیٹھ جا، پس وہ (اُٹھ کر) بیٹھ جاتا ہے، اور اسے سورج (غروب ہوتا ہوا) نظر آتا ہے۔''

مجمع الزوائد میں بروایت طبرانی ان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''فیقال له: اجلس! فیجلس، وقد مثلت له الشمس للغروب'' (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۵۱، قال الہیثمی حسن)

ترجمہ: ''پس اسے (میت سے) کہا جاتا ہے کہ: اُٹھ کر بیٹھ جا! پس وہ بیٹھ جاتا ہے، اور اسے سورج غروب ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔''

(۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: ''فاذا الانسان دفن فتفرق عنه اصحابه، جائه ملک فی یده مطراق فاقعده . . . الخ'' (مسند احمد ج ۳ ص ۳، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۴۷، کنز العمال ج ۱۵ ص ۶۳۷، اتحاف السادۃ المتقین ج ۱۰ ص ۴۱۷، شرح الصدور ص ۵۵۔ وقال بسند صحیح)

ترجمہ: ''پس جب کسی انسان کو دفن کر کے اس کے دفن کرنے والے وہاں سے منتشر ہو جاتے ہیں، تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جس کے ہاتھ میں ایک گرز ہوتا ہے، پس وہ اس کو بٹھلاتا ہے......''

(۵) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے: ''قال: فینادیه: اجلس! قال: فیجلس فیقول له . . . الخ'' (مسند احمد ج ۶ ص ۳۵۲، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۵۱، کنز العمال ج ۱۵ ص ۶۳۵، اتحاف السادۃ المتقین ج ۱۰ ص ۴۱۸)

ترجمہ: ''فرمایا: قبر میں میت کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور وہ اسے آواز دیتا ہے اور اسے بٹھلا دیتا ہے اور اسے کہتا ہے......''

کنز العمال میں ایک دُوسری روایت میں حضرت اسماء کی حدیث کے الفاظ یوں ہیں: ''ان المؤمن لیقعد فی قبره'' (کنز العمال ج ۱۵ ص ۶۳۶ بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: ''بلاشبہ مؤمن کو قبر میں بٹھلایا جاتا ہے۔''

(۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''فاذا کان الرجل الصالح اجلس فی قبره غیر فزع ولا مشغوف . . . الخ'' (مسند احمد ج ۱ ص ۱۴۰، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۴۸، اتحاف السادۃ ج ۱۰ ص ۴۱۸، شرح الصدور ص ۵۹)

ترجمہ: ''جب میت نیک صالح ہو تو اس کو قبر میں بٹھلایا جاتا ہے اور اس وقت اسے کوئی گھبراہٹ اور پریشانی نہیں ہوتی۔''

(۷) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: ''اما المنافق! فیقعد اذا تولی عنہ اھلہ...'' (مسند احمد ج۳ ص۳۴۶، کنز العمال ج۱۵ ص۶۳۶، اتحاف السادۃ ج۱۰ ص۴۱۶، طبرانی وبیہقی عذاب القبر، ابن ابی الدنیا شرح الصدور ص۵۰)

ترجمہ: ''رہا منافق! تو جب اس کے دفن کرنے والے چلے جاتے ہیں تو اس کو (قبر میں) بٹھلایا جاتا ہے۔''

ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''اذا دخل المیت القبر مثلت الشمس عند غروبھا، فیجلس یمسح عینیہ...'' (ابن ماجہ ص۳۱۶)

ترجمہ: ''جب میت کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اسے سورج غروب ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے، پھر اسے بٹھلایا جاتا ہے اور وہ آنکھیں ملتے ہوئے اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔''

(۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: ''ان المؤمن اذا مات جلس فی قبرہ فیقال: من ربک؟'' (مجمع الزوائد ج۳ ص۵۴، وقال: رواہ الطبرانی فی الکبیر واسنادہ حسن، اتحاف السادۃ ج۱۰ ص۴۱۶، شرح الصدور ص۵۳)

ترجمہ: ''مؤمن جب مرجاتا ہے تو اسے قبر میں بٹھلایا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے کہ: تیرا ربّ کون ہے؟''

(۹) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث میں ہے: ''ثم جائک ملکان اسودان ازرقان جعدان اسمائھما منکر ونکیر فاجلساک ثم سألاک...'' (ابن ابی شیبہ ج۳ ص۳۷۹)

ترجمہ: ''پھر تیرے پاس سیاہ رنگ، کیری آنکھوں، ڈراؤنی شکل والے دو فرشتے آئیں گے، جن کے نام منکر اور نکیر ہیں، پھر وہ تمہیں بٹھائیں گے اور تم سے سوال کریں گے۔''

(۱۰) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''ان المیت یسمع خفق نعالھم حین یؤتون۔ قال: ثم یجلس فیقال لہ... الخ'' (اتحاف السادۃ ج۱۰ ص۴۱۶، طبرانی اوسط حسن، شرح الصدور ص۵۲)

ترجمہ: ''بلاشبہ میت دفن کرکے واپس جانے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے، فرمایا: پھر اس کو بٹھایا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے......''

(۱۱) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''ان المؤمن اذا مات اجلس فی قبرہ...''

(اتحاف السادۃ ج۱۰ ص۴۱۸، مجمع الزوائد ج۷ ص۴۴، ابن ابی حاتم، طبرانی فی الاوسط، ابن مندہ، شرح الصدور ص۵۵، ۵۶)

ترجمہ: ''بلاشبہ جب کوئی مؤمن مرجاتا ہے تو اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے۔''

(۱۲) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''اتاہ منکر ونکیر، فیجلسانہ فی قبرہ...''

(اتحاف السادۃ ج۱۰ ص۴۱۷، شرح الصدور ص۵۴)

ترجمہ: ''میت کے پاس منکر اور نکیر آتے ہیں، اور اسے قبر میں بٹھاتے ہیں۔''

میت کا، جنازہ اُٹھانے والوں کے کندھوں پر بولنا

جب کسی کا انتقال ہوجاتا ہے، اور اس کی میت اُٹھاکر قبرستان لے جائی جارہی ہو، میت اگر نیک صالح ہو تو کہتی ہے کہ: مجھے میرے ٹھکانے پر جلدی لے جاؤ، اور اگر وہ بدکار ہو تو کہتی ہے کہ: ہائے افسوس! مجھے کہاں لے

جارہے ہو؟ مندرجہ ذیل احادیث میں اس کا ذکر ہے: ”عن ابی سعید رضی اللہ عنہ یقول: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا وضعت الجنازة فاحتملها الرجال علی اعناقهم، فان کانت صالحة قالت: قدمونی! قدمونی! وان کانت غیر صالحة قالت: یا ویلها! این تذهبون بها؟ یسمع صوتها کل شیء الا الانسان، ولو سمعها الانسان لصعق“ (صحیح بخاری ج۱ ص۱۷۵، ۱۷۶، ۱۸۴، مسند احمد ج۳ ص۴۱، ۵۸، ۸۵، نسائی ج۱ ص۲۷۰، سنن کبریٰ بیہقی ج۴ ص۲۱، شرح السنہ ج۵ ص۳۲۵، کنز العمال ج۱۵ ص۵۹۹ حدیث: ۴۲۳۷۴)

ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جب جنازہ رکھا جاتا ہے، پس لوگ اس کو اپنے کندھوں پر اُٹھا لیتے ہیں، تو اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ: مجھے جلدی لے جاؤ! مجھے جلدی لے جاؤ! اور اگر نیک نہیں ہوتا تو کہتا ہے کہ: ہائے میری ہلاکت! تم اس جنازہ کو کہاں لے جارہے ہو؟ اس کی آواز کو ہر چیز سنتی ہے سوائے انسان کے، اور اگر اس کو انسان سن لیتا تو بے ہوش ہوجاتا۔“

”عن عبدالرحمٰن بن مهران ان ابا هریرة قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا وضع الرجل الصالح علٰی سریره قال: قدمونی! قدمونی! واذا وضع الرجل یعنی السوء علٰی سریره قال: یا ویلتی! این تذهبون بی؟“ (نسائی ج۱ ص۲۷۰، سنن کبریٰ بیہقی ج۴ ص۲۱)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ: جب نیک آدمی کی میت کو جنازہ کی چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ: مجھے (جلدی) آگے لے چلو! (جلدی) آگے لے چلو! اور جب کسی بدکار آدمی کی میت کو جنازہ کی چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ: اے میری ہلاکت! مجھے کہاں لے جارہے ہو؟“

قبر کا بھینچنا

میت کو جب دفن کیا جاتا ہے، اس کے پاس منکر و نکیر آتے ہیں اور سوال و جواب کرتے ہیں، پھر مردے کے ساتھ اس کے اعمال کے مطابق معاملہ کیا جاتا ہے۔

بعض اوقات قبر مردے کو بھینچتی ہے، اس کو ”ضغطة القبر“ فرمایا گیا ہے، مندرجہ ذیل احادیث میں اس کا ذکر ہے:

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”قال هٰذا الذی تحرک له العرش وفتحت له ابواب السماء وشهده سبعون الفا من الملائکة لقد ضم ضمة ثم فرج عنه“ (نسائی ج۱ ص۱۸۹، اتحاف ج۱۰ ص۴۲۲، ابن ابی شیبہ ج۳ ص۳۷۷، کنز العمال ج۱۱ ص۶۸۶، شرح الصدور ص۴۵، المعتصر من المختصر ج۱ ص۱۱۵)

ترجمہ: ”فرمایا: یہ وہ تھے جن کی موت پر عرش بھی ہل گیا تھا، اور اس (کی روح) کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے تھے، اور اس کے جنازہ میں ستر ہزار ملائکہ نازل ہوئے تھے، مگر اسے بھی قبر نے بھینچا مگر بعد میں وسیع ہوگئی۔“

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”ان للقبر ضغطة ولو کان احد ناجیا منها نجا منها سعد بن معاذ“ (المعتصر من المختصر ج۱ ص۱۱۵، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج۶ ص۴۵، مسند احمد

ج۶ ص۵۵، ۹۸، مجمع الزوائد ج۳ ص۴۶، رجالها رجال الصحیح، کنز العمال ج۱۵ ص۶۳۹، اتحاف ج۱۰ ص۲۲۲، البدایہ والنہایہ ج۴ ص۱۲۸، شرح الصدور ص۴۵)

ترجمہ: ''بلاشبہ قبر کے لئے بھینچنا ہے، اگر اس سے کسی کو نجات ہوتی تو (حضرت) سعد بن معاذؓ ضرور اس سے بچ جاتے۔''

حدیث جابرؓ: حضرت جابر بن عبداللہؓ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''قال: لقد تضایق علٰی هٰذا العبد الصالح قبره حتی فرجه الله عز وجل عنه'' (مسند احمد ج۳ ص۳۶۰، ۳۷۷، مشکوٰۃ ص۲۶، کنز العمال ج۱۵ ص۶۴۲، ۶۴۳، مجمع الزوائد ج۳ ص۴۶، شرح الصدور ص۴۵، البدایہ والنہایہ ج۴ ص۱۲۸)

ترجمہ: ''فرمایا: بلاشبہ اس نیک اور صالح آدمی پر اس کی قبر تنگ ہوگئی تھی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے کشادگی فرمادی۔''

حدیث ابوہریرہؓ: حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''ویضیق علیه قبره حتی تلتقی اضلاعه'' (مصنف عبدالرزاق ج۳ ص۵۶۸، موارد الظمآن ص۱۹۸، ابن حبان ج۶ ص۴۶، ۴۸، اتحاف ج۱۰ ص۴۰۴)

ترجمہ: ''اس پر قبر تنگ کردی جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دُوسرے میں گھس جاتی ہیں۔''

حدیث ابوسعیدؓ: حضرت ابوسعید خدریؓ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''قال: یضیق علیه قبره حتی تختلف اضلاعه'' (مصنف عبدالرزاق ج۳ ص۵۸۴، مجمع الزوائد ج۳ ص۴۷)

ترجمہ: ''فرمایا: اس پر قبر تنگ کردی جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دُوسرے میں گھس جاتی ہیں''

حدیث ابن عمروؓ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''ثم یؤمر به فی قبره، فیضیق علیه حتی تختلف اضلاعه'' (مصنف عبدالرزاق ج۳ ص۵۶۸، ۵۶۷، مجمع الزوائد ج۲ ص۳۲۸)

ترجمہ: ''پھر حکم کیا جاتا ہے اس کے بارے میں اس کی قبر میں، پس قبر تنگ ہوجاتی ہے اس پر، یہاں تک کہ پسلیاں ایک دُوسرے میں نکل جاتی ہیں۔''

حدیث ابوسعیدؓ: حدیثِ حذیفہؓ) حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''عن حذیفة قال: کنا مع النبی ﷺ فی جنازة فلما انتهینا الی القبر قعد علٰی شقته فجعل یردد بصره فیه ثم قال: یضغط فیه المؤمن ضغطة تزول منها حمائله، ویملأ علی الکافر نارًا''

(مجمع الزوائد ج۳ ص۴۶، اتحاف ج۱۰ ص۲۲۴، کنز العمال ج۱۵ ص۶۴۳، شرح الصدور ص۴۵)

ترجمہ: ''حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ: ہم ایک جنازے میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے، پس جب ہم قبر تک پہنچے تو آنحضرت ﷺ اس کے کنارے بیٹھ گئے اور اس میں نظرِ مبارک پھرانے لگے، پھر فرمایا کہ: اس میں مؤمن کو ایسا بھینچا جاتا ہے کہ اس سے اس کے کندھے اور سینہ مل جاتے ہیں، اور کافر کی قبر آگ سے بھر جاتی ہے۔''

حدیث ابن عباسؓ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''وعن ابن عباس ان النبی ﷺ یوم دفن سعد بن معاذ وهو قاعد علٰی قبره قال: لو نجا احد من فتنة القبر او مسئلة القبر لنجا سعد بن معاذ، ولقد ضم ضمة ثم ارخی عنه۔ رواه الطبرانی فی الکبیر ورجاله موثقون''

(مجمع الزوائد ج۳ ص۴۶، کنز العمال ج۱۵ ص۶۴۰، شرح الصدور ص۴۵)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس دن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا، ان کی قبر کے کنارہ پر بیٹھے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص قبر کی آزمائش سے یا فرمایا قبر کے سواسے نجات پاتا، تو البتہ سعد بن معاذؓ نجات پاتے، البتہ تحقیق ایک دفعہ تو ان کو بھی بھینچا گیا، پھر ان سے کشائش کردی گئی۔“

حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”عن انس قال: توفیت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فخرجنا معه فرأینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مهتما شدید الحزن، فجعلنا لا نکلمه حتی انتهینا الی القبر، فاذا هو لم یفرغ من لحده فقعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقعدنا حوله، فحدث نفسه هنیعة وجعل ینظر الی السماء ثم فرغ من القبر فنزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیه فرأیته یزداد ثم انه فرغ فخرج فرأیته سری عنه وتبسم صلی اللہ علیہ وسلم، فقلنا: یا رسول اللہ! رأیناک مهتما حزینا، فلم نستطع ان نکلمک، ثم رأیناک سری عنک، فلم ذالک؟ قال: کنت اذکر ضیق القبر وغمه وضعف زینب فکان ذالک یشق علیَّ فدعوت اللہ عز وجل ان یخفف عنها ففعل، ولقد ضغطها ضغطة سمعها من بین الخافقین“

(مجمع الزوائد ج۳ ص۴۷، کنز العمال ج۱۵ ص۲۴۲، اتحاف السادة المتقین ج۱۰ ص۴۲۲، ۴۲۳، شرح الصدور ص۴۵)

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی، تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غمگین ہیں، پس ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات نہیں کرتے تھے، یہاں تک کہ قبر پر پہنچ گئے تو دیکھا کہ ابھی ان کی لحد سے فراغت نہیں ہوئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھ گئے، وہ تھوڑی دیر دل میں کچھ سوچتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف دیکھتے رہے، پھر قبر سے فراغت ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں بہ نفسِ نفیس اُترے، پس میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غم بڑھ رہا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوگئے، پس باہر نکلے تو میں نے دیکھا کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کیفیت زائل ہوگئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا، پس ہم نے کہا: یا رسول اللہ! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شدید غمگین اور فکرمند ہیں، اس لئے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات نہیں کرسکے، پھر ہم نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کیفیت زائل ہوگئی، فرمایا: اس کی وجہ یہ تھی کہ میں قبر کی تنگی اور غم کو اور زینب کے ضعف کو یاد کرتا تھا، پس یہ چیز مجھ پر شاق گزرتی تھی، پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان سے تخفیف فرمادیں، پس اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا، قبر نے اس کو ایسا بھینچا تھا کہ مشرق و مغرب کے لوگ اس کو سنتے۔“

حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”عن عبداللہ بن مسعود قال: اذا ادخل الرجل قبره فان کان من اهل السعادة ثبته اللہ بالقول الثابت فیسأل: ما انت؟ فیقول: انا عبداللہ حیا ومیتا واشهد ان لا الٰه الا اللہ واشهد ان محمدا عبده ورسوله۔ قال: فیقال: کذالک کنت! فیوسع علیه قبره ماشاء اللہ ویفتح له باب الی الجنة... الخ“ (ابن ابی شیبہ ج۳ ص۳۷۷، اتحاف ج۱۰ ص۴۱۷)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آدمی کو اس کی قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اگر وہ اہل سعادت میں سے ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قول ثابت کے ساتھ ثابت قدم رکھتے ہیں، پس اس سے پوچھا جاتا ہے کہ: تو کون ہے؟ پس وہ کہتا ہے کہ: میں اللہ کا بندہ ہوں، زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول

ہیں۔ فرمایا: پس اس کو کہا جاتا ہے کہ: تو ایسا ہی تھا! پس اس پر اس کی قبر کشادہ کردی جاتی ہے، جتنی کہ اللہ کو منظور ہے، اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے...... الخ۔''

حدیث براء ابن عازب رضی اللہ عنہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''فینادی منادٍ من السماء ان کذب عبدی فافرشوا له من النار، وافتحوا له بابا الی النار، فیأتیه حرها ولمومها ویضیق علیه قبره حتی تختلف اضلاعه'' (کنز العمال ج۱۵ ص۶۲۹، ۶۴۳، ۶۴۴، ابن ابی شیبہ ج۳ ص۳۸۲)

ترجمہ: ''(دوزخی کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:) پس آسمان سے ایک منادی اعلان کرتا ہے کہ: میرا بندہ جھوٹ بولتا ہے! پس اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور اس کے لئے آگ کی طرف دروازہ کھول دو، پس اس شخص کو آگ کی تپش اور لو پہنچتی ہے، اور قبر اس پر تنگ ہوجاتی ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اِدھر سے اُدھر نکل جاتی ہیں۔''

حدیث معاذ رضی اللہ عنہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''الضمة فی القبر کفارة لکل مؤمن لکل ذنب بقی علیه ولم یغفر له'' (کنز العمال ج۱۵ ص۶۳۹، ۶۴۲)

ترجمہ: ''قبر میں بھینچنا ہر مؤمن کے لئے کفارہ ہے، ہر اس گناہ کے لئے جو اس پر باقی ہو اور اس کی مغفرت نہ ہوئی ہو۔''

حدیث عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ: عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''ثم یسلب کفنه فیبدل ثیابا من نار، ویضیق علیه حتی تختلف فیه اضلاعه'' (مصنف عبدالرزاق ج۳ ص۵۹۱)

ترجمہ: ''پھر اس کا کفن چھین لیا جاتا ہے، اور اس کے بجائے آگ کے کپڑے بدل دیئے جاتے ہیں، اور قبر اس پر تنگ کردی جاتی ہے، یہاں تک کہ اس میں اس کی پسلیاں اِدھر سے اُدھر نکل جاتی ہیں۔''

حدیث صفیہ بنت ابی عبید رضی اللہ عنہا: حضرت صفیہ بن ابوعبید رضی اللہ عنہا کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''وعن نافع قال: اتینا صفیة بنت ابی عبید فحدثتنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان کنت لاری لو ان احدا اعفی من ضغطة القبر لعفی سعد بن معاذ، ولقد ضم ضمة'' (مجمع الزوائد ج۳ ص۴۷)

ترجمہ: ''حضرت نافع فرماتے ہیں کہ: ہم حضرت صفیہ بنت ابی عبیدؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، (یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں) تو انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میرا خیال یہ تھا کہ اگر کسی کو قبر کے بھینچنے سے معافی مل جائے گی تو سعد بن معاذؓ کو ضرور معافی ملے گی، اور البتہ تحقیق ایک دفعہ تو ان کو بھی بھینچا گیا۔''

حدیث ابوایوب رضی اللہ عنہ: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''وعن ابی ایوب ان صبیا دفن فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لو افلت احد من ضمة القبر لافلت هذا الصبی۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجاله رجال الصحیح'' (مجمع الزوائد ج۳ ص۴۷، کنز العمال ج۱۵ ص۱۴۰)

ترجمہ: ''حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک بچہ دفن کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اگر کوئی قبر کے بھینچنے سے محفوظ رہتا تو یہ بچہ ضرور محفوظ رہتا۔''

احادیث واقعہ قلیبِ بدر

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ انسان کے مرنے کے بعد اس کی رُوح کا اس کے بدن کے ساتھ تعلق ہوتا ہے، جس سے اس کو ثواب و عذاب کا احساس ہوتا ہے، چنانچہ غزوۂ بدر کے موقع پر کفار کے ستر سردار مارے گئے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ان سب کو گڑھے میں ڈال دیا جائے، جب سب کو گڑھے میں ڈال دیا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس گڑھے پر تشریف لے گئے اور فرمایا: اے اہلِ قلیب! کیا تم نے وہ چیز پالی جس کا تم سے ہمارے ربّ نے وعدہ کیا تھا؟ کیونکہ میں نے تو وہ چیز پالی جس کا میرے ربّ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے جسموں سے کلام کر رہے ہیں جن میں روحیں نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں ان کو جو کچھ کہہ رہا ہوں، تم ان سے زیادہ نہیں سنتے ۔۔۔! مندرجہ ذیل احادیث میں اس کا ذکر ہے: ”هل وجدتم ما وعد ربكم حقًّا؟“

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”عن عائشة قالت: امر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بالقتلى ان يطرحوا في القليب، فطرحوا فيه، الا ما كان من امية بن خلف، فانه انتفخ في درعه فملأها فذهبوا يحركوه فتزايل فاقروه والقوا عليه ما غيبه من التراب والحجارة، فلما القاهم في القليب وقف عليهم رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقال: يا اهل القليب! هل وجدتم ما وعد ربكم حقًّا؟ فاني قد وجدت ما وعدني ربي حقًّا!“ (مسند احمد ج۶ ص۲۷۶، ج۲ ص۳۸، صحیح بخاری ج۱ ص۱۸۳، صحیح مسلم ج۱ ص۳۰۳، البدایہ والنہایہ ج۳ ص۲۹۳)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مقتولین کے بارے میں حکم فرمایا کہ ان کو ایک گڑھے میں ڈال دیا جائے، چنانچہ ان کو ڈال دیا گیا، مگر یہ کہ امیہ بن خلف اپنی زرہ میں پھول گیا تھا، پس اس نے اس کو بھر دیا تھا، اس کو حرکت دینے لگے تو وہ اور زیادہ بڑھتا جاتا، پس اس کو ویسے ہی رکھا اور اس پر کوئی ایسی چیز ڈال دی جو اس کو چھپادے، یعنی مٹی اور پتھر، پس جب صحابہؓ نے ان کو اس قلیب (گڑھے) میں ڈالا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر کھڑے ہوئے، پس ارشاد فرمایا کہ: اے اہلِ قلیب! کیا تم نے وہ چیز پالی جس کا تم سے تمہارے ربّ نے وعدہ کیا تھا؟ کیونکہ میں نے تو وہ چیز پالی جس کا مجھ سے میرے ربّ نے وعدہ کیا تھا!......الخ۔“

حدیث انس رضی اللہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”عن انس قال: كنا مع عمر بين مكة والمدينة اخذ يحدثنا عن اهل بدر، فقال: ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ليرينا مصارعهم بالامس، قال هذا مصرع فلان ان شاء الله غدًا، قال عمر: والذي بعثه بالحق! ما اخطؤا تيك فجعلوا في بير، فاتاهم النبي صلی اللہ علیہ وسلم فنادى: يا فلان بن فلان! يا فلان بن فلان! هل وجدتم ما وعد ربكم حقًّا؟ فاني وجدت ما وعدني الله حقًّا! فقال عمر: تكلم اجسادا لا ارواح فيها؟ قال: ما انت باسمع لما اقول منهم!“ (نسائی ج۱ ص۲۹۳، ابن ابی شیبہ ج۱۴ ص۳۷۹، مسلم ج۱ ص۳۰۳، ج۲ ص۳۸۷، مسند احمد ج۳ ص۱۰۴، ۱۴۵، ۲۶۳، ۲۸۷، اتحاف ج۵ ص۲۳، دلائل النبوۃ ج۳ ص۴۸، درمنثور ج۵ ص۱۵۷)

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ: ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے، تو آپؓ ہم سے اہلِ بدر کے بارے میں بیان کرنے لگے، پس فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام کے وقت ہمیں ان کی قتل گاہیں دکھا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ: یہ ان شاء اللہ کل فلاں آدمی کی قتل گاہ ہوگی! حضرت

عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے! وہ لوگ ان جگہوں سے اِدھر اُدھر نہیں ہوئے، پس ان کو ایک گڑھے میں ڈال دیا گیا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے، پس پکار کر فرمایا: اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا تم نے پالیا ہے جو تمہارے ربّ نے وعدہ کیا تھا حق؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا، وہ تو میں نے حق پایا! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے جسموں سے کلام فرماتے ہیں جن میں روحیں نہیں؟ پس ارشاد فرمایا: میں ان کو جو کچھ کہہ رہا ہوں، تم ان سے زیادہ نہیں سنتے!''

حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: حدیثِ عبداللہ بن عمرؓ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''حدثنی نافع ان ابن عمر اخبره قال: اطلع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اهل القليب فقال: هل وجدتم ما وعد ربكم حقًا؟ فقيل له: تدعوا امواتا؟ قال: ما انتم باسمع منهم، ولٰكن لا يجيبون!'' (صحیح بخاری ج۱ ص۱۸۳، مسلم ج۱ ص۴۰۳، نسائی ج۱ ص۲۹۳، مسند احمد ج۱ ص۳۸، ۱۳۱، ابن ابی شیبہ ج۱۴ ص۳۷۷، البدایہ والنہایہ ج۳ ص۲۹۳)

ترجمہ: ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گڑھے کی طرف جھانکا جس میں بدر کے کافر مقتول ڈال دیئے گئے تھے، پس فرمایا: کیا تم نے پایا اس چیز کو جس کا تم سے تمہارے ربّ نے وعدہ کیا تھا سچ؟ پس عرض کیا گیا کہ: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے جان مُردوں کو پکارتے ہیں؟ فرمایا: تم میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سنتے، لیکن وہ جواب نہیں دیتے!''

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''اخرج ابو سهل السرى ابن سهل الجند نيسابورى الخامس من حديثه من طريق عبدالقدوس عن ابى صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فى قوله: ''انک لا تسمع الموتى''، ''وما انت بمسمع من فى القبور'' قال: كان النبى صلی اللہ علیہ وسلم يقف على القتلى يوم بدر ويقول: هل وجدتم ما وعد ربكم حقًا؟'' (درمنثور ج۵ ص۲۴۹)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ''انک لا تسمع الموتى'' اور ''وما انت بمسمع من فى القبور'' (بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سنا سکتے مُردوں کو) اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سنانے والے ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں) کی تفسیر میں منقول ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے مقتولین پر بدر کے دن اور یوں فرماتے تھے کہ: جو وعدہ تم سے تمہارے ربّ نے کیا تھا، وہ تم نے سچ پایا یا نہیں؟......الخ''

حدیث ابوطلحہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''عن ابى طلحة ان نبى الله صلی اللہ علیہ وسلم امر يوم بدر باربعة وعشرين رجلا من صناديد قريش، فقذفوا فى طوى من اطواء بدر خبيث فخبث وكان اذا ظهر على قوم اقام بالعرصة ثلاث ليال فلما كان ببدر اليوم الثالث امر براحلته فشد عليها رحلها ثم واتبعه اصحابه وقالوا: ما نرى ينطلق الا لبعض حاجته حتى قام على شفة الركى فجعل يناديهم باسمائهم واسماء أبائهم: يا فلان بن فلان! ويا فلان بن فلان! ايسركم انكم اطعتم الله ورسوله؟ فانا قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقًا! فهل وجدتم ما وعد ربكم حقًا؟ قال: فقال عمر: يا رسول الله! ما تكلم من اجساد لا ارواح لها؟ فقال النبى صلی اللہ علیہ وسلم: والذى نفس محمد بيده! ما انتم باسمع لما اقول منهم'' (بخاری ج۲ ص۵۶۶، مسند احمد ج۴ ص۲۹)

ترجمہ: ''حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن چوبیس آدمیوں کے بارے میں جو قریش کے رئیس تھے، حکم فرمایا کہ ان کو بدر کے گندے اور خبیث گڑھے میں ڈال دیا جائے، اور

آنحضرت ﷺ جب کسی قوم پر غالب آتے تھے تو اس میدان میں تین دن ٹھہرتے تھے، جب تیسرا دن ہوا تو اپنی سواری کے بارے میں حکم فرمایا، پس اس کا کجاوہ کسا گیا، پھر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ کے صحابہؓ آپ ﷺ کے ساتھ تھے، اور ہم نہیں جانتے تھے مگر یہ کہ آپ ﷺ کسی کام کے لئے تشریف لے جارہے ہیں، یہاں تک کہ کھڑے ہوئے اس گڑھے کے کنارہ پر، پس ان کا اور ان کے باپوں کا نام لے کر پکارنے لگے کہ: اے فلاں بن فلاں! اور اے فلاں بن فلاں! کیا تم کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ تم نے اللہ اور اللہ کے رسول کی بات مان لی ہوتی؟ کیونکہ ہم نے تو جو ہم سے ہمارے ربّ نے وعدہ کیا تھا، اس کو سچ پایا! پس کیا تم نے پالیا ہے جو تمہارے ربّ نے (تم سے) وعدہ کیا تھا حق؟ راوی کہتے ہیں کہ: پس حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ ایسے جسموں سے گفتگو فرماتے ہیں جن میں رُوح نہیں؟ پس آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی کہ محمد ﷺ کی جان اس کے قبضہ میں ہے! تم میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سنتے!''

حدیث موسیٰ بن عقبہؓ: حضرت موسیٰ بن عقبہؓ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''وامر رسول اللہ ﷺ بقتلٰی قریش من المشرکین فالقوا فی قلیب بدر ولعنھم وھو قائم یسمیھم باسمائھم غیر ان امیة بن خلف کان رجلا مسمنًا فانتفخ فی یومہ فلما ارادوا ان یلقوہ فی القلیب تفقا، فقال رسول اللہ ﷺ: دعوہُ! وھو یلعنھم، ھل وجدتم ما وعدربکم حقًا؟'' (دلائل النبوۃ ج۳ ص۱۱۷)

ترجمہ: ''اور رسول اللہ ﷺ نے مقتولینِ قریش کے بارے میں حکم فرمایا تو ان کو بدر کے گڑھے میں ڈال دیا گیا، اور ان پر لعنت فرمائی، اور آپ ﷺ کھڑے تھے ان کا اور ان کے باپوں کا نام لے رہے تھے، سوائے امیہ بن خلف کے کہ وہ موٹا تازہ آدمی تھا، پس اسی دن پھول گیا، پس جب لوگوں نے اس کو گڑھے میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو پھٹ گیا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو! اور آپ ﷺ ان پر لعنت فرمارہے تھے اور ان سے کہہ رہے تھے کہ: جو وعدہ تم سے تمہارے ربّ نے کیا تھا، تم نے اس کو سچ پایا یا نہیں؟''

لاتؤذوا اصاحب القبر

قبر مٹی کا ڈھیر نہیں، بلکہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

قبر والے کو نہ صرف یہ کہ قبر کے ثواب و عذاب کا احساس ہوتا ہے، بلکہ قبر پر چڑھنے سے بھی اس کو ایذا ہوتی ہے، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے قبرستان جانے کے آداب بیان فرمائے ہیں، مندرجہ ذیل احادیث میں اس کا ذکر ہے: ''عن زیاد بن نعیم ان ابن حزم ابا عمارۃ او ابا عمرو قال: رأنی النبی ﷺ وانا متکئ علٰی قبر فقال: قم! لاتؤذ صاحب القبر اویؤذیک'' (البغوی، کنز العمال ج۱۵ ص۵۹۷ حدیث:۴۲۹۸۸)

ترجمہ: ''حضرت ابوعمارہؓ یا ابوعمروؓ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے دیکھا کہ میں قبر کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اُٹھ جاؤ! قبر والے کو ایذا نہ دو، یا فرمایا کہ: قبر سے ٹیک نہ لگاؤ کہ یہ تیرے لئے عذاب کا سبب ہوگا!''

''عن عمرو بن حزم قال: رأی النبی ﷺ وانا متکئ علٰی قبر، قال: لاتؤذ صاحب القبر!''

(ابن عساکر، مسند احمد، کنز العمال ج۱۵ ص۶۰۷ حدیث:۴۲۹۹۰)

ترجمہ: ”عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں قبر کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر والے کو ایذا نہ پہنچاؤ!“

”عن عمارة بن حزم رضی اللہ عنہ قال: رآنی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم جالسا علٰی قبر، قال: انزل عن القبر! لا تؤذی صاحب القبر و لا یؤذیک!“ (طبرانی، مستدرک، عمارہ بن حزم ج ۳ ص ۵۹۰، شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۳۴۶، کنز العمال ج ۱۵ ص ۶۵۷ حدیث: ۴۲۶۰۵، ترغیب ج ۴ ص ۳۷۴، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۶۱)

ترجمہ: ”حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قبر پر بیٹھے دیکھا تو فرمایا: قبر والے کو ایذا نہ دے! قبر سے اُتر جا! تاکہ تیرا یہ عمل تیرے لئے عذابِ آخرت کا سبب نہ بنے۔“

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ:

(الف) عذاب و ثوابِ قبر برحق ہے۔

(ب) عذاب و ثواب کا تعلق اسی گڑھے سے ہے، جس کو عرفِ عام میں قبر کہا جاتا ہے، چنانچہ حدیث میں صراحت فرمائی گئی ہے کہ: ”القبر روضة من ریاض الجنة او حفرة من حفر النار۔“ (قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا)

(ج) اور یہ بھی ثابت ہوا کہ عذاب و ثوابِ قبر کی احادیث متواتر ہیں اور ان کا انکار ایک مسلمان کے لئے (جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو) ممکن نہیں۔

(د) چونکہ برزخ کے معاملات عام لوگوں کے احساس و مشاہدہ سے ماورا ہیں، اس لئے عذاب و ثوابِ قبر کا انکار محض اپنے احساس و مشاہدہ کی بنا پر قطعاً غلط ہے، اس لئے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و مشاہدات پر ایمان رکھنا ضروری ہے، اور وہ بقدرِ ضرورت اُوپر آچکے ہیں، جو ایک مؤمن کے لئے کافی و شافی ہیں۔

چہارم: اب تک ہم نے عام اموات کے بارے میں گفتگو کی ہے، اور یہ بتایا ہے کہ ان کا ثواب و عذاب متواتر ہے، جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں، اس پر ایمان لانا فرض ہے، اور اس کے منکر کے حق میں اندیشۂ کفر ہے۔

اب ہم اس پر گفتگو کریں گے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص سید الانبیاء سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی قبر شریفہ میں حیات ہونا اور حیات کے تمام لوازم کے ساتھ متصف ہونا برحق اور قطعی ہے، اور اس پر امت کا اجماع ہے، چنانچہ مذکورہ بالا تقریباً ایک سو پچاس احادیث سے حضرات انبیائے کرام کی حیات (جو عام اموات، شہداء اور صدیقین سے افضل ہیں) دلالت النص سے بطریقِ اَولیٰ ثابت ہوتی ہے، چنانچہ محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ اپنے رفیقِ خاص حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام لکھے گئے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

(۱) شہداء کے لئے بنصِ قرآن ”حیات“ حاصل ہے اور مزید دفعِ تجویز کے لئے ”یرزقون“ کا ذکر بھی کیا گیا ہے، جیسے آج کل محاورہ بھی ہے: ”فلان حی یرزق“ عام اہلِ برزخ سے ان کی حیات ممتاز ہے۔

(۲) جب انبیاء کا درجہ عام شہداء سے اعلیٰ و ارفع ہے تو بدلالۃ النص یا بالاولیٰ خود قرآن کریم سے ان کی حیات ثابت ہوئی (علیہم الصلوات والتسلیمات) اور جب مرتبہ اعلیٰ و ارفع ہے تو حیات بھی اقویٰ و اکمل ہوگی۔

(۳) اس حیات کی اکملیت کے بارے میں دو حدیثیں آئی ہیں...... "اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ اَنْ تَأْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ" اور حدیث: "اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ" اور اس کے علاوہ بھی روایات ہیں...... اور ان احادیث کے شواہد کے طور پر دیگر احادیث صحیح موجود ہیں، مثلاً موسیٰ علیہ السلام کا تلبیہ حج۔

(۴) روح کے تعلقات اجساد سے پانچ قسم کے ہیں: (۱) فی حالۃ الجنین، (۲) بعد الولادۃ فی الدنیا اور اس کی دو صورتیں ہیں، (۳) حالتِ نوم میں اور حالتِ یقظہ میں، (۴) بعد الموت فی البرزخ، (۴) بعد البعث فی الحشر۔ ضعیف ترین اول وراجح ہے، قوی ترین خامس اور متوسط دنیوی ہے، "كَمَا حَقَّقَهُ الْمُتَكَلِّمُوْنَ وَابْنُ الْقَيِّمِ فِيْ كِتَابِ الرُّوْحِ وَالْقَارِيْ فِيْ شَرْحِ الْفِقْهِ الْاَكْبَرِ"

(۵) انبیائے کرام علیہم السلام کی نوم جیسے ممتاز ہے عام نوم سے (اِنَّ عَيْنَايَ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ) اسی طرح ان کی موت کی حالت بھی عام اموات جیسی نہیں، "اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتِ"، اور عام موتیٰ میں تحقیق موت سے، انقطاع الروح عن الجسد بالکلیہ ہوتا ہے اور یہاں بالکلیہ نہیں ہوتا اور پھر علوِ مرتبہ جتنا ہوتا ہے، اتنا ہی تعلق قوی ہوگا۔

(۶) مفارقۃ الروح عن الجسد سے مفارقت تعلق الروح عن الجسد لازم نہیں آتا۔

(۷) اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد مبارک کو تروح کی کیفیت حاصل ہو، جیسے معراج میں جسد پر رُوح کی کیفیت طاری ہوئی، تجسد ارواح اور تروح اجساد دونوں کی نظیریں عالم شہادت میں ہیں تو عالم ارواح میں کیوں استبعاد کیا جائے جب کہ اس کا تعلق عالم غیب سے ہے۔

(۸) دنیا میں صوفیاء کرام کے یہاں ابدانِ مثالیہ کا تعدد وقت واحد میں، متعدد امکنہ میں ظہور اور آثار کے ثبوت پر مشہور واقعات ہیں، انبیائے کرام کی نقل وحرکت بالا جساد العنصریہ اس کی نظیر ہوگی۔

(۹) الغرض انبیائے کرام کے لئے حیات، بقائے اجساد، نقل وحرکت، ادراک وعلم سب چیزیں حاصل ہیں۔

(۱۰) یہ حیات، دنیوی حیات کے مماثل بلکہ اس سے اقویٰ ہے، دُنیا میں ہمیشہ جسد کو رُوح کی خاصیت حاصل نہیں ہوتی اور برزخ میں ہوتی ہے، اب اگر اس کو حیاتِ دنیوی سے بعض حضرات نے تعبیر کیا ہے تو اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے کیا ہے، بہرحال وہ حیاتِ دنیوی بھی ہے اور حیاتِ برزخی بھی، صرف حیاتِ برزخی نہیں جس میں عام شہداء یا اموات بھی شریک ہوں، بلکہ اقویٰ واکمل ہے، اس لئے حیاتِ دنیوی کے مماثل ہے، بلکہ اس سے بھی اقویٰ ہے۔

اختلاف تعبیرات میں نزاع لفظی ہے، اس دُنیا سے رسمی تعلق منقطع ہونے کے بعد برزخی دور شروع ہوتا ہے، اب جو چاہے اطلاق کیا جائے۔

(۱۱) اگر احادیث ونصوص میں حیات کا ثبوت ہے اور پھر عدمِ نکاح بالازواج المطہرات اور عدمِ توریث وغیرہ کی علت اصل حیات کو کہا جائے تو درست ہے، بہرحال حکمِ شرعی کی کوئی علت ہی ہوتی ہے، اور یہاں تو علت از قبیل العلل المعتبرہ کے ہوگی نہ کہ علل مرسلہ کی قسم سے، اور اس علت کی تنقیح، اصول تنقیح المناط اور تحقیق المناط سے زیادہ قطعی ہوگی۔" (بینات شعبان ۱۳۸۸ھ)

خیر القرون سے لے کر چودہ صدیوں تک اس مسئلے میں کسی قسم کا کوئی اختلاف وافتراق نہیں تھا بلکہ تمام اکابرینِ امت نے اپنی اپنی تصنیفات میں اپنے اپنے انداز میں اس مسئلے کو واضح فرمایا، یہاں تک کہ اکابر اسلاف میں سے بعض حضرات نے اس موضوع پر مستقل رسائل تصنیف فرمائے اور ثابت کیا کہ حیاتِ انبیاء کا مسئلہ بالکل

واضح، بے غبار اور امت کا اجماعی عقیدہ رہا ہے، اور جس طرح حضرات شہداء کرام کی حیات قرآن کریم سے ثابت ہے، اسی طرح حضرات انبیائے کرام کی حیات بھی بطور دلالت النص قرآن کریم سے ثابت ہے، لیکن ناس ہو خودرائی وخودروی اور اسلاف بیزاری کا کہ اس نے تحقیق کے نام پر جہالت، اور سنت کے نام پر بدعت کو رواج دیا، جس کی وجہ سے نام نہاد محققین نے جہاں دُوسرے بعض اجماعی مسائل سے انحراف کیا وہاں اس عقیدہ کا بھی انکار کردیا، چنانچہ محدث العصر حضرت بنوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ''انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات بعد الممات کا مسئلہ صاف اور متفقہ مسئلہ تھا، شہداء کی حیات نص قرآن ثابت تھی اور دلالۃ النص سے انبیائے کرام کی حیات قرآن سے ثابت تھی، اور احادیث نبویہ سے عبارۃ النص کے ذریعہ ثابت تھی، لیکن برا ہوا اختلاف اور فتنوں کا کہ ایک مسلّمہ حقیقت زیر بحث آکر مشتبہ ہوگئی، کتنی ہی تاریخی بدیہیات کو کج بحثوں نے نظری بنالیا اور کتنے ہی حقائق شرعیہ کو کج فہمی نے مسخ کرکے رکھ دیا، یہ دُنیا ہے اور دُنیا کے مزاج میں داخل ہے کہ یہاں ہر دور میں کج فہم، کجرو اور کج بحث موجود ہوتے ہیں، زبان بند کرنا تو اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت میں ہے، ملاحدہ وزنادقہ کی زبان کب بند ہوسکی؟ کیا اس دور میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو افسانہ نہیں بتایا گیا؟ اور کہا گیا کہ یہ واقعہ ہے ہی نہیں؟ اور کیا امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی اور واجب القتل اور یزید (بن معاویہؓ) کو امیرالموٴمنین اور خلیفہ برحق ثابت نہیں کیا گیا؟ کسی صحیح حدیث کو ضعیف بنانے کے لئے کسی راوی کے بارے میں کتبِ رجال میں جرح کا کوئی کلمہ دیکھ لینا بس کافی ہے کہ اس پر بنیاد قائم کی جائے؟ اگر عقلِ سلیم سے کام نہ لیا جائے اور صرف کسی کتاب میں جرح کو دیکھا جائے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ تمام کے تمام ائمہ مجروح ہوکر دین کا سرمایہ ختم ہی ہوجائے گا۔

الغرض حیاتِ انبیائے کرام علیہم السلام کا مسئلہ بھی تقریباً اسی قسم کی کج بحثوں میں اُلجھ کر اچھا خاصا فتنہ بن گیا، عصمت تو انبیائے کرام کا خاصہ ہے، علماء معصوم تو ہیں نہیں، کچھ حضرات نے دانستہ یا نادانستہ حدیثی وکلامی بحثیں پیدا کردیں اور سمجھا یہ گیا یا سمجھایا گیا کہ اس طرح توسل بالاموات اور استعانت بغیر اللہ وغیرہ وغیرہ بہت سی بدعات کا خاتمہ ہوجائے گا، گویا علاج یہ تجویز کیا گیا کہ حیاتِ انبیاء سے انکار کرتے ہی یہ مفاسد ختم ہوسکتے ہیں، اس کی مثال تو ایسی ہوئی کہ بارش سے بچنے کے لئے پرنالے کے نیچے جاکر بیٹھ گئے، بہرحال ان تفصیلات میں جانے کی حاجت نہیں، خلفشار کو ختم کرنے کے لئے اربابِ فکر وخلوص نے چند حضرات کے نام تجویز کئے کہ اس اختلاف کو جس نے فتنہ کی شکل اختیار کرلی ہے، ختم کرنے کی کوشش کریں، راقم الحروف کا نام بھی انہیں میں شامل تھا، تجویز یہ ہوئی کہ اس موضوع پر ایک محققانہ کتاب موٴثر انداز میں لکھی جائے اور تشکیک پیدا کرنے والے حضرات کے شبہات کا جواب بھی دیا جائے، اور مسئلے کے تمام گوشوں پر سیر حاصل تبصرہ بھی کیا جائے، باتفاق رائے اس کام کی انجام دہی کے لئے جناب برادر گرامی مآثر مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز صاحب منتخب ہوگئے، جن کے دماغ میں بحث وتمحیص کی صلاحیت بھی ہے اور قلم میں پختگی بھی، علوم دینیہ اور حدیث ورجال سے اچھی اور قابل قدر مناسبت بلکہ عمدہ بصیرت بھی ہے، مختلف مکان سے غرر نقول جمع کرنے کی پوری قدرت بھی ہے اور حسن ترتیب کی پوری اہلیت بھی، الحمدللہ کہ برادر موصوف نے توقع سے زیادہ مواد جمع کرکے تمام گوشوں کو خوب واضح کردیا اور تحقیق کا حق ادا کردیا ہے، میرے ناقص خیال میں اب یہ تالیف (تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتیٰ فی البرزخ والقبور) اس مسئلے میں جامع ترین تصنیف ہے، اور اس دور میں جتنی تصانیف اس مسئلے پر لکھی گئی ہیں ان سب میں جامع، واضح، عالمانہ بلکہ محققانہ ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کی اس

خدمت کو قبول سے نوازے اور اس قسم کی مزید خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔" (تسکین الصدور ص ۲۲۲ تا ۲۲۴)

اس تمہید کے بعد اب ہم بالترتیب قرآن و سنت اور اجماع امت کے حوالہ سے حیاتِ النبی پر چند گزارشات پیش کریں گے، سب سے پہلے ملاحظہ ہو حیاتِ الانبیاء قرآن کریم کی روشنی میں:

حیاۃ الانبیاء قرآن کی روشنی میں

قرآن کریم میں بیشتر مقامات پر حیات الانبیاء کا ثبوت اشارتاً، دلالتاً اور اقتضائً ملتا ہے، ان سب کا احصاء مشکل بھی ہے اور موجب طول بھی، اس لئے اختصار کے پیش نظر چند آیتوں کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے:

(۱) "وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً یُّعْبَدُوْنَ" (الزخرف:۴۵)

ترجمہ: "اور آپ ان سب پیغمبروں سے جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے، پوچھ لیجئے کہ کیا ہم نے خدائے رحمن کے سوا دوسرے معبود ٹھہرا دیئے تھے کہ ان کی عبادت کی جائے؟"

اس آیت کے ذیل میں صاحب زاد المسیر لکھتے ہیں: "انه لما اسری به جمع الانبیاء فصلی بهم، ثم قال له جبریل سل من ارسلنا قبلک، الآیة، فقال: لا اسأل، قد اکتفیت، رواه عطاء عن ابن عباس وهذا قول سعید بن جبیر والزهری وابن زید، قالوا: جمع له الرسل لیلة اسری به فلقیهم وامر ان یسألهم فما شک ولا سأل" (زاد المسیر فی علم التفسیر ج۷ ص۳۱۹)

ترجمہ: "جب حضور ﷺ کو معراج پر پہنچایا گیا تو آپ ﷺ کے لئے تمام انبیاء کو جمع کیا گیا، آپ ﷺ نے نماز میں ان سب کی امامت فرمائی، پھر حضرت جبرئیلؑ نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: "آپ ان سب پیغمبروں سے پوچھئے جن کو ہم نے آپ ﷺ سے پہلے بھیجا ہے......الخ" پس آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے سوال کی ضرورت نہیں، میں نے اس پر اکتفا کیا (جو مجھے بتلایا گیا)...... حضرت سعید بن جبیر، زہری اور ابن زید فرماتے ہیں کہ معراج کی رات آپ ﷺ کے لئے تمام انبیائے کرام کو جمع کیا گیا، اس موقع پر آپ ﷺ کی ان سے ملاقات ہوئی اور آپ ﷺ کو حکم ہوا کہ آپ ﷺ ان سے پوچھئے، پس آپ ﷺ کو نہ تو شک تھا اور نہ آپ ﷺ نے پوچھا۔"

تفسیر کبیر میں ہے: "قال عطاء عن ابن عباس ﷺ لما اسری به ﷺ الی المسجد الاقصی بعث الله له آدم وجمع المرسلین من ولده فاذن جبریل ثم اقام فقال: یا محمد! تقدم فصل بهم، فلما فرغ رسول الله ﷺ من الصلاة قال له جبریل علیه السلام: واسأل یا محمد من ارسلنا من قبلک من رسلنا، الآیة، فقال ﷺ لا اسأل لانی لست شاکاً فیه" (تفسیر کبیر ج۲۷ ص۲۱۶)

ترجمہ: "حضرت عطاء حضرت ابن عباسؓ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کو معراج پر لے جایا گیا، اور جب آپ ﷺ مسجد اقصیٰ میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام جو ان کی اولاد میں سے تھے سب کو جمع کیا، پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اذان اور اقامت کہی اور عرض کیا: اے محمد ﷺ! آگے بڑھیے اور ان کو نماز پڑھائیے، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا: اے محمد ﷺ! اور پوچھئے ان سے جن کو ہم نے آپ ﷺ سے پہلے رسول بنا کر بھیجا ہے، پس آپ ﷺ نے فرمایا: میں ان سے کچھ نہیں پوچھتا کہ مجھے اس میں کوئی شک نہیں۔"

تفسیر قرطبی میں اس کی مزید تفصیلات یوں بیان کی گئی ہیں: "لما اسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ - وھو مسجد بیت المقدس - بعث اللہ له آدم ومن وُلد من المرسلین، وجبریل مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فاذن جبریل علیہ السلام ثم اقام الصلاة، ثم قال: یا محمد! تقدم فصل بھم، فلما فرغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال له جبریل علیہ السلام: "سل یا محمد من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن آلھة یعبدون۔" فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "لا اسأل قد اکتفیت۔" قال ابن عباس: وکانوا سبعین نبیًا منھم ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام، فلم یسألھم لأنه کان أعلم باللہ منھم، فی غیر روایة ابن عباس: فصلوا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبعة صفوف، المرسلون ثلاثة صفوف والنبیون أربعة، وکان یلی ظھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابراھیم خلیل اللہ، وعلی یمینه اسماعیل وعلی یساره اسحاق ثم موسیٰ، ثم سائر المرسلین فأمھم رکعتین، فلما انفتل قام فقال: "ان ربی أوحی الی أن أسألکم ھل أرسل أحد منکم یدعو الی عبادة غیر اللہ؟" فقالوا: یا محمد! انا نشھد انا أرسلنا أجمعین بدعوة واحدة أن لا الٰه الا اللہ وأن ما یعبدون من دونه باطل، وانک خاتم النبیین وسید المرسلین، قد استبان ذالک لنا بامامتک ایانا، وأن لا نبیّ بعدک الی یوم القیامة الا عیسیٰ بن مریم فانه مأمور أن یتبع أثرک"

ترجمہ: "جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک معراج پر لے جایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اور جو ان کی اولاد میں سے انبیاء تھے سب کو اکٹھا فرمایا، جبرئیل علیہ السلام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، پس جبرئیل نے اذان و اقامت کہی اور عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آگے بڑھیئے اور ان کو نماز پڑھایئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو جبرئیلؑ نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کیجئے ان رسولوں سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھیجے گئے تھے کہ کیا ہم نے اللہ کے علاوہ کوئی معبود بنائے تھے کہ جن کی پوجا کی جاتی تھی؟ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے سوال کی ضرورت نہیں کہ میں نے اس پر کفایت کی (جو مجھے بتایا گیا)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہاں ستر نبی تھے، جن میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام بھی تھے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کوئی سوال نہیں کیا، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے زیادہ اللہ کی جانب سے علم رکھتے تھے، ابن عباسؓ کی روایت کے علاوہ دُوسری روایت میں ہے کہ: پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی سات صفیں تھیں، جن میں سے تین صفیں رسولوں کی اور چار انبیاء کی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے متصل حضرت ابراہیم علیہ السلام، دائیں جانب حضرت اسماعیل علیہ السلام اور بائیں جانب حضرت اسحٰق علیہ السلام، پھر موسیٰ علیہ السلام، پھر عیسیٰ علیہ السلام اور پھر تمام انبیاء تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دو رکعتیں نماز پڑھائی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو کھڑے ہوگئے اور فرمایا: بے شک میرے رب نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ میں آپ سے سوال کروں کہ کیا تم میں سے کوئی ایک ایسا رسول بھیجا گیا تھا جو لوگوں کو غیر اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہو؟ ان سب نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم بھیجے گئے ایک (اللہ) کی طرف دعوت دینے کے لئے اور یہ کہ نہیں کوئی معبود سوا اللہ تعالیٰ کے، اور یہ کہ جو لوگ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کرتے ہیں وہ سب باطل ہے، اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور تمام رسولوں کے سردار ہیں، اور یہ بات اس سے واضح ہوگئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری امامت فرمائی ہے، اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ قیامت تک کوئی دُوسرا نبی نہیں آئے گا، سوائے عیسیٰ بن مریم کے کہ بے شک وہ اس پر مامور ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے۔"

اسی طرح اس آیت سے حیات الانبیاء پر استدلال کرتے ہوئے خاتمۃ المحدثین علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "یستدل به علیٰ حیاۃ الانبیاء"

(مشکلات القرآن ص ۲۳۴، بدر منثور ج ۲ ص ۲۱، روح المعانی ج ۲ ص ۲۵، جمل ج ۳ ص ۸۸، فتح زادہ ج ۳ ص ۲۹۸، خفاجی ج ۳ ص ۲۲۴)

(۲) "وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتَابَ فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْ لِّقَآئِہٖ" (الم سجدہ: ۲۳)

ترجمہ: "اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی سو آپ اس کے ملنے میں شک نہ کیجئے۔"

اس آیت کی تفسیر میں حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "معراج کی رات ان سے ملے تھے اور بھی کئی بار۔" (موضح القرآن)

اور ملاقات بغیر حیات ممکن نہیں، لہٰذا اس آیت میں اقتضاء النص سے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت ہوتا ہے، یہاں اصول فقہ کا یہ مسئلہ بھی پیش نظر رہنا چاہئے کہ جو حکم اقتضاء النص سے ثابت ہوتا ہے وہ بحالت انفراد قوت واستدلال میں عبارت النص کے مثل ہوتا ہے۔

اسی طرح علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "واراد بذالک لقائه صلی اللہ علیہ وسلم ایاہ لیلۃ الاسراء کما ذکر فی الصحیحین وغیرهما، وروی نحو ذالک عن قتادۃ وجماعۃ من السلف۔۔۔ وکان المراد من قوله تعالیٰ: "فلا تکن فی مریۃ من لقائه" علیٰ هذا وعدہ تعالیٰ نبیه صلی اللہ علیہ وسلم بلقاء موسیٰ وتکون الاٰیۃ نازلۃ قبل الاسراء" (روح المعانی ج ۲۱ ص ۱۳۸)

ترجمہ: "اس سے مراد یہ ہے کہ معراج کی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تھی، جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں ہے، اور اسی طرح کی ایک اور روایت حضرت قتادہؓ اور سلف کی ایک جماعت سے بھی منقول ہے ...... اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد: "سو آپ اس کے ملنے میں شک نہ کیجئے" کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا وعدہ فرمایا، اس اعتبار سے یہ آیت واقعہ معراج سے پہلے نازل ہوئی ہے۔

تفسیر زاد المسیر میں ہے: "والثانی من لقاء موسیٰ لیلۃ الاسراء قاله ابو العالیه ومجاهد وقتادۃ وابن السائب" (زاد المسیر ج ۶ ص ۳۴)

ترجمہ: "دُوسری بات یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات معراج کی رات ہوئی تھی۔"

تفسیر بحر محیط میں اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے: "ای من لقائک موسیٰ ای فی لیلۃ الاسراء، ای شاهدته حقیقۃ وهو النبی الذی اوتی التوراۃ وقد وصفه الرسول فقال طوال جعد کانه من رجال شنوءۃ حین رأه لیلۃ الاسراء۔۔۔" (بحر محیط ج ۷ ص ۲۰۵)

ترجمہ: "یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات میں شک نہ کیجئے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعتاً ان کو دیکھا ہے، اور وہ وہی نبی تھے جن کو تورات دی گئی تھی اور تحقیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حلیہ بیان کیا اور فرمایا وہ لمبے قد کے گھنگریالے بالوں والے تھے، جیسے قبیلہ شنوءہ کے آدمی ہوتے ہیں ----"

(۳) "وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ" (البقرہ: ۱۵۴)

ترجمہ: "اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں ان کی نسبت یوں نہ کہو کہ وہ مردے ہیں بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں لیکن تم حواس سے ادراک نہیں کر سکتے۔"

(۴) ’’بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ، فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ‘‘ (آل عمران:۱۶۹)

ترجمہ: ’’بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں، ان کو رزق بھی ملتا ہے وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے۔‘‘

ان دونوں آیتوں کے متعلق حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: ’’واذا ثبت انهم احياء من حيث النقل فانه يقويه من حيث النظر كون الشهداء احياء بنص القرآن والانبياء افضل من الشهداء‘‘ (فتح الباری ج۶ ص۳۷۹)

یعنی جب نقل کے اعتبار سے یہ بات ثابت ہوچکی کہ شہداء زندہ ہیں تو عقل کے اعتبار سے بھی یہ بات پختہ ہوجاتی ہے کہ انبیائے کرامؑ زندہ ہیں اور حضرات انبیائے کرام علیہم السلام تو شہداء سے ہر حال میں افضل ہیں، اس لئے اس آیت سے ان کی حیات بطریق اولیٰ ثابت ہوتی ہے۔

غور فرمایئے کہ حافظ الدنیا کس قدر قوت کے ساتھ آیت کریمہ سے بدلالۃ النص بلکہ بدرجہ اولویت حیات الانبیاء کو ثابت فرما رہے ہیں۔

(۵) ’’فَلَمَّا قَضَیْنَا عَلَیْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰی مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ فَلَمَّا خَرَّ تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ...‘‘ (سبا:۱۴)

ترجمہ: ’’پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کردیا تو کسی چیز نے ان کے مرنے کا پتہ نہ بتلایا مگر گھن کے کیڑے نے کہ وہ سلیمان علیہ السلام کے عصا کو کھاتا تھا، سو جب وہ گر پڑے تب جنات کو حقیقت معلوم ہوئی۔‘‘

اس آیت سے بھی بطریق دلالۃ النص حیات الانبیاء کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے، اس لئے کہ جب کیڑوں نے مضبوط اور سخت ترین عصائے سلیمانی کو کھالیا تو جسم عنصری کا کھانا اس سے کہیں سہل اور آسان تھا مگر اس کے باوجود جسم کا لکار رہنا بلکہ محفوظ ہونا حیات کی صریح دلیل ہے۔

اسی طرح اس آیت میں ذکر شدہ ’’خرور سلیمان‘‘ سے بھی حضرات انبیاء کی حیات مبارکہ پر استدلال کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے جسد اطہر کے زمین پر آجانے کو ’’خرّ‘‘ کے لفظ کے ساتھ تعبیر فرمایا مگر اس کو سقط سے تعبیر نہیں فرمایا کیونکہ ’’خرّ‘‘ کا لفظ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں جہاں کہیں بھی مذکور ہے وہ زندہ انسان کے جھک جانے یا گر جانے کے لئے ارشاد فرمایا گیا ہے، مثلاً:

(الف) ’’وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا‘‘ (یوسف:۱۰۰)

ترجمہ: ’’سجدہ میں گر پڑے اور رجوع ہوئے۔‘‘

(ب) ’’فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا‘‘ (اعراف:۱۴۳)

ترجمہ: ’’پس ان کے رب نے جو اس پر تجلی فرمائی، تجلی نے ان کے پرخچے اڑا دیئے اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوکر گر پڑے۔‘‘

لہٰذا حضرت سلیمان علیہ السلام کے جسد اطہر کے سلامت زمین پر آنے سے حیات بعد الوفات کا جو بھی انکار کرتا ہے وہ قرآن کے معارف اور علوم سے ناواقف ہے۔

(۶) ’’وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ‘‘ (الانعام:۵۴)

ترجمہ: ''اور یہ لوگ جب آپ کے پاس آویں جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو یوں کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے، تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کرلیا ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو ایمان کی دولت کے ساتھ بارگاہِ نبوت پر حاضر ہو، اس کے لئے خداوند قدوس کا اپنے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے کہ آپ اس کو السلام علیکم کی دعا کے ساتھ رب کی رحمت و مغفرت کا پیغام پہنچایئے، تو حق تعالیٰ کا یہ حکم دونوں حالتوں (ماقبل الموت و مابعد الموت) کے لئے عام ہے، یعنی رہتی دُنیا تک کے لئے یہ حکم باقی ہے، جس طرح قرآن کریم کی دیگر آیات کے بارے میں یہ اصول مسلّم ہے کہ اگرچہ ان کے نزول کا واقعہ خاص ہے، لیکن ان کا حکم قیامت تک کے لئے جاری و باقی ہے، اسی طرح اس آیت مبارکہ میں بھی یہ حکم قیامت تک کے لئے ہے۔

(۷) ''وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا'' (النساء:۶۴)

ترجمہ: ''اور اگر جس وقت اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوجاتے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا رحمت کرنے والا پاتے۔''

علمائے امت کی تصریحات سے ثابت ہے کہ حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیثیت ختم ہونے کے بعد بھی جو مؤمن بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوکر خداوند قدوس سے طلبِ مغفرت کرے گا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی دعا و مغفرت کا مستحق ہوگا، چنانچہ تفسیر قرطبی میں ہے: ''عن علیؓ قال قدم علینا اعرابی بعد ما دفنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بثلاثة ایام، فرمی بنفسه علی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحثا علی رأسه من ترابه، فقال: قلت یا رسول اللہ فسمعنا قولک، ووعیت عن اللہ فوعینا عنک وکان فیما انزل اللہ علیک "ولو انهم اذ ظلموا انفسهم" الآیة وقد ظلمت نفسی وجئتک تستغفر لی! فنودی من القبر: انه قد غفر لک!'' (تفسیر قرطبی ج۵ ص۲۶۵، ۲۶۶)

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے تین روز بعد ایک بدوی نے روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر اس آیت کریمہ کے حوالہ سے مغفرت طلب کی، روایت ہے کہ مرقد اطہر سے صدا آئی: ''انه قد غفر لک!''

ان ارشادات ربانی کے مطابق رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی عالم دُنیا کی حیاتِ ظاہری ختم ہونے کے بعد بھی حاضری دینے والے امتی کو سلام علیکم کے جواب سے نوازتی ہے، اور آپ اس کو رب کی رحمت و مغفرت کا پیغام پہنچانے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے پر خداوند قدوس کی طرف سے مامور ہیں، یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات جاودانی اور اسی مدینہ والی قبر میں حیات پر قرآنی دلیل اور واضح ثبوت ہے، اس کے بعد بھی اگر کوئی انکار کرے تو منکر کو یہی کہا جاسکتا ہے کہ: اگر تو نہ مانے تو بہانے ہزار۔۔۔!

حیاۃ الانبیاء حدیث کی روشنی میں

(۱) ''عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ، رواہ ابو یعلیٰ والبزار ورجال ابی یعلیٰ ثقات'' (مجمع الزوائد ج۸ ص۲۱۱، لسان المیزان: حسن بن قتیبہ ص۲۴۶، مسند ابو یعلیٰ: ج۶ حدیث: ۳۴۲۵، فتح الباری ج۶ ص۴۸۷، المطالب العالیہ ج۳ ص۲۶۹ حدیث: ۳۴۵۲، احادیث صحیحہ للالبانی حدیث: ۶۲۱، الجامع الصغیر ص۱۲۴،

تکملہ فتح الملہم ج ۵ ص ۲۸، بیہقی حیات الانبیاء ص ۳، الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۱۴۸، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۱، مسند بزار ص ۲۵۶)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (حضرات) انبیائے کرامؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز ادا فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو روایت کیا ہے ابویعلیٰ اور مسند بزار نے اور ابویعلیٰ کے تمام راوی ثقہ ہیں۔''

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف الحاوی للفتاویٰ میں حیات انبیاء سے متعلق اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ ھو وسائر الانبیاء معلومۃ عندنا علمًا قطعیًا کما قام عندنا من الادلۃ فی ذالک وتواترت (بہ) الأخبار'' (ج ۲ ص ۱۴۷)

ترجمہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیائے کرام کا اپنی اپنی قبروں میں حیات ہونا ہمارے نزدیک علم قطعی سے ثابت ہے، اس لئے کہ اس سلسلہ میں ہمارے نزدیک دلائل واخبار درجۂ تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں۔''

مزید اس سلسلہ میں فرماتے ہیں: ''قال البیھقی فی کتاب الاعتقاد: الانبیاء بعدما قبضوا ردت الیھم ارواحھم، فھم احیاء عند ربھم کالشھداء، وقال القرطبی فی التذکرۃ فی حدیث الصعقۃ نقلاً عن شیخہ: الموت لیس بعدم محض انما ھو انتقال من حال الی حال'' (الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۱۴۹)

ترجمہ: ''امام بیہقی کتاب الاعتقاد میں فرماتے ہیں کہ انبیاء کی ارواح قبض ہوجانے کے بعد ان کی طرف لوٹادی جاتی ہیں، پس وہ اپنے رب کے ہاں شہداء کی طرح زندہ ہیں، علامہ قرطبی نے تذکرہ میں حدیث صعقہ کے ذیل میں اپنے شیخ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ موت کا معنی عدم محض نہیں بلکہ ایک حال سے دُوسرے حال کی طرف منتقل ہونے کا نام موت ہے۔''

مزید آگے چل کر لکھتے ہیں: ''قال المتکلمون المحققون من اصحابنا ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم حیٌ بعد وفاتہ''
(الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۱۴۹)

ترجمہ: ''ہمارے اصحاب میں سے محقق متکلمین فرماتے ہیں کہ بے شک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں۔''

مزید لکھتے ہیں: ''وقال الشیخ تقی الدین السبکی: حیات الانبیاء والشھداء فی القبر کحیاتھم فی الدنیا ویشھد لہ صلاۃ موسیٰ فی قبرہ فان الصلاۃ تستدعی جسدًا حیًا'' (الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۱۵۲)

ترجمہ: ''شیخ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں کہ انبیاء اور شہداء کی قبر کی حیات ان کی دنیاوی حیات کی مانند ہے، اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے، کیونکہ نماز پڑھنا زندہ جسم کا تقاضا کرتا ہے۔''

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''برزخ صغریٰ چوں از یک وجہ از مواطن دنیوی است گنجائش ترقی دارد واحوال ایں موطن نظر باشخاص متفاوتہ تفاوت فاحش دارد الانبیاء یصلون فی القبور شنیدہ باشند۔'' (مکتوبات دفتر دوم مکتوب: ۱۶)

ترجمہ: ''چھوٹا برزخ (یعنی قبر) جب ایک وجہ سے دنیوی جگہوں میں سے ہے تو یہ ترقی کی گنجائش رکھتا ہے، اور مختلف اشخاص کے اعتبار سے اس جگہ کے حالات خاصے متفاوت ہیں، آپ نے یہ تو سنا ہی ہوگا کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔''

(۲) ''عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا أُبْلِغْتُهٗ۔ رواه البیهقی فی شعب الایمان''

(مشکوٰۃ ص۸۷، خصائص کبریٰ ج۲ ص۲۸۰، کنز العمال ج۱ ص۴۹۲ حدیث:۲۱۶۵، ص۴۹۸ حدیث:۲۱۹۷، ۲۱۹۸، اتحاف السادۃ المتقین زبیدی رحمۃ اللہ علیہ ج۳ ص۲۸۹، تفسیر درمنثور ج۵ ص۲۱۹، فتح الباری ج۶ ص۴۸۸، الحاوی للفتاویٰ ج۲ ص۱۴۷)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے میری قبر کے پاس سے مجھ پر درود شریف پڑھا، میں خود اس کو سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود و سلام پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔''

حدیث کی سند پر اشکال کا جواب

امام ابوالحسن علی بن محمد بن عراق الکنانی (المتوفی ۹۶۳ھ) اس حدیث کی سند کے ضعف و ثقاہت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''حدیث من صلّی علیّ عند قبری سمعته، ومن صلّی علیّ نائیا وکل الله بها ملکا یبلغنی وکفی امر دنیاه وآخرته وکنت له شهیدًا وشفیعًا (خط) من حدیث ابی هریرة ولا یصح فیه محمد بن مروان وهو السدی الصغیر وقال العقیلی لا اصل لهذا الحدیث (تعقب) بان البیهقی اخرجه فی الشعب من هذا الطریق وتابع السدی عن الاعمش فیه ابو معاویة اخرجه ابو الشیخ فی الثواب قلت وسنده جیّد کما نقله السخاوی عن شیخه الحافظ ابن حجر والله تعالیٰ اعلم وله شواهد من حدیث ابن مسعود وابن عباس وابی هریرة اخرجها البیهقی ومن حدیث ابی بکر الصدیق اخرجه الدیلمی ومن حدیث عمار اخرجه العقیلی من طریق علی بن القاسم الکندی وقال علی بن قاسم شیعی فیه نظر لا یتابع علی حدیثه انتهی۔ وفی لسان المیزان (ج۴ ص۲۴۹) ان ابن حبان ذکر علی بن القاسم فی الثقات وقد تابعه عبدالرحمٰن بن صالح وقبیصة بن عقبة اخرجهما الطبرانی'' (تنزیہ الشریعہ ج۱ ص۳۲۵ طبع بیروت)

ترجمہ: ''حدیث من صلّی علیّ... الخ، یعنی جس نے میری قبر کے پاس درود شریف پڑھا تو میں خود سنتا ہوں اور جس نے دور سے پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے فرشتہ مقرر کیا ہے جو مجھے پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے دُنیا و آخرت کے کام پورے کرتا ہے، اور میں اس کے حق میں گواہ اور شفیع ہوں گا، (خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث نقل کی ہے) یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور صحیح نہیں، کیونکہ اس کی سند میں محمد بن مروان السدی الصغیر ہے اور امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں (عقیلی کی اس بات پر گرفت کی گئی ہے کہ) امام بیہقی نے شعب الایمان میں اس طریق سے اس کی تخریج کی ہے اور ابومعاویہ اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنے میں سدی کا متابع ہے اس کی تخریج امام ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں کی ہے، میں کہتا ہوں کہ ابوالشیخ کی سند جید ہے، جیسا کہ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اس حدیث کے حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے شواہد موجود ہیں جن کی تخریج امام بیہقی نے کی ہے، اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی حدیث بھی شاہد ہے جس کی تخریج امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے اور حضرت عمارؓ کی حدیث بھی اس کا شاہد ہے جس کی تخریج علی بن القاسم الکندی کے طریق سے امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ راوی شیعہ ہے اس

میں کلام ہے اور اس کی حدیث کی متابعت نہیں کی گئی مگر لسان المیزان (ج ۴ ص ۲۴۹) میں ہے کہ امام ابن حبان نے علی بن القاسم کو ثقات میں لکھا ہے اور عبدالرحمٰن بن صالح اور قبیصہ بن عقبہ اس کے متابع موجود ہیں۔"

(۳) "عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ آدَمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَفِیْهِ قُبِضَ وَفِیْهِ النَّفْخَةُ وَفِیْهِ الصَّعْقَةُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ۔ قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللهِ! کَیْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ اَرِمْتَ؟ اَیْ یَقُوْلُوْنَ قَدْ بَلِیْتَ، قَالَ اِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ" (سنن نسائی ج۱ ص ۲۰۳، ۲۰۴، مستدرک حاکم ج ۴ ص ۵۶۰، ھذا حدیث صحیح علی شرط الصحیحین ولم یخرجاہ، ابوداؤد ج۱ ص ۲۱۴ (باب الاستغفار)، سنن کبریٰ بیہقی ج ۳ ص ۲۴۹، دارمی ج۱ ص ۳۰۷ (باب فضل الجمعۃ)، مسند احمد ج ۴ ص ۸، صحیح ابن خزیمہ ج ۳ ص ۱۱۸ حدیث: ۱۷۳۳، ابن حبان (باب ذکر وفاتہ ودفنہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۱۸، الاحسان بترتیب ابن حبان ج ۳ ص ۸۷ حدیث: ۹۰۷، کتاب الروح (ابن القیم رحمہ اللہ) ص ۶۳، کنز العمال ج ۸ ص ۳۶۸ حدیث: ۲۳۳۰۱، ایضاً ج ۷ ص ۷۰۸ حدیث: ۲۱۰۳۷، ترغیب منذری ج۱ ص ۴۹۱، ایضاً ج ۲ ص ۵۰۳، ۵۰۴، نیل الاوطار ج ۳ ص ۳۰۴، ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۵۱۶، ابن ماجہ ص ۷۶، ۱۱۸، شرح الصدور ص ۷ ۱۳ مطابع الرشید مدینہ منورہ)

ترجمہ: "حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک دنوں میں سے افضل دن جمعہ کا ہے کہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اسی دن ان کا انتقال ہوا، اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اسی دن دوبارہ زندہ کیا جائے گا، پس (جمعہ کے دن) مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارا صلوٰۃ وسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہنچے گا؟ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس وقت مٹی میں مل جائیں گے؟ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو بوسیدہ ہوجائیں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر اس کو حرام قرار دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔"

(۴) "عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِکَةً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ عَنْ اُمَّتِیَ السَّلَامَ" (نسائی ج۱ ص ۱۸۹، مسند احمد ج۱ ص ۴۴۱، ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۵۱۷، موارد الظمآن ص ۵۹۴، مشکوٰۃ ص ۸۶، البدایہ والنہایہ ج۱ ص ۱۵۴، الجامع الصغیر ج۱ ص ۹۳، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۸۰، الاحسان بترتیب ابن حبان ج ۳ ص ۸ حدیث: ۱۰۰۹، مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۵)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک زمین میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسے ملائکہ مقرر ہیں جو مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔"

(۵) "عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَکْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَنْ یُّصَلِّیَ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْهَا، قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ وَبَعْدَ الْمَوْتِ، اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ، فَنَبِیُّ اللهِ حَیٌّ یُّرْزَقُ"

(ابن ماجہ ص ۱۱۸، ترغیب ج ۲ ص ۵۰۳، نیل الاوطار ج ۳ ص ۳۰۴، شرح الصدور ص ۷ ۱۳ مطابع الرشید مدینہ منورہ)

ترجمہ: "حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، اس لئے کہ جمعہ کے دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کے پڑھتے ہی اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، حضرت ابو درداء فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

اور موت کے بعد؟ فرمایا اور موت کے بعد بھی، بے شک اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے زمین پر اس بات کو کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے، پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے۔"

(٦) "عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ عَزَّوَجَلَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ" (ابوداؤد ج۱ ص۲۷۹، مسند احمد ج۲ ص۵۲۷، سنن کبریٰ، بیہقی ج۵ ص۲۴۵، ترغیب وترہیب ج۲ ص۴۹۹، کنز العمال ج۱ ص۴۹۸ حدیث: ۲۲۰۰۰، فیض القدیر ج۵ ص۴۶۷، مجمع الزوائد ج۱۰ ص۱۶۲، وقال فیہ عبداللہ بن یزید الاسکندرانی ولم اعرفہ ومھدی بن جعفر ثقۃ وفیہ خلاف وبقیۃ رجالہ ثقات)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری رُوح کو میری طرف لوٹا دیتے ہیں یہاں تک کہ میں اس سلام کہنے والے کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔"

(٧) "عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ" (مسند احمد ج۲ ص۳۶۷، ابوداؤد ج۱ ص۲۷۹، خصائص کبریٰ ج۲ ص۲۸۰، مشکوٰۃ ص۸۶، فتح الباری ج۶ ص۴۸۸)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ: مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ مجھ تک تمہارا درود پہنچتا ہے، چاہے تم جہاں بھی ہو۔"

(٨) "عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِی الْقَاسِمِ بِیَدِهٖ! لَیَنْزِلَنَّ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ ... ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلٰی قَبْرِیْ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ! لَاُجِیْبَنَّهٗ۔ قلت ھو فی الصحیح باختصار، رواہ ابو یعلیٰ ورجالہ رجال الصحیح" (مسند ابویعلیٰ ج۱۱ ص۴۶۲ حدیث: ۶۵۸۴، مجمع الزوائد ج۸ ص۲۱۱، المطالب العالیہ ج۴ ص۲۳ باب حیاتہ فی قبرہ، ج۴ ص۳۴۹ حدیث: ۴۵۷۴، الحاوی للفتاویٰ ج۲ ص۱۴۸، خصائص کبریٰ ج۲ ص۲۸۰، رُوح المعانی ج۲۲ ص۳۵)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ البتہ نازل ہوں گے حضرت عیسیٰ بن مریم...... پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہوکر یہ کہے گا: یا محمد! تو میں ان کو جواب دوں گا۔"

علامہ آلوسی رحمہ اللہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ: "... انہ (عیسیٰ) علیہ السلام یاخذ الاحکام من نبینا صلی اللہ علیہ وسلم شفاھا بعد نزولہ وھو صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ الشریف، وایدہ بحدیث ابی یعلیٰ والذی نفسی بیدہ لینزلن عیسیٰ ابن مریم ثم لئن قام علی قبری وقال یامحمد! لاجیبنہ" (روح المعانی ج۲۲ ص۳۵)

ترجمہ: "حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست احکام حاصل کریں گے، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں استراحت فرما ہوں گے، اور اس کی تائید ابویعلیٰ کی اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری قبر پر آکر یا محمد کہیں گے تو میں اس کا جواب دوں گا۔"

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات

حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: "عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ لَقِیْتُ مُوْسٰی قَالَ

فَنَعَتَهٗ فَإِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُهٗ قَالَ مُضْطَرِبٌ رَجِلُ الرَّأْسِ كَأَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ قَالَ وَلَقِيْتُ عِيْسٰى فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ رَبْعَةٌ أَحْمَرُ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ يَعْنِي الْحَمَّامَ وَرَأَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِهٖ بِهٖ ...“ (صحیح بخاری ج۱ ص۴۸۹، ۴۸۱، ج۲ ص ۶۸۴، ۸۳۶، ۸۳۸، صحیح مسلم ج۱ ص۹۶، ترمذی ج۲ ص۱۴۱، مصنف عبدالرزاق ج۵ ص۳۲۹، مسند احمد ج۲ ص۲۸۲، نسائی ج۲ ص۳۲۹، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج۱ ص۲۲۱)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی، (حضرت ابوہریرہؓ نے) فرمایا کہ پھر آپ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حلیہ بیان فرمایا اور کہا: پس وہ جوان تھے، میرا خیال ہے آپ نے فرمایا: لمبے اور کھلے بالوں والے تھے، ایسے جیسے کہ قبیلہ شنوءہ کے مرد ہوتے ہیں، فرمایا اور میں عیسیٰ علیہ السلام سے ملا، پھر آپ نے ان کا حلیہ بیان فرمایا اور کہا: وہ چوڑے جسم کے سرخ رنگ تھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے ابھی ابھی غسل خانہ سے نکل کر آئے ہیں، اور میں نے حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا اور میں ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ ہوں۔“

حدیث ابن عمرؓ: ”عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ رَأَيْتُ عِيْسٰى وَمُوْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ، فَأَمَّا عِيْسٰى فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيْضُ الصَّدْرِ وَأَمَّا مُوْسٰى فَآدَمُ جَسِيْمٌ سَبِطٌ كَأَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ الزُّطِّ“ (بخاری ج۱ ص۴۸۹)

ترجمہ: ...... ”حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (شب معراج میں) میں نے حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا، پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو سرخ رنگ، پرگوشت جسم اور چوڑے سینے والے تھے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ اور موزوں ساخت والے تھے، وہ ایسے تھے جیسے (سوڈان) کے طویل القامہ زط ہوتے ہیں۔“

انبیاء کی امامت

حدیث ابوہریرہؓ: ”... وَقَدْ رَأَيْتُنِيْ فِيْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوْسٰى علیہ السلام قَائِمٌ يُّصَلِّيْ ...... وَإِذَا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ علیہ السلام قَائِمٌ يُّصَلِّيْ ...... وَإِذَا اِبْرَاهِيْمُ علیہ السلام قَائِمٌ يُّصَلِّيْ ...... فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَأَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلٰوةِ ...... قَالَ قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ! هٰذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ ......“ (صحیح مسلم ج۱ ص۹۶، مشکوٰۃ ص۵۳۰)

ترجمہ: ”میں نے اپنے آپ کو انبیاء کی جماعت میں دیکھا، پس اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں ......اور پھر اچانک دیکھتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز ادا کر رہے ہیں ......اور ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں ...... پس اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا تو میں نے ان کو نماز پڑھائی، پس جب میں نماز سے فارغ ہوا ...... تو کسی نے کہا کہ اے محمد! (ﷺ) یہ جہنم کے داروغے مالک ہیں، ان سے سلام کیجئے ......“

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں نہ صرف حیات ہیں بلکہ وہ نماز تلذذ بھی ادا فرماتے ہیں، مندرجہ ذیل احادیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے، چنانچہ حضرت انسؓ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں: ”عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى لَيْلَةَ

أسْرِيَ بِيْ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ" (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۸ طبع رحیمیہ دیوبند، مسند احمد ج ۵ ص ۵۹، ۳۶۲، ۳۶۵، مسند احمد ج ۳ ص ۱۴۸، ۲۴۸، سنن نسائی ج ۱ ص ۲۴۲، کنز العمال ج ۱۱ ص ۵۱۸ حدیث: ۳۲۳۸۶، تلخیص الحبیر ج ۲ ص ۱۲۶، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۱ ص ۲۱۶ طبع مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل پاکستان)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزر ہوا تو وہ سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔"

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم آثارِ صحابہؓ کی روشنی میں

(۱) "وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَإنِّيْ وَاضِعٌ ثَوْبِيْ وَأقُوْلُ إنَّمَا هُوَ زَوْجِيْ وَأبِيْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ مَعَهُمْ فَوَاللهِ مَا دَخَلْتُهُ إلَّا وَأنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حَيَاءً مِنْ عُمَرَ" (مشکوٰۃ ص ۱۵۴)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں اپنے اس کمرے میں جس میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں، بلا حجاب داخل ہو جاتی تھی اور میں سمجھتی تھی کہ ایک تو میرے شوہر ہیں اور دُوسرے میرے والد ماجد، پس جب ان کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوئی تو اللہ کی قسم میں اس حجرہ میں حضرت عمرؓ سے حیا کی وجہ سے بغیر پردہ کبھی نہ جاتی تھی۔"

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے حاشیہ مشکوٰۃ میں ہے: "حیاءً من عمر اوضح دلیل علی حیات المیت" (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۱۵۴)

ترجمہ: "حیاءً من عمر کے الفاظ میّت کی زندگی پر واضح دلیل ہیں۔"

اس پر علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ لکھتے ہیں: "قال الطیبی فیہ ان احترام المیت کاحترامہ حیًا"

(شرح طیبی ج ۳ ص ۱۴۱۸ ادارۃ القرآن کراچی)

ترجمہ: "علامہ طیبی نے کہا ہے کہ اس (حدیث) میں اس امر کی دلیل ہے کہ میت کا احترام بھی اسی طرح کیا جائے جس طرح کہ زندگی میں کیا جاتا ہے۔"

(۲) "عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ لَمْ أزَلْ أسْمَعُ الْأذَانَ وَالْإقَامَةَ فِيْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم أيَّامَ الْحَرَّةِ حَتّٰى عَادَ النَّاسُ" (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۸۱، الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۱۴۸ بحوالہ دلائل النبوۃ، زرقانی ج ۵ ص ۳۳۲، ۳۳۳)

ترجمہ: "حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ واقعہ حرہ کے دنوں میں، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف سے اذان اور اقامت کی آواز سنتا رہا یہاں تک کہ لوگ واپس آگئے۔"

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی قدس سرہ لکھتے ہیں: "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیٌّ کما تقرر وانہ یصلی فی قبرہ باذان واقامۃ" (فتح الملہم ج ۳ ص ۴۱۹)

ترجمہ: "بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی قبر شریف میں) زندہ ہیں جیسا کہ ثابت ہو چکا، اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔"

عقیدۂ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مذاہب اربعہ

حنفیہ کرام

فضل اللہ بن حسین تورپشتی الحنفی رحمہ اللہ المتوفی ۶۳۰ھ: ''وازاں جملہ آنست کہ بداند کہ کالبد وے راز مین نخورد و پوسیدہ نشود و چوں زمین از وے شگافتہ شود کالبد وے بحال خود باشد و حشر وے و دیگر انبیاء چنیں باشد و حدیث درست است کہ ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء هم احیاء فی قبورهم یصلون۔ واول ہمہ پیغمبر ما برخیزد از گور'' (المعتمد فی المعتقد باب: ۲ فصل: ۴ ص ۱۰۷ مطبع مظہر العجائب مدراس ۱۲۸۸ھ)

ترجمہ: ''ان خصوصیات میں سے ایک یہ بھی جاننی چاہئے کہ آپ کے جسم مبارک کو زمین نہیں کھاتی اور نہ وہ ریزہ ریزہ ہوگا اور (قیامت کو) جب زمین شق ہوگی تو آپ کا جسم مبارک اپنی حالت میں محفوظ ہوگا، اور اسی وجود مبارک کے ساتھ آپ اور دیگر جملہ انبیاء علیہم السلام کا حشر ہوگا اور صحیح حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجسام حرام کردیئے ہیں۔ (پھر آگے فرمایا کہ) انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور سب سے پہلے قبر مبارک سے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھیں گے۔''

ملا علی قاری رحمہ اللہ: ''فمن المعتقد المعتمد انه صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبره کسائر الانبیاء فی قبورهم وهم احیاء عند ربهم وان لارواحهم تعلقًا بالعالم العلوی والسفلی کما کان فی الحال الدنیوی فهم بحسب القلب عرشیون وباعتبار القالب فرشیون'' (شرح الشفا لعلی القاری علی ہامش نسیم الریاض فی شرح الشفاء ج۳ ص ۴۹۹)

ترجمہ: ''عقیدہ جس پر پورا اعتماد ہے وہ یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور اسی طرح تمام انبیاء اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اور ان کی ارواح قدسیہ کو عالم علوی اور عالم سفلی کے ساتھ ایک تعلق بھی ہوتا ہے، جیسا کہ دنیاوی حالت میں تھا، پس وہ قلوب کے اعتبار سے عرشی، اور جسم کے اعتبار سے فرشی ہیں۔''

ملا علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ المتوفی ۶۸۱ھ: ''... تستقبل القبر بوجهک، ثم تقول السلام علیک ایها النبی ورحمة اللہ وبرکاته ... وذالک انه علیہ السلام فی القبر الشریف المکرم علی شقه الایمن مستقبل القبلة ... ثم یسئل النبی الشفاعة فیقول یارسول اللہ! اسألک الشفاعة یارسول اللہ! اسألک الشفاعة ... ولیکثر دعائه بذالک فی الروضة الشریفة عقیب الصلٰوة وعند القبر ویجتهد فی خروج الدمع فانه من امارات القبول وینبغی ان یتصدق بشیء علی جیران النبی ثم ینصرف متباکیا متحسرًا علی الفراق الحضرة الشریفة النبویة والقرب منها'' (فتح القدیر ج۲ ص ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۹ اواخر حج، مصر)

ترجمہ: ''تم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے سامنے ہوکر السلام علیک ایها النبی ورحمة اللہ عرض کرو...... اور یہ اس لئے کہ حضور علیہ السلام اپنی قبر شریف میں دائیں کروٹ قبلہ کی طرف رُخ کئے ہوئے ہیں...... پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کرنے کی التجا بھی کرے اور کہے کہ یارسول اللہ! میں شفاعت کے لئے سوال عرض کرتا ہوں، روضۂ شریفہ میں درود شریف کے بعد...... اور قبر کے پاس پھر کثرت سے دعا کرے اور آنسو آجانے کی حد تک زاری کرے، کیونکہ یہ قبولیت کی علامات میں سے ہے، اور چاہئے کہ روضۂ اطہر کے مجاورین پر کچھ صدقہ بھی کرے، پھر روتا ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب اقدس سے جدا ہونے کا غم ساتھ لیتے ہوئے واپس ہو۔''

شارح بخاری علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۵ھ: ''ومذھب اھل السنة والجماعة ان فی القبر حیاةً وموتا فلابدمن ذوق الموتتین لکل احد غیر الانبیاء'' (عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۷ ص ۶۰۱)

ترجمہ: ''پورے اہل سنت والجماعت کا یہی مذہب ہے کہ قبر میں حیات اور پھر موت یہ دونوں سلسلے ہوتے ہیں، پس ہر ایک کو دو موتوں کا ذائقہ چکھنے سے چارہ نہیں، ماسوائے انبیاء کے (کہ وہ اپنی قبروں میں زندہ رہتے ہیں، ان پر دوبارہ موت نہیں آتی)''

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور جگہ لکھتے ہیں: ''فانھم لا یموتون فی قبورھم بل ھم احیاء''

(''باب فضیلۃ ابی بکر علی سائر الصحابۃ'' عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۷ ص ۶۰۰)

ترجمہ: ''یقیناً انبیائے کرام اپنی قبور شریفہ میں مردہ نہیں ہوتے بلکہ وہ وہاں زندہ ہوتے ہیں۔''

علامہ بدرالدین محمود بن احمد العینی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: ''اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ'' الآیۃ کی تفسیر کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں: ''اراد بالموتتین الموت فی الدنیا والموت فی القبر وھما موتتان المعروفتان المشھورتان فلذالک ذکرھما بالتعریف وھما الموتتان الواقعتان لکل احد غیر الانبیاء علیہم السلام فانھم لا یموتون فی قبورھم بل ھم احیاء واما سائر الخلق فانھم یموتون فی القبور ثم یحیون یوم القیامة''

(عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۸ ص ۱۸۵ جزء: ۱۶، باب فضیلۃ ابی بکر علی سائر الصحابۃ، مطبع دارالفکر بیروت)

ترجمہ: ''دو موتوں سے ایک وہ موت مراد ہے جو دُنیا میں آتی ہے اور دُوسری وہ ہے جو قبر میں آتی ہے یہی دو معروف و مشہور موتیں ہیں (اس لئے ان کو الف ولام حرف تعریف سے ذکر کیا ہے) ہاں حضرات انبیاء علیہم السلام اس سے مستثنیٰ ہیں، وہ اپنی قبروں میں نہیں مرتے بلکہ وہ زندہ ہی رہتے ہیں بخلاف دیگر مخلوق کے کہ (حساب وکتاب کے بعد) وہ قبروں میں وفات پاجاتے ہیں اور پھر قیامت کے دن وہ زندہ ہوں گے۔''

ملا علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۴۱ھ: ''ان الانبیاء احیاء فی قبورھم فیمکن لھم سماع صلوٰة من صلی علیھم'' (مرقات طبع بمبئی ج ۲ ص ۲۰۹)

ترجمہ: ''بے شک انبیائے کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ سن سکتے ہیں، اس شخص کو جو ان پر درود پڑھے۔''

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۵۲ھ: ''حیات انبیاء متفق علیہ است، ہیچ کس را دروے خلافے نیست'' (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۶۱۳ مطبع نول کشور لکھنؤ)

ترجمہ: ''حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ایک متفق علیہ اجماعی مسئلہ ہے، کسی کا (اہل حق میں سے) اس میں اختلاف نہیں۔''

علامہ شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۶۹ھ: ''ومما ھو مقرر عند المحققین انه صلی اللہ علیہ وسلم حی یرزق متمتع بجمیع الملاذ والعبادات غیر انه احجب عن ابصار القاصرین عن شریف المقامات ... ینبغی لمن قصد زیارة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یکثر الصلوٰة علیه فانه یسمعھا وتبلغ الیه'' (مراقی الفلاح ص ۴۰۵ طبع میر محمد کراچی)

ترجمہ: ''محققین کے نزدیک یہ طے شدہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں، آپ کو رزق بھی ملتا ہے اور عبادات سے آپ لذت بھی اٹھاتے ہیں، ہاں اتنی بات ہے کہ وہ ان نگاہوں سے پردے میں ہیں جو ان مقامات تک

پہنچنے سے قاصر رہتی ہیں...... جو شخص حضور اکرم ﷺ کی زیارت کرنے کے لئے آئے، اسے چاہئے کہ کثرت سے درود عرض کرے، کیونکہ آپ ﷺ اسے خود سن رہے ہوتے ہیں، اور (دور سے) آپ ﷺ کو پہنچایا بھی جاتا ہے۔"

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۳۳ھ: "(فانه یسمعها) ای اذا کانت بالقرب منه ﷺ (وتبلغ الیه) ای یبلغها الملک اذا کان المصلی بعیدًا" (طحطاوی ص ۴۰۵ طبع میر محمد کراچی)

ترجمہ: "آپ ﷺ صلوٰۃ وسلام کو اس وقت خود سنتے ہیں جب قریب سے عرض کیا جا رہا ہو اور فرشتے اس وقت پہنچاتے ہیں جب یہ دور سے پڑھا جا رہا ہو۔"

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۵۲ھ: "افاد فی الدار المنتقی انه خلاف الاجماع قلت ما نسب الی الامام الاشعری رحمۃ اللہ علیہ امام اهل السنة والجماعة من انکار ثبوتها بعد الموت فهو افتراء وبهتان والمصرح به فی کتبه وکتب اصحابه خلاف ما نسب الیه بعض اعدائه لان الانبیاء علیہم السلام احیاء فی قبورهم وقد اقام النکیر علی افتراء ذالک الامام العارف ابو القاسم القشیری..."

(رد المحتار، باب المغنم ج ۴ ص ۱۵۱، ایچ ایم سعید کراچی)

ترجمہ: "دار منتقی میں ہے کہ: (حضور ﷺ کی رسالت آپ ﷺ کی وفات شریفہ کے بعد اب بھی حقیقتاً باقی ہے اور اُسے صرف حکماً باقی کہنا) خلاف اجماع ہے۔ میں کہتا ہوں امام اہل سنت امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جو یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی حقیقتاً رسالت کے بقا کے منکر تھے، یہ ان پر افتراء اور بہتان ہے، کیونکہ ان کی اور ان کے تلامذہ کی کتابوں میں صراحتاً اس کے برعکس مذکور ہے، دراصل یہ بات ان کے دشمنوں نے ان کی طرف منسوب کر دی ہے، کیونکہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اس افتراء کے خلاف امام عارف ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ردّ کیا ہے۔"

ایک دُوسری جگہ لکھتے ہیں: "ان المنع هنا لانتفاء الشرط وهو اما عدم وجود الوارث بصفة الوارثیة کما اقتضاه الحدیث واما عدم موت الوارث بناءً علی ان الانبیاء احیاء فی قبورهم کما ورد فی الحدیث"

(رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۲۰۲ سہیل اکیڈمی لاہور)

ترجمہ: "بے شک منع یہاں انتفائے شرط کی وجہ سے ہے اور وہ یا تو وارث وجود صفت وارثیت کے ساتھ نہ ہونا ہے جیسا کہ حدیث اس کا تقاضا کرتی ہے، اور یا وارث کی موت کا نہ ہونا اس بنا پر کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔"

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف غلط منسوب عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "لان الانبیاء علیہم السلام احیاء فی قبورهم وقد اقام النکیر علی افتراء ذالک الامام العارف ابو القاسم القشیری" (شامی ج ۴ ص ۱۵۱ باب المغنم)

ترجمہ: "اس لئے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور امام ابو القاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس افتراء کی سختی سے تردید کی ہے۔"

ایک دُوسری جگہ لکھتے ہیں: "ان الانبیاء احیاء فی قبورهم کما ورد فی الحدیث"

(رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۲۰۲ سہیل اکیڈمی لاہور)

ترجمہ: ”حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔“

علامہ محمد عابد السندی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ١٢٥٧ھ: ”علامہ محمد عابد السندی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ١٢٥٧ھ: ”اما هم (ای الانبیاء) فحیاتهم لا شک فیها ولا خلاف لاحد من العلماء فی ذالک ... فهو صلی اللہ علیہ وسلم حی علی الدوام“ (رسالہ مدنیہ ص ٤١)

ترجمہ: ”انبیائے کرام کی حیات میں کوئی شک نہیں اور نہ علماء میں سے کسی کا اس سے اختلاف ہے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب دائمی طور پر زندہ ہیں۔“

نواب قطب الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ١٢٨٩ھ: ”زندہ ہیں انبیاء علیہم السلام قبروں میں۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے، کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی دُنیا کی سی ہے۔“ (مظاہر حق ج ١ ص ٤٤٥)

حضرات مالکیہ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ١٧٩ھ: ”نقل عن الامام مالک انه کان یکره ان یقول رجل زرت قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال ابن رشد من اتباعه ان الکراهة لغلبة الزیارة فی الموتی وهو صلی اللہ علیہ وسلم احیاه اللّٰه تعالیٰ بعد موته حیاة تامة واستمرت تلک الحیوة وهی مستمرة فی المستقبل ولیس هذا خاصة به صلی اللہ علیہ وسلم بل یشارکه الانبیاء علیہم السلام فهو حی بالحیاة الکاملة مع الاستغناء عن الغذاء الحسی الدنیوی“

(نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمن ص ١٤ مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی، وکذا لک فی وفاء الوفاء ج ٢ ص ٦٢ ۱۳ مصر)

ترجمہ: ”امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ اسے ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ: ”میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کی۔“ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین میں سے ابن رُشد اس کی تشریح یہ کرتے ہیں کہ اس ناپسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ زیارت کا لفظ عام طور پر موتی کے متعلق استعمال ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات شریفہ کے بعد اب حیات تامہ سے زندہ ہیں اور یہ حیات آئندہ بھی اسی طرح رہے گی۔ یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا خاصہ نہیں، بلکہ تمام انبیاء اس وصف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم غذائے حس دنیوی سے استغنا کے باوجود حیات کاملہ سے زندہ ہیں۔“

علمائے مالکیہ میں سے امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ (تفسیر قرطبی ج ٥ ص ٢٦٥) امام ابوحیان اندلسی (بحر المحیط ج ١ ص ٢٨٣) علامہ ابن الحاج، علامہ ابن رشد اندلسی اور ابن ابی جمرۃ وغیرہم نے ان مسائل کا خوب تذکرہ کیا ہے۔

علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ٩١١ھ: ”لا شک فی حیاته صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاته وکذا سائر الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام احیاء فی قبورهم حیاة اکمل من حیوة الشهداء التی اخبر اللّٰه تعالیٰ بها فی کتابه العزیز“

(وفاء الوفاء ج ٢ ص ٥٢ ١٣ مطبعۃ السعادۃ مصر)

ترجمہ: ”وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کوئی شک نہیں اور اسی طرح باقی تمام انبیاء علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی یہ حیات شہداء کی اس حیات سے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا ہے بڑھ کر ہے۔“

ایک دُوسرے مقام پر لکھتے ہیں: ”واما ادلة حیاة الانبیاء فمقتضاها حیاة الابدان کحالة الدنیا مع الاستغناء عن الغذاء“ (وفاء الوفاء ج ٢ ص ١٣٥٥)

ترجمہ: ''بہرکیف حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات کے دلائل اس کے مقتضی ہیں کہ یہ حیات ابدان کے ساتھ ہو جیسا کہ دُنیا میں تھی مگر خوراک سے وہ مستغنی ہیں۔''

حضرات شوافع

شوافع میں سے امام بیہقی ﷫ اور امام سیوطی ﷫ نے حیات انبیاء کے عنوان پر مستقل تصانیف سپردِ قلم کی ہیں، علامہ ہیثمی ﷫ اور حافظ ابن حجر عسقلانی ﷫ کے متعدد حوالے مباحث حدیثیہ کے ضمن میں آپ کے سامنے آچکے ہیں، اور علامہ سبکی ﷫ نے بھی انہی حقائق کی تصدیق فرمائی ہے۔

علامہ تاج الدین السبکی ﷫ المتوفی ٧٧٧ھ: حضرت انسؓ کی حدیث مذکور کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ''عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون فاذا ثبت ان نبینا ﷺ حی فالحی لابد من ان یکون اما عالمًا او جاھلًا ولا یجوز ان یکون النبی ﷺ جاھلًا''

(طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ٣ ص ٤١١ طبع دار الاحیاء)

ترجمہ: ''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت محمد ﷺ زندہ ہیں تو زندہ کے لئے لازم ہے کہ یا تو وہ عالم ہو اور یا جاہل، اور یہ بات تو ہرگز جائز نہیں کہ آنحضرت ﷺ جاہل ہوں (معاذ اللہ! تو لامحالہ آپ ﷺ عالم ہوں گے)''

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: ''لان عندنا رسول اللہ ﷺ حی یحس ویعلم وتعرض علیہ اعمال الامۃ ویبلغ الصلٰوۃ والسلام علی ما بینا'' (ج ٣ ص ٤١٢)

ترجمہ: ''ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ زندہ ہیں حس و علم سے موصوف ہیں، اور آپ ﷺ پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور آپ ﷺ کو صلٰوۃ وسلام پہنچائے جاتے ہیں جس طرح کہ ہم بیان کرآئے ہیں۔''

نیز علامہ سبکی ﷫ اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ومن عقائدنا ان الانبیاء علیہم السلام احیاء فی قبورھم فاین الموت الی ان قال وصنف البیھقی ﷫ جزأ سمعناہ فی ''حیٰوۃ الانبیاء علیہم السلام فی قبورھم'' واشتد نکیر الاشاعرۃ علی من نسب ھذا القول الی الشیخ'' (طبقات ج ٦ ص ٢٦٦)

ترجمہ: ''ہمارے عقیدہ میں یہ بات داخل ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں تو پھر ان پر موت کہاں؟ (پھر آگے فرمایا کہ) امام بیہقی نے حضرات انبیاء علیہم السلام کی قبروں میں حیات پر ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے جو خود ہم نے سنا ہے اور جن لوگوں نے امام ابوالحسن اشعری ﷫ کی طرف یہ غلط بات منسوب کی ہے اشاعرہ نے سختی سے اس کا رَدّ کیا ہے۔''

حافظ ابن حجر ﷫ المتوفی ٨٥٢ھ: ''ان حیاتہ ﷺ فی القبر لا یعقبھا موت بل یستمر حیًا والانبیاء احیاء فی قبورھم'' (فتح الباری ج ٧ ص ٢٢ طبع مصر)

ترجمہ: ''آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک میں زندگی ایسی ہے جس پر پھر موت وارد نہیں ہوگی، بلکہ آپ ﷺ ہمیشہ زندہ رہیں گے کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔''

ایک دُوسری جگہ لکھتے ہیں: "واذا ثبت انھم احیاء من حیث النقل فانہ یقویہ من حیث النظر کون الشھداء احیاء بنص القرآن والانبیاء افضل من الشھداء" (فتح الباری ج۶ ص۴۸۸ دارالنشر الاسلامیہ لاہور)

ترجمہ: "اور جب نقل کے لحاظ سے ان کا زندہ ہونا ثابت ہے تو دلیل عقلی اور قیاس بھی اس کی تائید کرتا ہے وہ یہ کہ شہداء نص قرآن کی رو سے زندہ ہیں اور حضرات انبیائے کرام علیہم السلام تو شہداء سے اعلیٰ اور افضل ہیں (تو بطریق اولیٰ ان کو حیات حاصل ہوگی)"

حضرات حنابلہ

ابن عقیل رحمہ اللہ: "قال ابن عقیل من الحنابلة ھو صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ یصلی" (الروضۃ البہیہ ص۱۴)

ترجمہ: "(حنابلہ کے مشہور بزرگ) ابن عقیل فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔"

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابرین امت

امام عبدالقادر البغدادی رحمہ اللہ المتوفی ۴۲۹ھ: "واجمعوا علی ان الحیوۃ شرط فی العلم والقدرۃ والارادۃ والرؤیۃ والسمع وان من لیس بحیٍّ لا یصح ان یکون عالمًا قادرًا مریدا سامعا مبصرًا وھذا خلاف قول الصالحی واتباعہ من القدریۃ فی دعواھم جواز وجود العلم والقدرۃ والرؤیۃ والارادۃ فی المیت" (الفرق بین الفرق ص۳۳۷ طبع مصر)

ترجمہ: "اہل سنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ علم، قدرت، ارادہ، دیکھنے اور سننے کے لئے حیات شرط ہے اور اس امر پر بھی اہل سنت کا اجماع ہے کہ جو ذات حیات سے متصف نہ ہو وہ عالم، قادر، مرید اور سننے، دیکھنے والی نہیں ہوسکتی، منکرین تقدیر میں صالحی اور اس کے پیروکاروں کا قول اس کے خلاف ہے، ان کا یہ دعویٰ ہے کہ علم وقدرت دیکھنا اور ارادہ کرنا حیات کے بغیر بھی جائز ہوسکتا ہے۔"

امام بیہقی رحمہ اللہ المتوفی ۴۵۸ھ: "ان اللہ جل ثنائہ ردالی الانبیاء اروا حھم فھم احیاء عند ربھم کالشھداء... الخ" (حیات الانبیاء ص۱۴، وفاء الوفاء ج۲ ص۱۳۵۲، شرح مواہب زرقانی ج۵ ص۳۳۲)

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کے ارواح ان کی طرف لوٹا دیئے ہیں، سو وہ اپنے رب کے ہاں شہیدوں کی طرح زندہ ہیں۔"

امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی رحمہ اللہ المتوفی ۹۰۲ھ: "نحن نؤمن ونصدق بانہ صلی اللہ علیہ وسلم حیٌّ یرزق فی قبرہ وان جسدہ الشریف لاتأکلہ الارض والاجماع علی ھذا" (القول البدیع ص۱۲۵ طبع الٰہ آباد)

ترجمہ: "ہم اس بات پر ایمان لاتے اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رزق ملتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو زمین نہیں کھاسکتی، اور اسی پر اجماع منعقد ہے۔"

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ المتوفی ۹۱۱ھ: "حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ ھو وسائر الانبیاء معلومۃ عندنا علمًا قطعیا لما قام عندنا من الادلۃ فی ذٰلک وتواترت بہ الاخبار الدالۃ علی ذٰلک"

(الحاوی للفتاویٰ ج۲ ص۱۴۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت بحوالہ انباء الاذکیاء)

ترجمہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی قبر مبارک میں اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات ہمارے نزدیک قطعی طور پر ثابت ہے، کیونکہ اس پر ہمارے نزدیک دلائل قائم ہیں اور تواتر کے ساتھ اخبار موجود ہیں جو اس پر دلالت کرتے ہیں۔''

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ عقیدۂ حیات النبی کے تواتر کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ان من جملة ماتواتر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیاة الانبیاء فی قبورھم'' (النظم المتناثر من الحدیث المتواتر کذا فی شرح البوستوی ص ۴ طبع مصر)

ترجمہ: ''یعنی جو چیزیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ مروی ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔''

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۷۳ھ: عقیدۂ حیات النبی کے تواتر کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''قد صحت الاحادیث انه صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ یصلی باذان واقامة'' (منح المنة ص ۹۲ طبع مصر)

ترجمہ: ''بلاشبہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اذان واقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔''

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۱۴ھ: ''فمن المعتقد المعتمد انه صلی اللہ علیہ وسلم حیّ فی قبرہ کسائر الانبیاء فی قبورھم وھم احیاء عند ربھم وان لارواحھم تعلقا بالعالم العلوی والسفلی کما کانوا فی الحال الدنیوی فھم بحسب القلب عرشیون وباعتبار القالب فرشیون'' (شرح شفاء ج ۲ ص ۱۴۲ طبع مصر)

ترجمہ: ''قابل اعتماد عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں جس طرح دیگر انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں، اور اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اور ان کے ارواح کا عالم علوی اور سفلی دونوں سے تعلق ہوتا ہے جیسا کہ دُنیا میں تھا، سو وہ قلب کے لحاظ سے عرشی، اور جسم کے اعتبار سے فرشی ہیں۔''

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۵۲ھ: ''حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را دروے خلافے نیست۔'' (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۶۱۳ مطبع منشی نول کشور لکھنؤ)

ترجمہ: ''حیاتِ انبیاء متفق علیہ ہے کسی کا اس میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔''

عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۰۶ھ: ''والذی نعتقد ان رتبة نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی مراتب المخلوقین علی الاطلاق وانه حی فی قبرہ حیٰوة مستقرة ابلغ من حیات الشھداء المنصوص علیھا فی التنزیل اذھو افضل منھم بلاریب وانه یسمع من یسلم علیه'' (بحوالہ اتحاف النبلاء ص ۴۱۵ طبع کانپور)

ترجمہ: ''جس چیز کا ہم اعتقاد کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ مطلقاً ساری مخلوق سے بڑھ کر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں حیاتِ دائمی سے متصف ہیں، جو شہداء کی حیات سے اعلیٰ وارفع ہے، جس کا ثبوت قرآن کریم سے ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ شہداء سے افضل ہیں، اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر (عند القبر) سلام کہتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں۔''

علامہ قاضی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۵۵ھ: ''وقد ذھب جماعة من المحققین الی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیّ بعد وفاته وانه یسر بطاعات امته وان الانبیاء لا یبلون مع ان مطلق الادراک کالعلم والسماع ثابت بسائر الموتیٰ، الی ان قال وورد النص فی کتاب اللہ فی حق الشھداء انھم احیاء یرزقون وان الحیٰوة

فیھم متعلقۃ بالجسد فکیف بالانبیاء والمرسلین وقد ثبت فی الحدیث ان الانبیاء احیاء فی قبورھم رواہ المنذری وصححہ البیھقی وفی صحیح مسلم عن النبی ﷺ قال مررت بموسیٰ لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ" (نیل الاوطار ج۴ ص۳۰۵ طبع دار الفکر بیروت)

ترجمہ: "بے شک محققین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور آپ ﷺ اپنی امت کی طاعات سے خوش ہوتے ہیں اور یہ کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے اجسام بوسیدہ نہیں ہوتے، حالانکہ مطلق ادراک جیسے علم اور سماع وغیرہ تو یہ سب مُردوں کے لئے ثابت ہے (پھر آگے کہا) اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں شہداء کے بارے میں نص وارد ہوئی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ان کو رزق ملتا ہے اور ان کی حیات جسم سے متعلق ہے، تو حضراتِ انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کی حیات جسم سے کیوں متعلق نہ ہوگی؟ اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، امام منذری ﷫ نے اس کو روایت کیا ہے اور امام بیہقی ﷫ نے اس کی تصحیح کی ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات سرخ رنگ کے ٹیلے کے پاس موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔"

نواب قطب الدین خان ﷫ المتوفی ۱۲۷۹ھ: "زندہ ہیں انبیاء علیہم السلام قبروں میں، یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی دُنیا کی سی ہے۔"

(مظاہر حق ج۱ ص۴۴۵ باب الجمعہ قبیل فصل الثالث طبع منشی نولکشور لکھنؤ)

مولانا شمس الحق عظیم آبادی ﷫ المتوفی ۱۳۲۹ھ: "ان الانبیاء فی قبورھم احیاء"

(عون المعبود ج۱ ص۴۰۵ طبع نشر السنۃ بوہر گیٹ ملتان)

ترجمہ: "حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔"

مولانا ابو العتیق عبد الہادی محمد صدیق نجیب آبادی الحنفی ﷫: "انھم اتفقوا علی حیوتہ ﷺ بل حیوۃ الانبیاء علیہم السلام متفق علیھا لا خلاف لاحد فیھا" (انوار المحمود شرح ابی داؤد ج۱ ص۶۱۰)

ترجمہ: "محدثین کرام ﷫ اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضرت ﷺ زندہ ہیں بلکہ تمام حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات متفق علیہا ہے، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔"

اکابر علمائے دیوبند کی تصریحات

السؤال الخامس: ما قولکم فی حیوۃ النبی ﷺ فی قبرہ الشریف، ھل ذالک امر مخصوص بہ ام مثل سائر المؤمنین رحمۃ اللہ علیہم حیوۃ برزخیۃ۔

الجواب: عندنا وعند مشائخنا حیاۃ حضرۃ الرسالۃ ﷺ حیٌّ فی قبرہ الشریف وحیوتہ ﷺ دنیویۃ من غیر تکلیف وھی مختصۃ بہ ﷺ وبجمیع الانبیاء صلوٰت اللہ علیھم والشھداء لا برزخیۃ کما ھی حاصلۃ لسائر المؤمنین بل لجمیع الناس کما نص علیہ العلامۃ السیوطی فی رسالتہ انباہ الاذکیاء بحیوۃ الانبیاء حیث قال قال الشیخ تقی الدین السبکی حیوۃ الانبیاء والشھداء فی القبر کحیاتھم فی الدنیا ویشھد لہ صلوۃ موسیٰ علیہ السلام فی قبرہ فان الصلوۃ تستدعی جسدًا حیًّا الی آخر ما قال فثبت بھذا ان

حیوته دنیویة برزخیة لکونها فی عالم البرزخ ولشیخنا شمس الاسلام والدین محمد قاسم العلوم علی المستفیدین قدس اللّٰہ سرہ العزیز فی ھذا المبحث رسالة مستقلة دقیقة المأخذ بدیعة المسلک لم یُر مثلها قد طبعت وشاعت فی الناس واسمها "آب حیات" ای ماء الحیات... الخ"

(المہند علی المفند ص ۱۳، ۱۴، عقائد علمائے دیوبند اور حسام الحرمین ص ۲۲۱ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

ترجمہ: "پانچواں سوال: کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ ﷺ کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ ﷺ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے؟

جواب: ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی حیات دُنیا کی سی ہے، بلا مکلف ہونے کے، اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ، برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو، چنانچہ علامہ سیوطی ﷫ نے اپنے رسالہ انباہ الاذکیاء بحیوۃ الانبیاء میں بتصریح لکھا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی ﷫ نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دُنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے...... الخ۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی کو برزخی بھی کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے، نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہوکر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے، اس کا نام "آبِ حیات" ہے۔"

حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری الحنفی ﷫ المتوفی ۱۲۹۷ھ: "والاحسن ان یقال ان حیاته ﷺ لا یتعقبها موت بل یستمر حیًا والانبیاء احیاء فی قبورهم" (حاشیہ بخاری ج۱ ص۵۱۷)

ترجمہ: "بہتر بات یہ ہے کہ کہا جائے کہ آنحضرت ﷺ کی حیات ایسی ہے کہ اس کے بعد موت وارد نہیں ہوتی، بلکہ دوامی حیات آپ ﷺ کو حاصل ہے اور باقی حضرات انبیائے کرام علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔"

قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ﷫ المتوفی ۱۳۲۳ھ: "قبر کے پاس...... انبیاء کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں۔" (فتاویٰ رشیدیہ ج۱ ص۱۰۰)

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری ﷫ المتوفی ۱۳۴۶ھ: "حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری ﷫ المتوفی ۱۳۴۶ھ: "ان نبی اللہ ﷺ حی فی قبرہ کما ان الانبیاء علیہم السلام احیاء فی قبورهم"

(بذل المجہود باب التشہد ج۲ ص۱۱۷)

ترجمہ: "آنحضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں جس طرح کہ دیگر حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔"

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ ﷫ المتوفی ۱۳۵۲ھ: "حضرت مولانا سید محمد انور شاہ ﷫ المتوفی ۱۳۵۲ھ: "وقد یتخایل ان رد الروح ینافی الحیوۃ وھو یقررھا فان الرَّدَّ انما یکون الی الحی لا الی الجماد کما وقع فی حدیث لیلة التعریس یرید بقوله الانبیاء مجموع الاشخاص لا الارواح فقط... الخ"

(تحیۃ الاسلام ص ۳۶،۳۵ مدینہ پریس بجنور، یوپی)

ترجمہ: "کبھی یہ خیال کیا جاتا ہے کہ رُوح کا لوٹانا حیات کے منافی ہے حالانکہ ردِّ رُوح حیات کو ثابت کرتا

ہے کیونکہ رُوح زندہ کی طرف لوٹائی جاتی ہے نہ کہ جماد کی طرف، جیسا کہ لیلۃ التعریس کی حدیث میں ہے (جب سب حضرات سوگئے تھے اور سورج چڑھنے کے بعد بیدار ہوئے اور اس میں ردِّ رُوح کا ذکر ہے، بخاری ج۱ ص۸۳) اور انبیاء احیاء سے حضرات انبیاء کے مجموع اشخاص مراد ہیں نہ کہ فقط ارواح (یعنی وہ اپنے اجسام کے ساتھ زندہ ہیں)۔"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں: "ان کثیرا من الأعمال قد ثبتت فی القبور کالأذان والاقامۃ عند الدارمی وقرائۃ القرآن عند الترمذی... الخ" (فیض الباری ج۱ ص۱۸۳ کتاب العلم، باب من اجاب الفتیا، طبع مجلس علمی ڈابھیل)

ترجمہ: "قبروں میں بہت سے اعمال کا ثبوت ملتا ہے، جیسے اذان و اقامۃ کا ثبوت دارمی کی روایت میں، اور قراءتِ قرآن کا ترمذی کی روایت میں۔"

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۶۲ھ: "بیہقی وغیرہ نے حدیث انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں، کذا فی المواہب، اور یہ نماز تکلیفی نہیں بلکہ تلذذ کے لئے ہے اور اس حیات سے یہ نہ سمجھا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ پکارنا جائز ہے......الخ" (نشر الطیب ص۲۰۸، ۲۰۹ طبع کتب خانہ اشاعت العلوم سہارنپور)

اور ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنص حدیث قبر میں زندہ ہیں" (التکشف ص۴۴۶)

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۶۹ھ: "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیّ کما تقرر وانہ یصلی فی قبرہ باذان واقامۃ"

(فتح الملہم ج۳ ص۴۱۹ باب فضل الصلاۃ بمسجدی مکۃ والمدینۃ المطبعۃ الشہیرۃ بھاندہ پریس جالندھر)

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں جیسا کہ اپنی جگہ یہ ثابت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں اذان و اقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔"

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۷۷ھ: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام شہداء کو حاصل ہے، بلکہ جسمانی بھی اور از قبیل حیاتِ دنیوی، بلکہ بہت وجوہ سے اس سے قوی تر۔"

(مکتوبات شیخ الاسلام مکتوب نمبر: ۴۴ ج۱ ص۱۲۰ مطبوعہ مکتبہ دینیہ دیوبند یوپی)

ایک دُوسری جگہ لکھتے ہیں: "وہ (وہابی) وفاتِ ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ جسمانی اور بقائے علاقہ بین الروح والجسم کے منکر ہیں اور یہ (علمائے دیوبند) حضرات صرف اس کے قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں، اور بڑے زور و شور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارے میں تصنیف فرما کر شائع کرچکے ہیں۔" (نقش حیات ج۱ ص۱۲۰ مطبوعہ عزیز پبلی کیشنز لاہور)

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اجماع

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۰۲ھ: "علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۰۲ھ: "نحن نؤمن ونصدق بانہ صلی اللہ علیہ وسلم حی یرزق فی قبرہ وان جسدہ الشریف لا تأکلہ الارض والاجماع علی ھذا"

(القول البدیع ص۱۶۷ مطبعۃ الانصاف، بیروت)

ترجمہ: "ہمارا ایمان ہے اور ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں رزق بھی ملتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر کو مٹی نہیں کھاتی اور اس عقیدے پر اہلِ حق کا اجماع ہے۔"

منکرینِ حیات کا حکم

شیخ الاسلام حضرت علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۵ھ فرماتے ہیں: ''من انکر الحیوۃ فی القبر وھم المعتزلۃ ومن نحا نحوھم واجاب اھل السنۃ عن ذالک'' (عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۸ ص ۱۰۶)

ترجمہ: ''جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زندگی کا انکار کیا ہے اور وہ معتزلہ اور ان کے ہم عقیدہ ہیں، اہل سنت نے ان کے دلائل کے جوابات دیئے ہیں۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ نے بھی اسی انداز بیان کو اختیار فرمایا ہے کہ منکرین حیات اہل سنت میں سے نہیں: ''قد تمسک بہ من انکر الحیوۃ فی القبر واجیب عن اھل السنۃ ... ان حیوتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر لا یعقبھا موت بل یستمر حیا'' (فتح الباری ج ۷ ص ۲۲ طبع مصر)

ترجمہ: ''منکرینِ حیات فی القبر اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور اہل سنت کی طرف سے ان کا جواب دیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زندگی ایسی ہے کہ دوبارہ اس پر موت نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب دائمی طور پر زندہ ہیں۔''

حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس عبارت کو حاشیہ بخاری جلد:۱ صفحہ:۵۱۷ پر نقل اور تسلیم فرمایا ہے۔

اب تک کی گزارشات سے واضح ہوا ہوگا کہ قرآن و سنت اور اکابر علمائے امت کی تصریحات کی روشنی میں یہ عقیدہ اہل سنت کا بنیادی عقیدہ ہے اور اس سے دورِ حاضر کے بعض تجدد پسندوں کے علاوہ کسی نے اختلاف نہیں کیا، وہاں یہ بھی واضح کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اکابرین دیوبند نے ''المہند علی المفند'' مرتب فرما کر امت کے سامنے یہ حقیقت بھی واضح کردی کہ علمائے دیوبند اہل سنت کا عقیدہ اس سلسلہ میں بھی وہی ہے جو اسلافِ امت کا تھا۔

مگر بایں ہمہ جب شرذمہ قلیلہ نے اس اجماعی عقیدہ سے اختلاف کرنے کی کوشش کی تو نہ صرف اس سے بیزاری کا اظہار کیا گیا بلکہ دورِ حاضر کے اساطین امت نے اس مسئلے کی اہمیت اور حقیقت کو واضح کرتے ہوئے درج ذیل تحریر مرتب فرما کر مشتہر فرمائی اور متفقہ اعلان فرمایا:

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دورِ حاضر کے اکابرِ دیوبند کا مسلک اور ان کا متفقہ اعلان

''حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اور ان کے ابدانِ مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں، اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے، اور حیاتِ دنیوی کے مماثل ہے۔

صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں، لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضۂ اقدس میں جو درود پڑھا جاوے بلاواسطہ سنتے ہیں، اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے، اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تو مستقل تصنیف حیاتِ انبیاء پر ''آبِ حیات'' کے نام سے موجود ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں ان کا رسالہ ''المہند علی المفند'' بھی اہل انصاف اور اہل بصیرت کے لئے

کافی ہے، اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابرِ دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل!"

۱...... مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی نمبر ۵

۲...... مولانا عبدالحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۳...... مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ سابق ناظم محکمۂ اُمورِ مذہبیہ بہاولپور

۴...... مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ

۵...... مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

۶...... مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

۷...... مولانا مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

۸...... مولانا رسول خان رحمۃ اللہ علیہ جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

۹...... مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم کراچی

۱۰...... مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ امیر نظام العلماء وامیر خدام الدین لاہور

(تلک عشرۃ کاملۃ)

(ماہنامہ پیامِ مشرق لاہور، جلد: ۳ شمارہ: ۴ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ/ستمبر ۱۹۶۰ء)

(بحوالہ تسکین الصدور ص ۳۷)

الغرض میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضۂ مطہرہ میں حیاتِ جسمانی کے ساتھ حیات ہیں، یہ حیات برزخی ہے مگر حیاتِ دنیوی سے قوی تر ہے، جو لوگ اس مسئلے کا انکار کرتے ہیں، ان کا اکابر علمائے دیوبند اور اساطینِ امت کی تصریحات کے مطابق علمائے دیوبند سے تعلق نہیں ہے، اور میں ان کو اہلِ حق میں سے نہیں سمجھتا، اور وہ میرے اکابر کے نزدیک گمراہ ہیں، ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق روا نہیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل!

حیاتِ برزخی موضوعِ بحث ہے

سوال: وفات شریف کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے قائل کو منکر کہنا آپ کے نزدیک شرعی طور پر کیسا ہے؟ اور کیا علماء کی مختلف تحقیقات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کیا جاسکتا ہے؟ مثلاً ایک عالم نے دنیاوی زندگی کہا، دُوسرے نے برزخی اخروی کہا، تو کیا پہلے کو شرعی طور پر حق ہے کہ وہ دُوسرے کو منکر کہے؟

جواب: سوال پوری طرح سمجھ میں نہیں آیا، اگر صرف تعبیرات کا اختلاف ہو تو نزاع لفظی ہے، اور اگر نتیجہ و مآل کا فرق ہو تو لائقِ اعتناء ہے، مسئلۂ حیات میں حیاتِ برزخی ہی موضوعِ گفتگو ہے، نفی و اثبات کا تعلق اسی سے ہے، اگر دونوں فریقوں کا مدعا ایک ہی ہو تو نزاع لفظی ہوگا، نہیں تو معنوی ہوگا۔

سوال: مجھ جیسے چند نالائقوں کا خیال ہے کہ مسئلۂ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں علمائے دیوبند نے مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ واں بھچراں کے تلامذہ کے ساتھ وہی سلوک کیا جو مولانا احمد رضا خان نے اکابرینِ دیوبند سے کیا تھا (یعنی غلط پراپیگنڈہ)، آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: ہر شخص کو حق ہے کہ اپنے خیال کو صحیح سمجھے، لیکن اگر وہ خیال حقیقتِ واقعیہ پر مبنی ہو تو صحیح ورنہ غلط ہوگا، اس ناکارہ کے خیال میں آپ کا خیال حقیقت واقعیہ پر مبنی نہیں۔

رُوح کا لوٹایا جانا

سوال: ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں حیات ہیں پھر اس حدیث شریف کے کیا معنی ہوئے کہ: ''جب کوئی میری قبر پر درود و سلام پڑھتا ہے تو میری رُوح مجھ پر لوٹا دی جاتی ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔'' سوال یہ ہے کہ جو پہلے سے زندہ ہے، اس پر رُوح لوٹانا کیا معنی؟ دُوسرے یہ کہ آپ کے دربار میں ہر وقت سلام کا نذرانہ پیش ہوتا رہتا ہے تو اس طرح بار بار رُوح کا دخول و خروج تو ایک طرح کا عذاب ہوگیا (نعوذ باللہ) کیا یہ حدیث صحیح بھی ہے؟

جواب: حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر رسالہ لکھا ہے، اس میں انہوں نے آپ کے سوال کے گیارہ جواب دیئے ہیں لیکن اس ناکارہ کے دل کو ایک بھی نہیں لگا، یا صحیح الفاظ میں ایک بھی سمجھ میں نہیں آیا۔ اس ردِّ رُوح کی حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، ہمارے فہم و ادراک سے بالاتر چیز ہے، لیکن یہ ناکارہ یہ سمجھتا ہے کہ دُنیا میں تو ایک طرف آدمی متوجہ ہوتا ہے تو دُوسری طرف توجہ نہیں رہتی، لیکن برزخ میں باوجود اس کے کہ روحِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم مستغرق بہ جمالِ الٰہی ہے، لیکن وہاں - واللہ اعلم - ایک طرف توجہ دُوسری طرف توجہ سے مانع نہیں۔ لاکھوں بلکہ کروڑوں اُمتی بہ یک وقت سلام پیش کرتے ہیں، مگر روحِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کی طرف پوری طرح متوجہ ہے، پس ''ردّ اللہ علی روحی'' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر سلام کرنے والے کی طرف رُوحِ پاک کو متوجہ فرما دیتے ہیں، واللہ اعلم بحقیقۃ الحال!

مجلس مقننہ اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان کا فیصلہ

سوال: اشاعۃ التوحید کی مجلس مقننہ کا فیصلہ ارسالِ خدمت ہے، جواب طلب یہ بات ہے کہ کیا اس فیصلہ کی زد میں اکابرینِ دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ نہیں آتے جن کا سماعِ انبیاء و حیاتِ انبیاء علیہم السلام کا عقیدہ ہے؟

فیصلہ کی عبارت مندرجہ ذیل: ''مجلس مقننہ اشاعۃ التوحید والسنۃ پاکستان کا فیصلہ: سماعِ موتیٰ، کا عقیدہ قرآن کریم کے خلاف ہے، قرآن میں سماعِ موتیٰ ثابت نہیں ہے، جو لوگ بمشیۃ اللہ خرقاً للعادۃ عند القبر سماع کے قائل ہیں، وہ کافر نہیں ہیں، اور جو لوگ سماعِ موتیٰ ہر وقت دور و نزدیک کے قائل ہیں، وہ ہمارے نزدیک دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔''

کیا یہ فیصلہ شرعاً درست ہے؟

شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔　　　　صوبیدار اکبر خان!

جواب: سماعِ موتیٰ کے بارے میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رشیدیہ میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے، وہ صحیح ہے، اور آپ کے مرسلہ پرچہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ غلط ہے، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں: ''یہ مسئلہ عہدِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مختلف فیہا ہے، اس کا کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا۔''　　(فتاویٰ رشیدیہ ص:۸۷، مطبوعہ قرآن محل کراچی)

جب یہ مسئلہ صحابہ و تابعین اور سلف صالحین (رضی اللہ عنہم) کے زمانے سے مختلف فیہا چلا آرہا ہے، تو ان میں سے کسی ایک فریق کو کافر قرار دینے والا گمراہ اور خارجی کہلانے کا مستحق ہوگا، واللہ اعلم!

عقیدۂ حیاۃ النبی ﷺ اور اُمتِ مسلمہ

سوال نمبر ۱: نبی پاک ﷺ کی حیاتِ برزخی کے متعلق امتِ مسلمہ وا کابرینِ دیوبند کا عقیدہ کیا ہے؟

سوال نمبر ۲: جو مقرر اپنی ہر تقریر میں حیات النبی ﷺ کے انکار پر ضرور بولتا ہے، اور قائلینِ حیات کو برا کہتا ہے، کیا وہ اہلسنّت میں سے ہے؟

سوال نمبر ۳: کیا واقعی یہ دیوبندی مسلک کے ترجمان ہیں جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے؟

سوال نمبر ۴: کیا عقیدۂ حیاۃ النبی ﷺ قرآن وحدیث سے ثابت نہیں؟

سوال نمبر ۵: کیا سماعِ انبیاء اختلافی مسئلہ ہے؟

سوال نمبر ۶: کیا فتاویٰ رشیدیہ جو کہ آپ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے، اصلی ہے؟

سوال نمبر ۷: منکرینِ حیات اپنے معتقدین کو یہ کہتے ہیں کہ اب دیوبند میں بھی تخریب کار شامل ہو گئے ہیں، اس لئے وہاں بھی اصل عقیدہ کی مخالفت ہو رہی ہے، اور بریلوی ذہن کے لوگ وہاں شامل ہو گئے ہیں، کیا یہ تأثر ٹھیک ہے؟

سوال نمبر ۸: مجمع الزوائد و مستدرک وغیرہ میں جو یہ حدیث آتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روضۂ رسول ﷺ پر حاضر ہو کر سلام کریں گے، آپ ﷺ ان کا جواب دیں گے، ٹھیک ہے یا نہیں؟

جواب نمبر ۱: ہمارا اور ہمارے اکابر کا عقیدہ حیات النبی ﷺ کا ہے، یہ حیات برزخی ہے، جو مشابہ ہے حیاتِ دنیوی کے۔

جواب نمبر ۲، ۳: حیات النبی ﷺ کے قائلین کو برا بھلا کہنے والا نہ اہلِ سنت والجماعت کا ترجمان ہے، نہ علمائے دیوبند کا!

جواب نمبر ۴: عقیدۂ حیات، قرآنِ کریم سے بدلالۃ النص اور حدیث سے صراحۃ النص سے ثابت ہے۔

جواب نمبر ۵: مجھے اس میں کسی کا اختلاف معلوم نہیں۔

جواب نمبر ۶: فتاویٰ رشیدیہ میں سماعِ موتیٰ کی بحث ہے، انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں نہیں۔

جواب نمبر ۷: "المہند علی المفند" تو بریلویوں کے مقابلہ میں ہی لکھی گئی ہے، جس پر ہمارے تمام اکابر کے دستخط ہیں، اس میں حیات النبی ﷺ کا مسئلہ شرح و تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

جواب نمبر ۸: یہ روایت صحیح ہے اور صحیح مسلم کی روایت اس کی مؤید ہے، واللہ اعلم!

منکرینِ حیات النبی ﷺ کی اقتداء؟

سوال: ایک عالم یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور ﷺ کو حیاتِ برزخی حاصل ہے، بایں صورت کہ آپ علیہ السلام کا جسدِ مبارک اپنی قبر میں صحیح سالم پڑا ہے، لیکن یہ جسم میت ہے، اس میں حیات نہیں ہے، صرف رُوح کو حیات حاصل ہے، اور رُوح کا کوئی تعلق جسدِ انور کے ساتھ نہیں ہے، جو شخص مذکورہ عقیدے کے خلاف عقیدہ رکھے وہ پکا کافر اور کراڑ (ہندو) ہے، اس بات کا اظہار وہ اپنی اکثر تقاریر میں کرتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ:

نمبر ۱: آیا ایسا عقیدہ رکھنے والے عالم کے ساتھ عقیدت رکھنا جائز ہے؟

نمبر ۲: آیا اس عقیدے کے حامل امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟
نمبر ۳: ایسے عقیدے کے حامل کی تقاریر سننا شرعاً جائز ہیں یا کہ موجب گناہ؟
نمبر ۴: اس عقیدے کا اعلانیہ رَدّ کرنا چاہئے یا کہ اس میں سکوت اختیار کرنا بہتر ہے؟

جواب: میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روضۂ اطہر میں حیاتِ جسمانی کے ساتھ حیات ہیں، اور یہ حیات برزخی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درود و سلام پیش کرنے والوں کے سلام کا جواب دیتے ہیں، اور وہ تمام اُمور جن کی تفصیل اللہ ہی کو معلوم ہے، بجالاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کو حیاتِ برزخیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حیات برزخ میں حاصل ہے، اور اس حیات کا تعلق رُوح اور جسد دونوں کے ساتھ ہے۔ جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ میرے اکابر رحمہم اللہ کے نزدیک گمراہ ہے، اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں، اس کی تقریر سننا جائز نہیں، اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق روا نہیں۔

حیاتِ انبیاء فی القبور کے منکرین کا حکم

محترم مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

روزنامہ جنگ کراچی ۹؍جون ۱۹۹۵ء میں آپ نے لکھا تھا:

"سلف صالحین سے بے اعتمادی

سوال: ایک فرقہ حیات الانبیاء فی القبور، سماعِ موتی، اسی دنیاوی قبر میں حساب و کتاب، تعویذ گنڈہ، واسطے اور وسیلے کے قائلین کو کافر اور مشرک کہتا ہے، اور کہتا ہے کہ حیاتِ انبیاء اور حساب و کتاب یہ سب برزخی معاملے ہیں، برزخی قبر ہر انسان کو ملتی ہے، قبر سے مراد یہ گڑھا نہیں جس کے اندر انسان کو دُنیا میں دفن کردیا جاتا ہے۔ افسوس کہ یہ لوگ کافر اور مشرک کے فتوئی کی ابتدا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ ان عقائد کی ابتداء ان سے ہوئی ہے، اس کے بعد امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، ابن قیم رحمہ اللہ سمیت تمام صالحین ان کے کفر و شرک کے فتوے کی زد میں آتے ہیں۔ خدارا! جواب عنایت فرمائیں کہ یہ فرقہ مسلمان ہے یا کافر؟

وجہ سوال یہ ہے کہ میرے ایک ماموں جان اسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں، اب وہ کراچی ہی میں وفات پاکر وہیں مدفون ہوچکے ہیں، میرا ہر وقت انہیں ایصالِ ثواب اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے کو جی چاہتا ہے، مگر ان کے عقائد کی وجہ سے میں جھجکتا ہوں کہ خدانخواستہ یہ فرقہ مسلمان ہی نہ ہو؟

جواب: یہ فرقہ خارجیوں کے مشابہ ہے کہ تمام اکابرِ اہلِ سنت کو حتیٰ کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو بھی کافر و مشرک سمجھتا ہے، اور ان کے عقائد کا منشا سلف صالحین سے بے اعتمادی اور اپنے جہل پر غرور و پندار ہے۔ عقائد کی کتابوں میں بعض اکابر کا قول ہے کہ جو فرقہ تمام سلف صالحین کو گمراہ کہتا ہو، اس کو گمراہ قرار دیا جائے گا، اور جو ان سب کو کافر قرار دیتا ہو، اس کو کافر قرار دیا جائے گا۔ بہرحال ان کو کافر قرار دینے میں تو احتیاط کی جائے، مگر ان کی گمراہی میں شک نہیں۔ آپ اس طرح دعا کیا کریں کہ اگر یہ مسلمان تھا تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائیں۔"

اس جواب کی روشنی میں گویا جو فرقہ حیاتِ انبیاء فی القبور، سماعِ موتیٰ، دنیاوی قبر میں حساب و کتاب، تعویذ گنڈہ اور واسطہ وسیلہ کے قائلین کو مشرک کہے، وہ آپ کے نزدیک خارجیوں کے مشابہ ہے، اور اس کی گمراہی میں کوئی شک نہیں۔ اس سلسلہ میں مجھے آپ سے چند سوالات کرنا ہیں، آنجناب سے گزارش ہے کہ قرآن و سنت اور مستند حوالوں سے جواب مرحمت فرمائیں، وہ سوالات یہ ہیں:

سماعِ موتیٰ قرآن کی نظر میں

(۱) قرآن میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منع فرمایا کہ: ''وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ''

(پارہ ۲۲، رکوع ۱۵، سورہ فاطر)

ترجمہ: ''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ قبر میں پڑے ہوؤں (یعنی مردوں) کو نہیں سنا سکتے۔''

ایک اور آیت میں ہے: ''فانک لا تسمع الموتیٰ'' (سورہ روم رکوع: ۸)

ترجمہ: ''(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔''

سورۂ نمل میں بھی اسی طرح کی ایک آیت ہے، جو سماعِ موتیٰ کی نفی کر رہی ہے۔ مذکورہ بالا آیات سے سماعِ موتیٰ کی نفی کر رہی ہیں، جبکہ آپ کے جواب (جو کہ جنگ میں شائع ہوا ہے) سے سماعِ موتیٰ کی تائید ہوتی ہے۔

برائے مہربانی ان آیات کا جو اصل مدعا ہے، یعنی ان آیات کا جو اصل مقصد ہے، اس سے آگاہ فرمائیں تاکہ ان شکوک و شبہات کا ازالہ ہوسکے جو میرے ذہن میں جنم لے رہے ہیں۔

سماعِ موتیٰ احادیث کی نظر میں

غزوۂ بدر میں جو کفار مارے گئے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نعشوں کو ایک گڑھے میں ڈالا اور گڑھے کے کنارے کھڑے ہوکر فرمایا: ''ھل وجدتم ما وعد ربکم حقًا؟''

ترجمہ: ''تم سے تمہارے پروردگار نے جو وعدہ کیا، وہ تم نے حق پالیا؟''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مردوں کو پکارتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ما انتم باسمع منھم، ولٰکن لا یجیبون!''

ترجمہ: ''تم ان سے زیادہ نہیں سنتے، لیکن یہ جواب نہیں دے سکتے!''

یہ واقعہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے پیش کیا گیا، تو ام المؤمنینؓ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ہرگز نہیں فرمائی تھی، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''انھم الآن لیعلمون ان ما کنت اقول لھم حق!'' (بخاری ج۲ ص۵۶۷)

ترجمہ: ''انہوں نے اب تو وہ حق بات جان لی ہوگی جو میں ان سے کہتا تھا۔''

اور آپ ایسی بات فرما بھی نہیں سکتے تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی۔''

(یقیناً آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے) (بخاری ج۲ ص۵۶۷)

مذکورہ بالا واقعہ بھی سماعِ موتیٰ کا انکار کر رہا ہے، آپ یہ ہم سے زیادہ جانتے ہوں گے کہ حضرت عائشہؓ کا علمیت میں کیا مقام تھا؟ ان سے بہتر مفسرہ، محدثہ، فقیہہ، خطیبہ سب سے بڑی مؤرخہ اور سب سے بڑی ماہرِ انساب

شاید دُنیا میں اب تک کوئی پیدا نہیں ہوا، نہ مردوں میں، نہ عورتوں میں، انہوں نے ہی یہ فقہی اُصول پیش کیا تھا کہ جو روایت خلافِ قرآن ہو، وہ ہرگز قابلِ قبول نہ ہوگی، یا اس کی تاویل کی جائے گی یا اس کا رَدّ کیا جائے گا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ: سماعِ موتیٰ کے انکاری خارجی ہیں، جبکہ یہ تاریخ میں محفوظ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے سماعِ موتیٰ کا انکار کیا۔

میری آپ سے گزارش ہے کہ ہمیں بھی اس پہلو سے آگاہ کریں جو کہ حضرت عائشہؓ کی نظروں سے اوجھل رہا۔

سماعِ موتیٰ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو کچھ نیک لوگوں کی قبروں کے پاس آکر سلام کرکے یہ کہتے ہوئے سنا کہ: اے قبر والو! تم کو کچھ خبر بھی ہے اور کیا تم پر اس کا کچھ اثر بھی ہے کہ میں تمہارے پاس مہینوں سے آرہا ہوں اور تم سے میرا سوال صرف یہ ہے کہ میرے حق میں دعا کرو، بتاؤ! تمہیں میرے حال کی کچھ خبر بھی ہے یا تم بالکل غافل ہو؟

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا یہ قول سن کر اس سے دریافت کیا کہ: کیا قبر والوں نے کچھ جواب دیا؟ وہ بولا: نہیں دیا! امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر کہا: تجھ پر پھٹکار! تیرے دونوں ہاتھ گرد آلود ہوجائیں، تو ایسے جسموں سے کلام کرتا ہے جو نہ جواب دے سکتے ہیں، اور نہ وہ کسی چیز کے مالک ہیں، اور نہ وہ آواز ہی سن سکتے ہیں۔ پھر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ''وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ''

ترجمہ: ''اے نبی! تم ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں، نہیں سنا سکتے۔''

(غرائب فی تحقیق المذاہب وتفہیم المسائل ص:۱)

یہاں بھی وہی سوال ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی سماعِ موتیٰ کے انکاری تھے، پھر بات کچھ سمجھ میں نہیں آتی کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عمل کیسا تھا؟ ذرا وضاحت کے ساتھ سمجھا دیں۔

واسطے اور وسیلے

اب میرے سوالات مذکورہ عنوان کے تحت ہوں گے، امید ہے جواب مرحمت فرمائیں گے۔

واسطے اور وسیلے قرآن کی نظر میں

سورۂ بقرہ آیت:۱۸۶ میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں: ''اور اے نبی! میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتادو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں، بندہ جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار سنتا ہوں، اور جواب دیتا ہوں، لہٰذا انہیں چاہئے کہ میرا ہی حکم مانیں اور مجھ پر ہی ایمان لائیں۔ یہ بات تم انہیں سنادو، شاید کہ وہ راہِ راست پالیں۔''

سورۂ ق آیت:۱۴ میں ارشاد ہے: ''ہم نے انسان کو بنایا ہے اور ہم جانتے ہیں جو باتیں اس کے جی میں آتی ہیں، اور ہم اس سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔''

سورۂ اعراف آیت:۱۸۰ میں ارشاد ہے: ''اور اللہ کے تمام نام اچھے ہیں، ان ہی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔''

درج بالا تمام آیات سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی واسطے اور وسیلے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن ہوسکتا ہے کہ ہماری سمجھ میں کوئی خرابی ہو، لہٰذا آپ محترم سے یہ مؤدّبانہ عرض ہے کہ مذکورہ بالا آیات (جو کہ واسطے اور وسیلوں کی نفی کر رہی ہیں) کا درست مفہوم کیا ہے؟

واسطے اور وسیلے احادیث کی روشنی میں

ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا، ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اس نے یہ دعا کی: ''اے اللہ میں آپ سے اس وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ تمام حمد آپ ہی کے لئے ہے، آپ کے علاوہ کوئی اور عبادت کے لائق نہیں، آپ مہربان اور احسان کرنے والے ہیں، زمین و آسمان کے بنانے والے ہیں، اے جلال و اکرام والے، اے زندہ، اے بندوبست کرنے والے میں آپ سے سوال کرتا ہوں۔'' (ترمذی ج۲ ص۲۱۶)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: ''اس نے اللہ کے اسمِ اعظم کے ذریعہ دعا کی ہے کہ جب بھی اس کے ذریعہ دعا کی جاتی ہے، قبول ہوتی ہے، اور جب بھی کوئی سوال کیا جاتا ہے، عطا کیا جاتا ہے۔''

مذکورہ حدیث سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ اللہ کو کسی نبی، کسی پیر، کسی فقیر کے واسطہ اور وسیلے کی ضرورت نہیں، اور ایسی کوئی دُوسری حدیث بھی ہمیں نہیں ملی جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے ناموں کے علاوہ کسی دُوسرے واسطے یا وسیلے کا ذکر کیا ہو۔

لہٰذا آپ سے سوال ہے کہ ہم واسطے یا وسیلے کے قائل ہوں تو کیونکر؟ ذرا تفصیل سے جواب عنایت فرمادیں۔

واسطے اور وسیلے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی نظر میں

یہ بات کسی کو درست نہیں کہ دعا مانگے اللہ سے کسی اور وسیلے سے، بلکہ چاہئے کہ اللہ ہی کے ناموں اور صفتوں کے ساتھ وسیلہ پکڑے اور یہ بھی نہ کہے کہ مانگتا ہوں تجھ سے بھی فلاں یا ساتھ فرشتوں یا نبیوں کے تیرے اور مثل اس کے۔ (درمختار)

لیجئے! ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فتویٰ بھی حاضر ہے، ہم واسطے اور وسیلے کے قائل ہوں تو کیونکر؟ مؤدّبانہ عرض ہے۔

تعویذ گنڈے

محترم مولوی صاحب! تعویذ گنڈوں کا ثبوت یا ذکر ہمیں قرآن میں نہیں ملتا، ہاں احادیث اس کا رَدّ کرتی نظر آتی ہیں، مثلاً: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا کہ دم، تعویذ اور تولہ سب شرک ہیں۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۳۸۹)

ہماری ناقص عقل تو یہ کہتی ہے کہ قرآن سراسر راہِ ہدایت ہے، اور یہ ہدایت ہم اس کو سمجھ کر ہی حاصل کرسکتے ہیں، نہ کہ تعویذ بناکر گلے میں ڈالنے سے یا گھول کر پینے سے، ویسے ہم ہدایت کے طالب ہیں، آپ نے جو اس کے نہ ماننے والوں کو خارجی کہا ہے، ضرور آپ کی نظر میں کوئی حدیث، کوئی واقعہ ہوگا، براہِ مہربانی ہمیں بھی اس

سے آگاہ فرمائیں، نوازش ہوگی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے قرآن اور شہد دونوں کے بارے میں فرمایا کہ ان دونوں میں مؤمنین کے لئے شفا ہے، تو کیا جس طرح قرآن کو گلے میں لٹکائے، بازو پر باندھتے ہیں، اسی طرح شہد کی بوتلوں کو گلے میں لٹکانے یا بازو پر باندھنے سے شفا مل سکتی ہے؟ جواب عنایت فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

دنیاوی قبر میں حساب و کتاب

محترم لدھیانوی صاحب! مذکورہ بالاعنوان کے تحت میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ دنیاوی قبر میں جو حساب و کتاب کو نہ ماننے وہ خارجی کیسے ہے؟ جبکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ''نطفہ کی بوند سے ہم نے انسان کو پیدا کیا، پھر اس کی تقدیر مقرر کی، پھر اس کے لئے زندگی کی راہ آسان کی، پھر اسے موت دی اور قبر عطا فرمائی۔'' (سورۂ عبس آیات ۱۸ تا ۲۱)

جب کہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو قبر (مٹی والی قبر) میسر نہیں آتی، کچھ کو جانور بھی کھا جاتے ہیں، کچھ پانی میں مرجاتے ہیں، کوئی ریزہ ریزہ ہوجاتا ہے، کسی کو لوگ جلادیتے ہیں، غرض یہ کہ کثیر تعداد میں لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو دنیاوی قبر میسر نہیں آتی، تو پھر قرآن کا یہ دعویٰ کہ ہم انسان کو قبر عطا کرتے ہیں، سے کیا مراد ہے؟

میری ناقص عقل یہ کہتی ہے کہ قرآن کا دعویٰ بالکل سچا ہے اور قرآن میں مذکورہ قبر سے مراد برزخی قبر ہے، جو ہر ایک کو ملتی ہے، اور مردے پر عذاب و راحت کا دور گزرتا ہے، قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ''آلِ فرعون کو صبح و شام دوزخ کی آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' (سورۂ مؤمنون: ۴۵)

فرعون کی لاش آپ دیکھ لیں یورپ میں محفوظ ہے، لیکن قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ اسے آگ پر پیش کیا جاتا ہے، اس سے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ عذاب کا یہ دور اس پر کہاں گزرتا ہے؟

فرعون کی لاش (بدن) کو بچانے کا ذکر خود اللہ تعالیٰ نے سورۂ یونس آیت: ۹۰ - ۹۲ میں کیا ہے، تاکہ لوگوں کو عبرت ہو۔

حیات الانبیاء فی القبور

محترم لدھیانوی صاحب! اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ: ''ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ'' (مؤمنون آیت: ۱۵، ۱۶)

ترجمہ: ''دنیاوی زندگی کے بعد تمہیں ایک دن ضرور مرنا ہے، اور پھر روزِ قیامت ہی اُٹھایا جانا ہے۔''

غور طلب بات یہ ہے کہ اس اُصول کے لئے کسی نبی، ولی، بزرگ کی تخصیص نہیں ہے، یہ اُصول عام ہے، اس میں کوئی مستثنیٰ نہیں ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: ''اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ'' (الزمر: ۳۰)

ترجمہ: ''بے شک (اے نبی ﷺ) تم بھی مرنے والے ہو اور ان لوگوں کو بھی موت آنی ہے۔''

یہ آیات ہمیں یہ بتارہی ہیں کہ ہر ذی رُوح نے موت کا مزا چکھنا ہے، چاہے وہ انبیاء ہی کیوں نہ ہوں، موت کا ایک وقت مقرر ہے، اور اس مقرر وقت پر سب کو موت آئے گی یا آتی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان واضح آیات کی موجودگی میں یہ کہنا کہ انبیاء قبروں میں زندہ ہیں، تو قرآن کی یہ بات کن لوگوں کے لئے ہے؟ کیا عام لوگوں کے لئے؟ کیونکہ اگر حیات الانبیاء فی القبور کو درست مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انبیاء کو موت آتی ہی نہیں، اور اگر آتی بھی ہے تو تھوڑی دیر کے لئے، قبر میں جاتے ہی وہ زندہ ہوجاتے ہیں۔

جب کہ قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ ہر مرنے والا قیامت کے دن ہی اُٹھے گا۔

حیات الانبیاء فی القبور سے متعلق میں ایک واقعہ درج ذیل کر رہا ہوں جو کہ بخاری کی ایک طویل ترین حدیث ہے، اور واقعہ معراج سے متعلق ہے، اس کا آخری حصہ درج ذیل ہے: ''نبی اکرم ﷺ نے فرمایا...... جبرائیل نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا: میں جبرائیل ہوں، اور یہ میرے ساتھی میکائیل ہیں، ذرا اپنا سر اُوپر تو اُٹھایئے، میں نے اپنا سر اُوپر اُٹھایا تو میں نے اپنے سر کے اُوپر ایک بادل سا دیکھا، ان دونوں نے کہا: یہ آپ کا مقام ہے! میں نے کہا کہ: مجھے چھوڑو کہ میں اپنے گھر میں داخل ہوجاؤں! ان دونوں نے کہا کہ: ابھی آپ ﷺ کی عمر کا کچھ حصہ باقی ہے، جس کو آپ ﷺ نے ابھی پورا نہیں کیا ہے، اگر آپ ﷺ اس کو پورا کرلیں تو اپنے اس گھر میں آجائیں گے۔'' (ترجمہ از عبارت ص ۱۸۵ بخاری جلد: ۱ مطبوعہ دہلی)

مذکورہ بالا حدیث تو یہ ثابت کر رہی ہے کہ وفات کے بعد نبی ﷺ مدینہ منورہ کی قبر میں زندہ نہیں، بلکہ اپنے اس گھر میں زندہ ہیں جو جبرائیلؑ نے انہیں معراج کے وقت دکھایا تھا۔

سعید بن مسیب ﷫ اور عروۃ بن الزبیر ﷫ اور بہت سے اہلِ علم بیان کرتے ہیں کہ: ''حضرت عائشہؓ نے کہا کہ: رسول اللہ ﷺ تندرستی کے زمانے میں فرمایا کرتے تھے کہ: کسی نبی کو کبھی وفات نہیں دی جاتی جب تک اسے جنت میں اس کا مقام دکھا نہیں دیا جاتا، مقام دکھادیئے جانے کے بعد اس کو انتخاب کا موقع دیا جاتا ہے، چاہے دُنیا میں رہے اور چاہے تو اللہ کی ملاقات کو ترجیح دے، پس جب آپ ﷺ کا آخری وقت آیا اور اس حال میں کہ آپ ﷺ کا سرِ مبارک میرے زانو پر تھا، آپ ﷺ کو تھوڑی دیر کے لئے غش آگیا، عائشہؓ نے کہا: آخری کلمہ جس کے بعد آپ ﷺ نے کوئی بات نہ کی یہ تھا: اللّٰھم رفیق الاعلیٰ! یعنی آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی رفاقت کو ترجیح دی۔'' (بخاری ص ۹۳۹ جلد: ۲ مطبوعہ دہلی)

بخاری کی یہ حدیث یہ ثابت کر رہی ہے کہ نبی ﷺ نے اللہ کی ملاقات کو ترجیح دی، اور اس دُنیا سے چلے گئے، اب اگر ہم انہیں مدینے کی قبر میں زندہ مانیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نبی ﷺ نے دُنیا والوں کو ترجیح دی اور ان سے تعلق باقی رکھا۔

براہِ مہربانی اس کی وضاحت کردیں کہ ان احادیث کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ ہوسکتا ہے کہ ہمارے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو۔

بخاری کی ایک حدیث یہ بھی ہے کہ: ''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کی وفات اس وقت ہوئی جب ابوبکرؓ مکہ سے قریب ایک مقام پر تھے، اس وقت حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: خدا کی قسم! نبی ﷺ کی وفات نہیں ہوئی، اور عمرؓ نے یہ بھی کہا کہ: اللہ تعالیٰ آپ کو پھر زندہ کرے گا، اور آپ ﷺ لوگوں کے

(منافقوں کے جو خوشیاں منا رہے تھے) ہاتھ اور پیر ضرور کاٹ ڈالیں گے، پھر ابوبکرؓ آئے اور انہوں نے نبی ﷺ کے چہرے سے چادر ہٹائی اور آپ ﷺ کے چہرہ کو بوسہ دیا اور کہا کہ: میرے ماں باپ آپ پر قربان! زندگی اور موت دونوں میں آپ پاکیزہ رہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ آپ کو دو موتوں کا مزہ نہ چکھائے گا، پھر وہ باہر نکل گئے اور عمرؓ سے مخاطب ہوکر کہا: اے قسم کھانے والے! اتنی تیزی نہ کر۔

الزہری ؒ کہتے ہیں کہ ابوسلمہ نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ باہر نکلے، عمرؓ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے، اب لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کی اور عمرؓ کو چھوڑ دیا، حمد وثنا کے بعد ابوبکرؓ نے کہا: سن رکھو کہ تم میں سے جو محمد ﷺ کی بندگی کرتا تھا، اسے معلوم ہو کہ محمد ﷺ وفات پاگئے، اور جو اللہ کا پجاری تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی، پھر قرآن کی یہ آیات تلاوت فرمائیں جن کا ترجمہ درج ذیل ہے:

ترجمہ: محمد ﷺ اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں، ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر گئے ہیں، پس کیا اگر یہ مرجائیں یا شہید کردیئے جائیں تو تم اُلٹے پیروں پھر جاؤ گے اور جو اُلٹے پیروں پھر جائے وہ اللہ تعالیٰ کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکے گا، اللہ تعالیٰ اپنے شکر گزار بندوں کو جزا دے کر رہے گا۔" (ترجمہ ص۵۱۷ جلد:۱، ص۶۴۰ جلد:۲ بخاری)

صحابہ کرامؓ اپنے نبی سے بہت محبت کرتے تھے، اگر ان کو یہ معلوم ہوتا کہ نبی ﷺ زندہ ہیں تو کبھی بھی ان کا خلیفہ منتخب نہ کرتے، نہ اپنے نبی ﷺ کی تجہیز و تکفین کرتے، نہ ان کو قبر میں اُتارتے، بعد میں نہ تو کبھی اجتہاد کی ضرورت پیش آتی، نہ رجال کی چھان بین کی، نہ احادیث کی تحقیق میں محنت صرف کرنا پڑتی، جب بھی جس چیز کی ضرورت ہوتی قبر پر پہنچ کر دریافت کرلیتے، ابوبکرؓ، ارتداد کے موقع پر وہاں سے رہنمائی لیتے، عمرؓ قحط کے وقت، عثمانؓ فتنہ کے وقت اور حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ جنگ جمل اور صفین کے موقع پر۔

میری ناقص عقل کے مطابق قبر میں مردہ کے زندہ ہوجانے کا عقیدہ ہی تو قبر پرستی کی جڑ ہے، کیونکہ جب کسی قبر پرست کو یہ یقین دلایا جائے کہ قبر میں موجود شخص تیری آواز کو سن نہیں سکتا، تیری حاجت کو پورا نہیں کرسکتا، بلکہ اس کو تو خود یہ خبر نہیں کہ کب زندہ کرکے اُٹھایا جائے گا؟ تو قبر پرست، قبر پرستی سے تائب ہوجائے گا۔

محترم لدھیانوی صاحب! اس معاملے پر بھی ہماری راہنمائی کیجئے نوازش ہوگی۔

خط انتہائی طویل ہوگیا ہے، کیا کریں عقائد کے مسائل تھے، جن پر ہماری دوزخ اور جنت کا دار و مدار ہے، کیونکہ جس شخص کے عقائد وہ نہ ہوں جو کہ قرآن و حدیث صحیح نے بیان کئے ہیں، تو وہ شخص لاکھ نیک اعمال کرتا رہے، مثلاً: نماز، روزہ، حج وغیرہ لیکن یہ چیزیں اس کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتیں، کیونکہ سب سے پہلی چیز ایمان ہے۔

محترم! خط طویل ہے جو کہ آپ کا بہت سا قیمتی وقت لے گا، لیکن میں پُرامید ہوں کہ آپ جواب ضرور عنایت فرمائیں گے۔

آپ کے روزنامہ جنگ میں دیئے ہوئے جوابات سے جن شکوک وشبہات نے جنم لیا تھا، میں انہیں ہی معلوم کرنا چاہتا ہوں، اور میں انتہائی مشکور ہوں گا کہ آپ مجھے جوابات سے مطمئن فرمائیں۔ فقط!

تحریم احمد صدیقی

مکان نمبر: ۷اے میر فضل ٹاؤن نزد فضل مسجد والی گلی لطیف آباد نمبر:۹

۱۰رد سمبر ۱۹۹۵ء

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم ومکرم جناب تحریم احمد صدیقی صاحب

سلام مسنون کے بعد گزارش ہے کہ جناب کا گرامی نامہ میرے ایک تحریر کردہ جواب کے سلسلہ میں، جو ۹ رجون ۱۹۹۵ء کے اخبار جنگ میں شائع ہوا تھا، موصول ہوا، جس میں جناب نے سماعِ موتی، حیات فی القبور، تعویذ گنڈے اور توسل وغیرہ مسائل کے بارے میں اپنے موقف کے دلائل پیش کر کے مجھے ان کا جواب لکھنے کے بارے میں فرمایا ہے۔

اس ناکارہ نے اس فرقہ کو "خارجی فرقہ کے مشابہ" کہا ہے، اس کی وجہ سائل کا یہ فقرہ ہے: "افسوس کہ یہ لوگ کافر ومشرک کے فتویٰ کی ابتداء امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کرتے ہیں، کہ ان عقائد کی ابتداء ان سے ہوئی ہے، اس کے بعد امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، ابن قیم رحمہ اللہ سمیت تمام صالحین رحمہ اللہ ان کے فتویٰ کی زد میں آتے ہیں......"

خارجی لوگ بھی اپنے نظریات کے لئے قرآن کے حوالے دیتے تھے، اور صحابہؓ وتابعین رحمہ اللہ، جو ان کے مزعومہ نظریات سے متفق نہیں تھے، ان کو کافر قرار دیتے تھے، اگر آپ حضرات بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے لے کر امامِ ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ، مسند الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تک اور ان کے بعد کے تمام اکابر واعاظم پر کافر ومشرک ہونے کا فتویٰ صادر فرماتے ہیں، تو بلاشبہ آپ خارجی فرقہ کے مشابہ ہیں، اس صورت میں آپ کے دلائل پر غور کرنا اور آپ کے استدلال کی غلطی واضح کرنا بے سود ہے، کیونکہ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق: "لا یعرف معروفا ولا ینکر منکرا الا ما اشرب من هواه!" آپ کسی بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں گے، پس جب کوئی شخص اپنے نظریہ پر اتنا پکا ہو کہ اپنے سوا پوری امت کے اکابر واعاظم کو کافر ومشرک اور بے ایمان سمجھتا ہو، اس سے کسی جزوی مسئلے پر گفتگو کرنا کارِ عبث ہے، البتہ چند نکات آنجناب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، ان کی وضاحت فرمادی جائے تو إن شاء اللہ آنجناب کے ذکر کردہ مسائل پر بھی معروضات پیش کر کے آنجناب سے دادِ انصاف طلب کروں گا، وضاحت طلب اُمور یہ ہیں:

(۱) کیا آپ حضرات ان اکابر امت کو جو "حیات الانبیاء فی القبور"، سماعِ موتی، اس قبر میں جس میں مردے کو دفن کیا جاتا ہے، حساب وکتاب یا سوال وجواب ہونے، تعویذ گنڈے کے جواز اور وسیلہ وتوسل کے قائل ہیں، واقعۃً کافر ومشرک سمجھتے ہیں؟ اور شرعاً ان کے وہ احکام ہیں جو کافروں اور مشرکوں کے ہیں؟

(۲) آپ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تحریر فرمایا ہے: "ان سے بہتر مفسرہ، محدثہ، فقیہہ، خطیبہ، سب سے بڑی مؤرخہ، سب سے بڑی ماہرِ انساب شاید دُنیا میں اب تک کوئی پیدا نہیں ہوا، نہ مردوں میں، نہ عورتوں میں۔"

اگر مذکورہ بالا پانچ مسائل میں سے کسی مسئلے کی وہ بھی قائل ہوں، تو کیا وہ بھی آپ حضرات کے نزدیک۔ نعوذ باللہ۔ کافرہ ومشرکہ ہوں گی؟

(۳) جو صحابہ کرامؓ ان مسائل میں آپ کے خلاف رائے رکھتے تھے، کیا وہ بھی کافر اور مشرک تھے؟

(۴) آپ نے اپنے خط میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا دو جگہ حوالہ دیا ہے، حالانکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ حیات فی القبر کے قائل ہیں، اور انہوں نے اس مسئلے کو عقائد میں ذکر کیا ہے، سوال یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی اس عقیدہ کی وجہ سے کافر و مشرک ہوئے یا نہیں؟

(۵) صحابہ کرامؓ کے زمانے سے لے کر آج تک جو حضرات ان پانچ مسائل کے قائل تھے، وہ تو آپ کی نظر میں کافر و مشرک تھے، اور جو کافر و مشرک کو مسلمان سمجھے، وہ بھی کافر ہوتا ہے! تو کیا چودہ صدیوں کی امت میں کوئی ایسا فرد ہے جو ان مسائلِ خمسہ کا قائل نہ ہو؟ یا ان مسائل کے قائلین کو مسلمان نہ سمجھتا ہو؟ اگر کچھ خوش قسمت افراد ایسے ہیں جو آپ حضرات کے معیار کے مطابق مسلمان ہوں تو از راہ کرم ہر صدی کے دس دس افراد کے نام لکھ دیجئے۔

(۶) کافر و مشرک کے قول کا بھی اعتبار نہیں، اور اس کی نقل و روایت بھی لائق اعتماد نہیں، تو:

الف) قرآن کریم کا نقلِ متواتر سے منقول ہونا کیسے ثابت ہوگا؟ جبکہ ناقلینِ قرآن یا تو ان مسائلِ مختلف فیہ میں سے کسی نہ کسی مسئلے کے قائل ہیں، یا قائلین کو آپ کی طرح کافر و مشرک نہیں سمجھتے، اور اُوپر نمبر: ۵ میں عرض کر چکا ہوں کہ کافر و مشرک کو کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر ہے، گویا چودہ صدیوں کی ساری امت کافر و مشرک تھی، ان کافروں اور مشرکوں کی نقل کی ہوئی کتاب کس طرح لائقِ اعتماد ہوگی؟ اور اس سے استدلال کرنا کیسے جائز ہوگا؟

(ب) ٹھیک یہی سوال "صحیح بخاری" کے بارے میں ہوگا؛ اس میں بے شمار روایتیں آپ کے کافروں اور مشرکوں سے منقول ہیں، اور صحیح بخاری کی جو سند ہم تک پہنچتی ہے ان میں بھی بہت سے اکابر ایسے ہیں جو آپ کے ان مسائل کے کلاً یا بعضاً قائل ہیں، سوال یہ ہے کہ یہ صحیح بخاری جو کافروں اور مشرکوں کے ذریعہ ہم تک پہنچی، وہ کس طرح لائقِ اعتبار ہوسکتی ہے؟ اور اس سے استدلال کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟ بلکہ خود امام بخاری رحمہ اللہ بھی ان مسائل کے کلاً یا بعضاً قائل ہیں، وہ بھی آپ کے نزدیک کافر و مشرک ہوئے، پھر وہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے شاگردِ رشید ہیں، اور صحیح بخاری میں ان سے روایتیں لاتے ہیں، جبکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ آپ کے نزدیک سرگروہِ مشرکین ہیں، پس ایسے شخص کی کتاب کا کیا اعتبار؟ جو خود بھی مشرک ہو، اور مشرکوں کا شاگرد بھی ہو!

جواب: حدیث کی تصحیح و تضعیف کا جن اکابر پر مدار ہے، وہ ان مسائلِ خمسہ کے یا تو خود قائل تھے، کلاً و بعضاً، یا کم سے کم ان مسائل کے قائلین کو کافر و مشرک نہیں کہتے تھے، اندریں صورت کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف یا موضوع قرار دینے کی کیا صورت ہوگی؟

(۷) جو فرد یا فرقہ پوری امت کو کافر و مشرک تصور کرتا ہو، وہ مسلمان کیسے ہوگا؟ اور اسلام کے اُصول و فروع کس سے حاصل کرے گا؟

مجھے امید ہے کہ آپ ان سات سوالوں کو اچھی طرح سوچ کر، ان کے جوابات رقم فرمائیں گے، پھر آپ کے اُصولِ موضوعہ کی روشنی میں یہ ناکارہ آپ کے مسائل کے بارے میں تبادلہ خیال کرے گا۔ **والسلام!**

قبرِ اقدس پر سماع کی حدود

سوال: قبرِ رسولِ مقبول ﷺ پر کھڑے ہوکر درود شریف پڑھنا حضراتِ اکابرین دیوبند کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ خود سماعت فرماتے ہیں، سوال یہ ہے کہ قبرِ اقدس پر سماع کی حدود کہاں تک ہیں؟

(۱) آیا حجرۂ عائشہؓ کی حدود؟

(۲) حضور ﷺ کے دور کی مسجد کی حدود؟

(۳) دورِ عثمانی کی مسجد کی حدود جب کہ مسجد کی توسیع کر کے حجرۂ عائشہؓ کو مسجد میں شامل کیا گیا؟

(۴) موجودہ مسجد؟

(۵) آئندہ توسیع شدہ حدودِ مسجد؟

(۶) حضور ﷺ کے دور کا شہر مدینہ؟

(۷) موجودہ شہر مدینہ؟

(۸) آئندہ کا شہر مدینہ؟

جواب: کہیں تصریح تو یاد نہیں، اکابر سے سنا ہے کہ احاطۂ مسجد شریف میں جہاں سے بھی درود و سلام پڑھا جائے خود سماعت فرماتے ہیں، مسجد کی حدود جہاں تک وسیع ہوں گی وہاں تک سماعت کا حکم ہوگا، اور حجرۂ شریفہ کے قریب سے سلام عرض کرنا أقرب الی الأدب والمحبت ہوگا۔

قبر کی شرعی تعریف

سوال نمبر ۱: قبر کی شرعی تعریف کیا ہے؟ اگر اس سے مراد شرعاً وہی زمینی گڑھا ہے تو اس کے قبرِ شرعی ہونے پر کیا دلائل ہیں؟

سوال نمبر ۲: منکرینِ حیات کہتے ہیں کہ یہ گڑھا شرعی طور پر قبر نہیں ہے، ورنہ ان افراد کے بارے میں کیا کہا جائے گا جنہیں جلا دیا گیا یا غرق ہونے کے بعد سمندر کی مچھلیاں کھا گئیں؟

سوال نمبر ۳: اگر قبر سے شرعی طور پر یہی گڑھا مراد ہے تو ایک صالح کے لئے اس کی فراخی اور برے کے لئے اس کی تنگی ظاہری قبر کی طرح مشاہدے میں کیوں نہیں آتی؟ اُمید ہے کہ ایک طالبِ علم کی تسلی کے لئے مفصل اور باحوالہ تحریر فرمائیں گے۔

جواب: قبر سے مراد یہی گڑھا ہے جس میں میت کو دفن کیا جاتا ہے، اسی میں ثواب و عذاب ہوتا ہے، اس کے دلائل بہت ہیں چند ایک کی طرف اشارہ کرتا ہوں:

(۱) "ان رسول الله ﷺ قال: ان العبد اذا وضع فی قبره وتولیٰ عنه اصحابه انه لیسمع قرع نعالهم اتاه ملکان فیقعدانه الحدیث" (صحیح بخاری ج۱ ص۱۸۴)

میت کو اسی قبر میں رکھا جاتا ہے، اسی میں وہ لوٹنے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے، اسی میں اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، جو اسی قبر میں اسے بٹھاتے ہیں۔

(۲) "خرج النبی ﷺ وقد وجبت الشمس فسمع صوتاً فقال: یهود تعذب فی قبورها" (بخاری ج۱ ص۱۸۴)

آنحضرت ﷺ نے انہی قبروں سے عذاب کی آواز سن کر فرمایا تھا کہ یہود کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جارہا ہے۔

(۳) "مر النبیﷺ علی قبرین فقال انهما لیعذبان... الخ" (بخاری ج:۱ ص:۱۸۴)

آنحضرتﷺ انہی قبروں پر گزر رہے تھے اور انہی کے بارے میں فرمایا تھا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔

(۴) "بینما النبیﷺ فی حائط لبنی النجار علی بغلة له ونحن معه اذ حادت به فکادت تلقیه واذا اقبرة ستة او خمسة او اربعة... فقال: ان هٰذه الامة تبتلیٰ فی قبورها، فلولا ان لا تدافنوا لدعوت الله ان یسمعکم من عذاب القبر الذی اسمع منه... الخ" (صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۸۶)

اسی ظاہر قبر کے عذاب سے آپ کی سواری بدکی تھی، اور انہی قبروں میں ان لوگوں کو عذاب دیا جارہا تھا اور انہی قبروں کے بارے میں فرمایا تھا کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دوگے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ قبر کا جو عذاب میں سن رہا ہوں وہ تمہیں بھی سنا دیتا۔

(۵) "قولی: السلام علی اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین" (صحیح ج:۱ ص:۳۱۴)

"السلام علیکم یا اهل القبور" (ترمذی ج:۱ ص:۱۲۵)

"السلام علیکم دار قوم مؤمنین" (ابوداؤد ج:۲ ص:۱۰۵)

انہی قبور میں جانے والوں کو السلام علیکم کہنے کا حکم ہوا، اور انہی قبور کو "دار قوم مؤمنین" فرمایا گیا۔

قبر کا عذاب و ثواب عالمِ غیب کی چیز ہے، اس لئے اس کو ہماری نظروں سے پوشیدہ رکھا گیا، جس طرح خواب کے احوال بیداری والوں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ جن لوگوں کو دفن نہیں کیا جاتا کیا بعید ہے کہ ان کے لئے فضا ہی کو قبر بنادیا جائے؟ بہرحال عذابِ قبر کا انکار کرنا یا نصوص کے برخلاف "قبر" میں تاویلیں کرنا تقاضائے ایمان و انصاف کے خلاف ہے، واللہ اعلم!

عذابِ قبر کے اسباب

سوال: جناب مولانا صاحب! مسئلہ کچھ یوں ہے کہ میں نے جب سے مؤرخہ ۲۳ر نومبر ۱۹۹۱ء کے اخبار جنگ میں یہ خبر پڑھی:

"دو مرتبہ لحد کی زمین مل گئی، تیسری مرتبہ سانپ اور بچھو نکل آئے۔ دو سانپوں نے میت سے لپٹ کر اسے دو حصوں میں تقسیم کردیا، راولپنڈی کے قریب ایک میت کی عبرت انگیز تدفین۔"

"راولپنڈی (جنگ رپورٹ) چند روز قبل پیرودھائی راولپنڈی کے قدیم قبرستان میں رونما ہونے والے ایک عبرت انگیز اور ناقابلِ یقین واقعہ نے ایک میت کی تدفین کے لئے آنے والے سیکڑوں افراد پر رقت طاری کردی۔ تفصیلات کے مطابق ایک شخص کی میت کو جونہی قبر میں اُتارا گیا، لحد کی جگہ والی زمین یوں آپس میں مل گئی جیسے اسے کھودا ہی نہیں گیا تھا۔ وہاں موجود ایک عالمِ دین کی ہدایت پر دُوسری قبر کھودی گئی، مگر پھر ویسے ہی ہوا، اس پر تمام لوگوں نے استغفار کو وِرد شروع کردیا۔ مولوی صاحب کی ہدایت پر دوبارہ لحد کھودنے کی کوشش کی گئی تو اس جگہ سے سانپ، بچھو اور مختلف اقسام کے کیڑے مکوڑے یوں نکلے جیسے کسی چشمے سے پانی اُبلتا ہے۔ مولوی صاحب کی ہدایت پر میت کو قبر میں اُتار دیا گیا، میت کے قبر میں رکھتے ہی ایک سانپ کمر کے نیچے سے کندھوں کے اُوپر

سے، اور دُوسرا سانپ پاؤں کے نیچے سے ہوتا ہوا اُوپر آیا اور دونوں سانپ آپس میں مل گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے میّت دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوگئی، جیسے اسے کسی آرے سے چیر دیا گیا ہو، یہ منظر دیکھتے ہی میّت کے ہمراہ آنے والے سیکڑوں لوگوں پر سکتہ طاری ہوگیا۔"

میں عجیب کیفیت میں مبتلا ہوگیا ہوں، اور سوچتا رہتا ہوں کہ اس آدمی نے ایسے کون سے گناہ کئے ہوں گے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسی سزا دی، حالانکہ آج کل کے معاشرہ میں گناہ عام ہوتے جارہے ہیں، لیکن آخر کیا وجہ تھی جو اس کو اللہ تعالیٰ نے ایسی سزا دی؟ بے شک اللہ کے بھید اللہ ہی جانتا ہے، لیکن اگر اس کے بارے میں کسی کتاب میں یا آپ کے علم میں ہو تو ضرور بتائیں۔

جواب: عذابِ قبر کا سبب کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ہے، جو شخص کسی سنگین کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو اور توبہ کئے بغیر مرجائے، وہ قبر کے ہولناک عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ خصوصاً جو شخص کسی اعلانیہ گناہ کا بغیر کسی جھجک کے مرتکب ہو، اَحکامِ شرعیہ کی تحقیر کرے، یا کمزوروں کے حقوق پامال کرے، اس کے بارے میں زیادہ خدشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنی پناہ میں رکھیں! احادیث و روایات میں بہت سے اہلِ معاصی کا عذابِ قبر میں مبتلا ہونا مذکور ہے، ان سے چند واقعات نقل کرتا ہوں:

۱، ۲......چغل خوری اور پیشاب سے پرہیز نہ کرنا

بہت سی احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ان دونوں قبروں والوں کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے، اور کسی بڑی بات پر عذاب نہیں ہو رہا (کہ جس سے بچنا مشکل ہوتا)، ایک تو چغلی کیا کرتا تھا، اور دُوسرا پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔

اس مضمون کی احادیث متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

۳......کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا

متعدد احادیث میں یہ واقعہ منقول ہے کہ ایک جہاد میں ایک صاحب نے (جس کا نام محلّم بن جثامہ تھا) کسی شخص کو باوجود اس کے کلمہ پڑھنے کے قتل کردیا۔ چند دن بعد قاتل کا انتقال ہوگیا، تو زمین نے اس کی لاش اُگل دی، متعدد بار دفن کیا گیا، لیکن زمین ہر بار اس کی لاش کو اُگل دیتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ: زمین تو اس سے برے لوگوں کو بھی چھپالیتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ منظر تم کو اس لئے دکھایا تاکہ تم کو آپس کی حرام چیزوں (جان و مال اور عزت و آبرو) کو پامال کرنے کے بارے میں نصیحت و عبرت ہو۔

(بیہقی، دلائل نبوت ج۶ ص۳۰۹، مصنف عبدالرزاق ج۱۱ ص۱۷۳، ابن ماجہ ص۲۸۱، مجمع الزوائد ج۷ ص۲۹۴)

۴......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جھوٹ بولنا

متعدد احادیث میں آیا ہے کہ جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جھوٹ بولا تھا، ان کی لاش کو بھی زمین نے قبول نہیں کیا، بلکہ باہر اُگل دیا۔ (صحیح بخاری ج۱ ص۵۱۱، صحیح مسلم ج۲ ص۳۰۷، بیہقی، دلائل نبوت ج۶ ص۲۴۵)

۵......جھوٹی افواہیں پھیلانا

صحیح بخاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک طویل خواب مذکور ہے، (اور انبیائے کرام علیہم السلام کا خواب بھی وحی ہوتا ہے) جس میں برزخ کے بہت سے مناظر دکھائے گئے۔ اسی میں ہے کہ جھوٹی افواہیں پھیلانے والے کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ زنبور سے اس کا ایک کلا گدی تک چیرا جاتا ہے، پھر دُوسرے کلے کے ساتھ بھی یہی ہوتا ہے، اتنے میں پہلا کلا ٹھیک ہوجاتا ہے، اس کو پھر چیرتے ہیں، قیامت تک اس کے ساتھ یہی ہوتا رہے گا۔

۶......قرآن کریم سے غفلت

قرآن کریم سے غفلت کرنے والے کے بارے میں دیکھا کہ وہ لیٹا ہوا ہے، ایک شخص بڑا بھاری پتھر لئے اس کے سر پر کھڑا ہے، وہ پتھر سے اس کے سر کو اتنے زور سے پھوڑتا ہے کہ وہ پتھر لڑھک کر دور جاگرتا ہے، وہ شخص دوبارہ پتھر اُٹھا کر لاتا ہے، اتنے میں اس کا سر ٹھیک پہلے کی طرح ہوچکا ہوتا ہے، قیامت تک اس کے ساتھ یہی کیا جائے گا۔

۷......زنا

زناکار مردوں اور عورتوں کو ایک غار میں دیکھا جو تنور کی طرح نیچے سے فراخ اور اُوپر سے تنگ ہے، اس میں آگ جل رہی ہے، جب آگ کے شعلے بھڑکتے ہیں تو وہ لوگ تنور کے منہ تک آجاتے ہیں، اور جب آگ نیچے بیٹھتی ہے تو وہ لوگ بھی نیچے چلے جاتے ہیں، قیامت تک ان کے ساتھ یہی ہوتا رہے گا۔

۸......سود کھانا

سودخور کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ خون کی نہر میں کھڑا ہے، اور ایک شخص نہر کے کنارے پر کھڑا ہے، جس کے سامنے بہت سے پتھر ہیں، جب وہ سودخور خونی نہر کے کنارے پر آنا چاہتا ہے تو کنارے پر کھڑا شخص ایک پتھر اُٹھا کر زور سے اس کے منہ پر مارتا ہے، اور وہ پھر اپنی پہلی جگہ چلا جاتا ہے، قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا رہے گا۔

امام بیہقیؒ نے دلائل نبوت (ج ۲ ص ۳۹۲) میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے، جس میں چند مناظر کا ذکر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ معراج میں دکھائے گئے، (حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے نشر الطیب (ص ۵۰، مطبوعہ تاج کمپنی) میں بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے) وہ مناظر حسبِ ذیل ہیں:

۹......حلال چھوڑ کر حرام کھانے والے

فرمایا: میں نے دیکھا کہ کچھ خوان رکھے ہیں، جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہے، مگر ان پر کوئی شخص نہیں اور دُوسرے خوانوں پر سڑا ہوا، بدبودار گوشت رکھا ہے، ان پر بہت سے آدمی بیٹھے کھا رہے ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو حلال کو چھوڑتے ہیں اور حرام کو کھاتے ہیں۔

۱۰......سُود کھانے والے

آگے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے پیٹ کوٹھریوں جیسے ہیں، جب ان میں سے کوئی شخص اُٹھنا چاہتا ہے تو فوراً گر پڑتا ہے، جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ سود کھانے والے ہیں۔

۱۱......یتیموں کا مال کھانے والے

آگے دیکھا کہ کچھ لوگ جن کے ہونٹ اُونٹوں کے سے ہیں اور وہ آگ کے انگارے نگل رہے ہیں، جو ان کے اسفل (پاخانے کی جگہ) سے نکل رہے ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ: یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں۔

۱۲......بدکار عورتیں

آگے دیکھا کہ کچھ عورتیں پستانوں سے بندھی ہوئی لٹک رہی ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ: یہ زنا کرنے والی بدکار عورتیں ہیں۔

۱۳......چغل خور عیب چین

آگے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے پہلو سے گوشت کا ٹکڑا انہی کو کھلایا جاتا ہے، جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ: یہ غیبت کرنے والے، چغل خور اور عیب چین لوگ ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل نبوت (ج ۲ ص ۳۹۸) میں واقعاتِ معراج ہی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے، (جسے نشر الطیب میں واقعہ ششم کے ذیل میں نقل کیا ہے) اس میں مندرجہ ذیل مناظر کا ذکر ہے:

۱۴......نمازِ فرض سے روگردانی کرنے والے

فرمایا کہ: پھر ایک قوم پر گزر ہوا، جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہیں، اور جب وہ کچلے جاچکتے ہیں تو پہلی حالت پر ہوجاتے ہیں اور اس کا سلسلہ ذرا بند نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ: یہ کیا ماجرا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ: یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز سے روگردانی اور سستی کرتے ہیں۔

۱۵......زکوٰۃ نہ دینے والے

فرمایا: پھر ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کی شرمگاہوں پر آگے پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے، اور وہ مویشیوں کی طرح چر رہے تھے، اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ: یہ وہ لوگ ہیں، جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

۱۶......غیر عورتوں سے آشنائی کرنے والے

فرمایا: پھر ایک ایسی قوم پر گزر ہوا، جن کے سامنے ایک ہنڈیا میں پکا ہوا گوشت رکھا ہے، اور ایک ہنڈیا میں کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہے، وہ لوگ اس سڑے ہوئے گوشت کو کھا رہے ہیں، اور پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے وہ مرد ہے جس کے پاس حلال طیب بیوی ہو اور پھر وہ ناپاک عورت کے پاس جائے، اسی میں وہ عورت ہے جو اپنے حلال طیب شوہر کے پاس سے اُٹھ کر کسی ناپاک مرد کے پاس جائے اور رات کو اس کے پاس رہے یہاں تک کہ صبح ہوجائے۔

۱۷......لوگوں کے حقوق ادا نہ کرنے والا

فرمایا: پھر ایک شخص پر گزر ہوا، جس نے ایک بڑا گٹھا لکڑیوں کا جمع کر رکھا ہے، وہ اس کو اُٹھا نہیں سکتا، اور وہ اس میں اور لالا کر لادتا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ: یہ کون شخص ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ: یہ آپ ﷺ کی امت کا وہ شخص ہے جس کے ذمہ لوگوں کے بہت سے حقوق اور امانتیں ہیں، جن کے ادا کرنے پر وہ قادر نہیں اور وہ اور زیادہ لادتا چلا جاتا ہے۔

۱۸......فتنہ انگیز خطیب اور واعظ

پھر آپ ﷺ کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ آہنی مقراضوں سے کاٹے جارہے ہیں، اور جب کٹ چکتے ہیں تو پھر سابقہ حالت پر ہوجاتے ہیں، اور یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ: یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ: یہ گمراہی میں ڈالنے والے فتنہ انگیز خطیب اور واعظ ہیں۔

۱۹...... بڑی بات کہہ کر نادم ہونے والا

پھر آپ ﷺ کا گزر ایک چھوٹے پتھر پر ہوا جس میں سے ایک بڑا بیل نکلتا ہے، پھر وہ بیل دوبارہ اندر جانا چاہتا ہے مگر نہیں جاسکتا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ: یہ کیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ: یہ اس شخص کا حال ہے جو ایک بڑی بات منہ سے نکالے، پھر نادم ہوکر اس کو واپس لینا چاہے، مگر اس کے واپس لینے پر قادر نہیں۔

۲۰......ملاوٹ کرنے والا

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے کتاب الروح میں اور حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے شرح صدور میں حافظ ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ کی کتاب القبور سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ: عبدالحمید بن محمود کہتے ہیں کہ: میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت بیٹھا تھا، اتنے میں کچھ لوگ آئے اور ذکر کیا کہ: ہم لوگ حج کے لئے آئے تھے، ہمارے ایک رفیق کا انتقال ہوگیا، ہم نے اس کے لئے قبر کھودی اور لحد بنائی، جب لحد سے فارغ ہوئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ اس میں ایک کالا ناگ بیٹھا ہے، وہ اتنا بڑا تھا کہ اس نے پوری لحد بھر رکھی تھی۔ ہم نے دُوسری جگہ قبر کھودی تو وہاں بھی وہی کالا ناگ موجود تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: یہ کالا ناگ اس کے گلے کا طوق ہے، جو اس کو پہنایا جائے گا، جاؤ! جو قبریں تم نے کھود رکھی ہیں، انہی میں سے کسی میں دفن کردو، پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تم اس قبر کے لئے ساری زمین بھی کھود ڈالو تو یہ کالا ناگ تمہیں ہر جگہ موجود ملے گا۔ چنانچہ ہم واپس گئے اور مردے کو انہی گڑھوں میں سے ایک میں دفن کردیا۔ جب ہم حج سے واپس لوٹے تو ہم نے اس کا سامان اس کے گھر پہنچایا اور اس کا قصہ سنایا، اور اس کی بیوی سے پوچھا کہ: یہ شخص کیا عمل کرتا تھا؟ اس نے بتایا کہ: غلہ فروخت کرتا تھا، روزانہ گھر کی ضرورت کا غلہ نکال لیتا اور اتنی مقدار چھٹائی کا بھوسہ خرید کر اس میں ملادیا کرتا تھا۔ (کتاب الروح ص ۱۲۳، شرح صدور ص ۷۵)

۲۱...... ماں کی گستاخی کرنے والا

حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے شرح صدور میں، اصبہانی کی ترغیب و ترہیب کے حوالے سے عوام بن حوشب سے

نقل کیا ہے کہ میں ایک دفعہ ایک قبیلے میں گیا، اس کے قریب ایک قبرستان ہے، عصر کے بعد کا وقت ہوا تو ایک قبر پھٹی اور اس میں سے ایک شخص نکلا، جس کا سر گدھے کے سر جیسا تھا اور باقی بدن انسان جیسا تھا، اس نے تین مرتبہ گدھے کی سی آواز نکالی، پھر قبر بند ہوگئی۔ میں نے لوگوں سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو بتایا گیا کہ یہ شخص شراب نوشی کیا کرتا تھا، جب شام ہوتی تو اس کی والدہ اس کو کہا کرتی کہ: بیٹا! اللہ سے ڈرو! اس کے جواب میں یہ کہتا کہ: تو گدھے کی طرح ہینکتی ہے! یہ شخص عصر کے بعد مرا، اسی دن سے آج تک روزانہ عصر کے بعد اس کی قبر پھٹتی ہے اور وہ گدھے کی طرح تین مرتبہ ہینکتا ہے، اس کے بعد اس کی قبر بند ہوجاتی ہے۔

۲۲......بغیر طہارت کے نماز پڑھنے اور مظلوم کی مدد نہ کرنے والا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک بندے کو قبر میں سو کوڑے لگانے کا حکم ہوا، وہ اللہ تعالیٰ سے سوال و دعا کرتا رہا، بالآخر تخفیف ہوتے ہوتے ایک کوڑا رہ گیا، اس کے کوڑا لگا تو پوری قبر آگ سے بھر گئی، جب یہ عذاب ختم ہوا اور اسے ہوش آیا تو اس نے فرشتوں سے پوچھا کہ: تم لوگوں نے کس گناہ پر مجھے کوڑا لگایا؟ انہوں نے جواب دیا کہ: تو نے ایک دن نماز بغیر وضو کے پڑھی تھی، اور تو ایک مظلوم کے پاس سے گزرا تھا، مگر تو نے اس کی مدد نہیں کی تھی۔　　(مشکل الآثار ج۴ ص۲۳۱)

۲۳......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا کہنے والا

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب القبور میں ابواسحاق سے نقل کیا ہے کہ: مجھے ایک میت کو غسل دینے کے لئے بلایا گیا، میں نے اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو دیکھا کہ ایک بڑا بھاری سانپ اس کی گردن میں لپٹا ہوا ہے، میں واپس آگیا، اس کو غسل نہیں دیا، پس لوگوں نے ذکر کیا کہ یہ شخص صحابہؓ کو برا کہا کرتا تھا۔ (کتاب الروح ص۱۲۴، شرح صدور ص۷۵)

اس قسم کے اور بہت سے واقعات کتاب الروح اور شرح صدور میں نقل کئے ہیں۔ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الروح میں ان اسباب کو تفصیل سے لکھا ہے، جو عذابِ قبر کا سبب ہیں، یہاں ان کی عبارت کا ترجمہ نقل کرتا ہوں۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

نواں مسئلہ: سائل کا یہ سوال کہ وہ کون سے اسباب ہیں جن کی وجہ سے قبر والوں کو عذاب ہوتا ہے؟

اس کا جواب دو طرح پر ہے: ایک مجمل اور ایک مفصل۔

مجمل جواب: تو یہ ہے کہ اہل قبور کو عذاب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے جہل پر، اس کے حکم کو ضائع کرنے پر اور اس کی نافرمانیوں کے ارتکاب پر۔ پس اللہ تعالیٰ ایسی رُوح کو عذاب نہیں دیتے جس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو، اور جو اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتی ہو، اس کے حکم کی تعمیل کرتی ہو، اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرتی ہو، اور نہ ایسے بدن کو عذاب دیتے ہیں، جس میں ایسی پاکیزہ رُوح ہو، کیونکہ قبر کا عذاب اور آخرت کا عذاب بندے پر اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضی کا اثر ہے۔ پس جس شخص نے اس دُنیا میں اللہ تعالیٰ کو غضب ناک اور ناراض کیا، پھر توبہ کئے بغیر مرگیا تو جس قدر اس نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا تھا، اسی کے بقدر اس کو برزخ میں عذاب ہوگا۔ پس کوئی کم لینے والا ہے اور کوئی زیادہ لینے والا، کوئی تصدیق کرنے والا ہے، اور کوئی تکذیب کرنے والا۔

رہا مفصل جواب! تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو شخصوں کے بارے میں بتایا جن کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا کہ ایک چغل خوری کر کے لوگوں کے درمیان فساد ڈالتا تھا، اور دُوسرا پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ پس مؤخر الذکر نے طہارتِ واجبہ کو ترک کیا، اور اول الذکر نے اپنی زبان سے ایسے سبب کا ارتکاب کیا جو لوگوں کے درمیان فتنہ اور شر انگیزی کا باعث ہو، اگرچہ وہ سچی بات ہی نقل کرتا تھا۔ اس میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ جو شخص جھوٹ طوفان اور بہتان تراشی کے ذریعہ لوگوں کے درمیان فتنہ ڈالنے کا سبب بنے، اس کا عذاب چغل خور سے بھی بڑھ کر ہے، جیسا کہ پیشاب سے پرہیز نہ کرنے میں اس پر تنبیہ ہے کہ جو شخص نماز کا تارک ہو، کہ پیشاب سے صفائی حاصل کرنا جس کے واجبات و شروط میں سے ہے، اس کا وبال اس سے بھی بڑا ہوگا۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس شخص کا قصہ گزر چکا ہے کہ جس کی قبر پر ایک کوڑا مارا تو وہ آگ سے بھر گئی، کیونکہ اس نے ایک نماز بغیر طہارت کے پڑھی تھی، اور وہ مظلوم کے پاس سے گزرا تھا مگر اس کی مدد نہیں کی تھی۔ اور صحیح بخاری میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی گزر چکی ہے، جس میں جھوٹی افواہیں پھیلانے والے کے عذاب کا ذکر ہے۔ نیز اس شخص کے عذاب کا جو قرآن پڑھ کر رات کو سو رہتا ہے اور دن کو اس پر عمل نہیں کرتا۔ نیز بدکار مردوں اور عورتوں کا عذاب اور سود کھانے والے کا عذاب جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برزخ میں مشاہدہ فرمایا۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی گزر چکی ہے، جس میں بڑے پتھر کے ساتھ ان لوگوں کے سر پھوڑنے کا ذکر ہے جو نماز میں سستی کیا کرتے تھے، اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کا ذکر ہے کہ وہ جہنم کے زقوم اور پتھروں کو چر رہے تھے، اور جو زنا کاری کی وجہ سے سڑا ہوا بدبودار گوشت کھا رہے تھے، اور فتنہ پرور گمراہ کرنے والے خطیبوں اور واعظوں کا ذکر ہے جن کے ہونٹ آہنی مقراضوں سے کاٹے جا رہے تھے۔

اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی گزر چکی ہے جن میں چند اہل جرائم کے عذاب کا ذکر ہے، بعض کے پیٹ کوٹھریوں جیسے تھے، اور آلِ فرعون (جہنمیوں) کے قافلے ان کو روندر ہے تھے، یہ سود کھانے والے ہیں۔ بعض کے منہ کھول کر ان میں آگ کے اُنگارے ٹھونسے جا رہے تھے جو ان کے اسفل سے نکل جاتے تھے، یہ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں۔ بعض عورتوں پستانوں سے بندھی ہوئی لٹک رہی تھیں، یہ بدکار عورتیں ہیں۔ بعض کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کر انہی کو کھلایا جا رہا تھا، یہ غیبت اور عیب چینی کرنے والے ہیں۔ بعض کے تانبے کے ناخن ہیں، جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی عزت و آبرو سے کھیلتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ جس غلام نے خیبر کے مالِ غنیمت سے ایک چادرہ چرالیا تھا، وہ چادرہ اس کی قبر میں بھڑکتی ہوئی آگ بن گیا، باوجودیکہ مالِ غنیمت میں خود اس کا بھی حق تھا۔ اب غور کیجئے! کہ جو شخص دُوسرے کا مال ناحق ہڑپ کر جائے، جس میں اس کا کوئی حق نہیں، اس کا کیا حال ہوگا؟

خلاصہ: یہ کہ قبر کا عذاب دل، آنکھ، کان، منہ، زبان، پیٹ، شرمگاہ، ہاتھ، پاؤں اور پورے بدن کے گناہوں پر ہے، پس جن لوگوں کو قبروں میں عذاب ہوتا ہے، وہ یہ ہیں:

(۱) چغل خور۔ (۲) جھوٹ بولنے والا۔ (۳) غیبت کرنے والا۔ (۴) جھوٹی گواہی دینے والا۔

(۵) کسی پاک دامن پر تہمت لگانے والا۔ (۶) لوگوں کے درمیان فتنہ و فساد ڈالنے والا۔ (۷) لوگوں کو بدعت کی طرف بلانے والا۔ (۸) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر ایسی بات کہنے والا جس کا اس کو علم نہیں۔ (۹) اپنی گفتگو میں گپ تراشی کرنے والا۔ (۱۰) سود کھانے والا۔ (۱۱) یتیموں کا مال کھانے والا۔ (۱۲) رشوت، بھتہ وغیرہ کے ذریعہ حرام کھانے والا۔ (۱۳) مسلمان بھائی کا مال ناحق کھانے والا۔ (۱۴) اسلامی مملکت کے غیر مسلم شہری کا مال ناحق کھانے والا۔ (۱۵) نشہ پینے والا۔ (۱۶) ملعون درخت کا لقمہ کھانے والا۔ (۱۷) زانی۔ (۱۸) لوطی۔ (۱۹) چور۔ (۲۰) خیانت کرنے والا۔ (۲۱) عہد شکنی کرنے والا۔ (۲۲) دھوکا دہی کرنے والا۔ (۲۳) جعل سازی اور مکر و فریب کرنے والا۔ (۲۴) سود لینے والا۔ (۲۵) سود دینے والا۔ (۲۶) سود کی تحریر لکھنے والا۔ (۲۷) سود کی گواہی دینے والا۔ (۲۸) حلالہ کرنے والا۔ (۲۹) حلالہ کرانے والا۔ (۳۰) اللہ تعالیٰ کے فرائض کو ساقط کرنے اور حرام چیزوں کا ارتکاب کرنے کے لئے حیلے کرنے والا۔ (۳۱) مسلمانوں کو ایذا پہنچانے والا۔ (۳۲) ان کے عیوب کی ٹوہ لگانے والا۔ (۳۳) حکم الٰہی کے خلاف فیصلے کرنے والا۔ (۳۴) شریعت کے خلاف فتوے دینے والا۔ (۳۵) گناہ اور ظلم کے کام میں دُوسرے کی مدد کرنے والا۔ (۳۶) کسی کو ناحق قتل کرنے والا۔ (۳۷) اللہ کے حرم میں الحاد اور کج روی اختیار کرنے والا۔ (۳۸) اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کے حقائق کو بدلنے والا۔ (۳۹) اسمائے الٰہی میں کج روی اختیار کرنے والا۔ (۴۰) اپنی رائے کو، اپنے ذوق کو اور اپنی سیاست کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر مقدم کرنے والا۔ (۴۱) نوحہ کرنے والی عورت۔ (۴۲) نوحہ کو سننے والا۔ (۴۳) جہنم میں نوحہ کرنے والے، یعنی راگ گانے والے، سننے والے جس کو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے۔ (۴۴) راگ سننے والے۔ (۴۵) قبروں پر عمارتیں بنانے والے اور ان پر قندیلیں اور چراغ روشن کرنے والے۔ (۴۶) ناپ تول میں کمی کرنے والے کہ جب لوگوں سے اپنا حق لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں، اور جب لوگوں کو دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ (۴۷) جبار اور سرکش لوگ۔ (۴۸) متکبر لوگ۔ (۴۹) ریاکار لوگ۔ (۵۰) لوگوں کی عیب چینی کرنے والے۔ (۵۱) ناحق کا جھگڑا اور کٹ حجتی کرنے والے۔ (۵۲) سلف صالحین (صحابہؓ و تابعین رحمہم اللہ اور ائمہ دین رحمہم اللہ) پر طعن کرنے والے۔ (۵۳) جو لوگ کاہنوں، نجومیوں اور قیافہ شناسوں کے پاس جاتے ہیں، ان سے سوال کرتے ہیں، اور جو کچھ یہ لوگ بتائیں اس کو سچ جانتے ہیں۔ (۵۴) ظالموں کے مددگار، جنھوں نے اپنی آخرت کو دوسروں کی دُنیا کے عوض بیچ دیا۔ (۵۵) وہ شخص کہ جب تم اس کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلاؤ اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر نصیحت کرو، تو باز نہ آئے، اور جب اس کے جیسی مخلوق سے ڈراؤ اور بندوں کا خوف دلاؤ تو باز آجائے۔ (۵۶) وہ شخص کہ جب اس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے حوالے سے ہدایت کی جائے، تو ہدایت پر نہ آئے اور اس کی طرف سر اُٹھا کر بھی نہ دیکھے، اور جب اس کو کسی ایسے شخص کی بات پہنچے جس کے ساتھ وہ حسنِ ظن رکھتا ہے (حالانکہ وہ صحیح بات بھی کہہ سکتا ہے اور غلط بھی) تو اس کی بات کو خوب مضبوطی سے پکڑ لے اور اس کی مخالفت نہ کرے۔ (۵۷) وہ شخص کہ جب اس کے سامنے قرآن پڑھا جائے تو اس سے متأثر نہ ہو، بلکہ بسا اوقات اس سے گرانی محسوس کرے، اور جب وہ شیطان کا قرآن (یعنی گانا اور قوالی) سنے، جو زنا کا منتر اور نفاق

کا مادہ ہے، تو اس کا جی خوش ہو جائے اور اس پر اس کو وجد آنے لگے، اور اس کے دل سے خوشی کے مظاہر پھوٹنے لگیں، اور اس کا جی چاہے کہ گانے والا بس گاتا ہی جائے، خاموش نہ ہو۔ (۵۸) اور ایسا شخص جو اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر توڑ ڈالے (اور توڑنے کی پروا نہ کرے)، لیکن یہی شخص اگر کسی بہادر کی قسم کھالے، یا اپنے شیخ سے بری ہونے کی قسم کھالے، یا اپنے کسی عزیز و قریب کی قسم کھالے، یا جواں مردی کی قسم کھالے، یا کسی ایسے شخص کی زندگی کی قسم کھائے جس سے وہ محبت رکھتا ہے اور اس کی تعظیم کرتا ہے، تو قسم کھانے کے بعد اس کو توڑنے کے لئے کسی طرح بھی آمادہ نہ ہو، خواہ اس کو کتنا ہی ڈرایا دھمکایا جائے۔ (۵۹) کھلے بندوں گناہ کرنے والا، جو اپنے گناہ پر فخر کرے اور اپنے ہم جولیوں کے مقابلے میں کثرت سے اس گناہ کو کرے۔ (۶۰) ایسا شخص جس کو تم اپنے مال اور اہل و عیال پر امین نہ بنا سکو۔ (۶۱) ایسا بدخلق اور بدزبان آدمی کہ لوگ اس کی بدزبانی اور شر سے ڈرتے ہوئے اس کو منہ نہ لگائیں۔ (۶۲) جو شخص کہ نماز کو آخری وقت تک مؤخر کردے، اور جب نماز پڑھے تو چار ٹھونگے لگالے اور اس میں اللہ کا ذکر نہ کرے، مگر بہت کم۔ (۶۳) جو شخص کہ خوش دلی کے ساتھ زکوٰۃ ادا نہ کرے۔ (۶۴) حج کی وسعت کے باوجود حج نہ کرے۔ (۶۵) قدرت کے باوجود اپنے ذمہ کے حقوق ادا نہ کرے۔ (۶۶) جو شخص دیکھنے میں، بولنے میں، کھانے پینے میں، چلنے پھرنے میں احتیاط اور پرہیزگاری سے کام نہ لے۔ (۶۷) جو شخص مال کے حاصل کرنے میں اس کی پروا نہ کرے کہ حلال سے آیا ہے یا حرام سے؟ (۶۸) جو شخص صلہ رحمی نہ کرے، نہ مسکین پر رحم کرے، نہ بیوہ پر، نہ یتیم پر، نہ جانوروں اور چوپاؤں پر، بلکہ یتیم کو دھکے دے، مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہ دے، لوگوں کو دکھانے کے لئے عمل کرے اور برتنے کی چیزوں سے بھی لوگوں کو منع کرے۔ (۶۹) اور جو شخص کہ اپنے عیب کے بجائے لوگوں کے عیوب میں، اور اپنے گناہ کے بجائے لوگوں کے گناہوں میں مشغول ہو۔ پس ان تمام لوگوں کو اور ان جیسے دُوسرے لوگوں کو ان جرائم پر قبر میں عذاب ہوتا ہے، ان جرائم کی قلت و کثرت اور صغیرہ و کبیرہ ہونے کے مطابق چونکہ اکثر لوگ ان جرائم کے مرتکب ہیں، اس لئے اہلِ قبور کی اکثریت عذابِ قبر میں مبتلا ہے، اور عذابِ قبر سے نجات پانے والے بہت کم لوگ ہیں۔ پس قبریں باہر سے مٹی نظر آتی ہیں، لیکن ان کے اندر حسرتیں ہیں اور عذاب ہے۔ باہر مٹی اور منقش پتھروں سے بنی ہوتی ہیں، لیکن ان کے اندر مصائب کے پہاڑ اور سانپوں اور بچھوؤں کی بھرمار ہے، وہ حسرتوں میں ایسی اُبل رہی ہیں، جیسے ہنڈیا اُبلتی ہے، اور ایسا ہونا بھی چاہئے کیونکہ اہلِ قبور کے درمیان اور ان کی خواہشوں اور آرزوؤں کے درمیان دیوار حائل ہوگئی ہے، اللہ کی قسم! قبریں ایسا وعظ کہہ رہی ہیں کہ انہوں نے کسی واعظ کے لئے بولنے کی گنجائش نہیں چھوڑی۔

اور وہ پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ: ''اے دُنیا کے آباد کرنے والو! تم ایسے گھر کو آباد کر رہے ہو جو بہت جلد زوال پذیر ہے، اور تم اس گھر کو ویران کر رہے ہو جس میں تم بڑی تیزی سے منتقل ہو رہے ہو، تم نے ان گھروں کو آباد کیا جن کے منافع اور سکونت دوسروں کے لئے ہے، اور تم نے ان گھروں کو ویران کیا کہ تمہاری رہائش ان کے سوا اور کہیں نہیں، یہ گھر دوڑ میں ایک دُوسرے سے آگے نکلنے کا ہے، یہاں اعمال امانت رکھے جاتے ہیں، یہ کھیتی کا بیج ہے، یہ عبرتوں کا محل ہے، ''جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے، یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا!''

(یہ آخری فقرہ حدیثِ پاک کا ایک جملہ ہے)''
ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا ترجمہ ختم ہوا۔

عذابِ قبر کے سلسلہ میں چند ضروری گزارشات

(۱) اللہ کی پناہ! قبر کے عذاب کا منظر بڑا ہی ہولناک اور خوفناک ہے! بندے کو چاہئے کہ اپنی قبر سے غافل نہ ہو، اور کوئی ایسا کام نہ کرے جو عذابِ قبر کا موجب ہو۔ حدیث میں ہے کہ حضرت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کسی قبر پر جاتے تو اتنا روتے کہ ریش مبارک تر ہوجاتی، عرض کیا گیا کہ: آپ جنت و دوزخ کے تذکرے سے اتنا نہیں روتے جتنا اس سے روتے ہیں؟ فرمایا کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد خود سنا ہے کہ: ''ان القبر أوّل منزل من منازل الآخرة! فان نجی منه، فما بعده أیسر منه، ان لم ینج منه فما بعده أشد منه! قال: وقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: ما رأیت منظرًا قط الا والقبر أفظع منه! رواه الترمذی وابن ماجة'' (مشکوٰۃ ص۲۶)

ترجمہ: ''قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے! پس اگر اس سے نجات مل گئی تو بعد کی منزلیں اِن شاء اللہ اس سے زیادہ آسان ہوں گی، اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو بعد کی منزلیں اس سے بھی مشکل ہوں گی! اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں نے کوئی منظر قبر سے زیادہ ہولناک نہیں دیکھا!''

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: ''ان یهودیة دخلت علیها فذکرت عذاب القبر، فقالت لها: اعاذک الله من عذاب القبر! فسألت عائشة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن عذاب القبر، فقال: نعم! عذاب القبر حق۔ قالت عائشة: فما رأیت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بعد صلی صلٰوة الا تعوذ بالله من عذاب القبر۔ متفق علیه'' (مشکوٰۃ ص۲۵)

ترجمہ: ''ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی، اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عذابِ قبر سے پناہ میں رکھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے اس یہودی عورت کا قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو فرمایا کہ: ہاں! عذابِ قبر برحق ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے نہیں دیکھا کہ اس واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسی نماز پڑھی ہو جس میں عذابِ قبر سے پناہ نہ مانگی ہو۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ: ''ویل لأهل المعاصی من اهل القبور! تدخل علیهم فی قبورهم حیات سود، اودهم حیة عند رأسه وحیة عند رجلیه، یقرصانه حتٰی یلتقیا فی وسطه فذالک العذاب فی البرزخ الذی قال الله تعالٰی: ومن ورائهم برزخ الٰی یوم یبعثون'' (تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۲۵۵)

ترجمہ: ''ہلاکت ہے اہل قبور میں سے اہل معاصی کو! کالے سانپ ان کی قبروں میں داخل ہوتے ہیں، ایک سانپ سر کی جانب سے اور دُوسرا سانپ پاؤں کی جانب سے، دونوں طرف سے مردے کو کاٹتے ہیں، یہاں تک کہ درمیان میں آکر مل جاتے ہیں (اور مردے کے دو ٹکڑے کردیتے ہیں)، پس یہ ہے برزخ کا وہ عذاب جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اور ان کے ورے ایک آڑ ہے اس دن تک کہ لوگ اُٹھائے جائیں گے۔''

(۲) عذابِ قبر کا تعلق چونکہ دُوسرے جہان سے ہے، جس کو برزخ کہا جاتا ہے، اور اس کو اللہ تعالیٰ نے

اہل دُنیا سے پردۂ غیب میں رکھا ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''ان ھذہ الامة تبتلی فی قبورھا، فلو لا ان لاتدافنو الدعوت اللہ ان یسمعکم من عذاب القبر الذی اسمع منہ'' (صحیح مسلم ج۲ ص۳۸۶)

ترجمہ: ''اہل قبور کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے، اور اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم لوگ مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دوگے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں بھی عذابِ قبر سنادے جو میں سنتا ہوں۔'' (صحیح مسلم ج۲ ص۳۸۶)

لیکن اللہ تعالیٰ، بندوں کی عبرت کے لئے کبھی کبھی عذابِ قبر کا مشاہدہ بھی کرادیتے ہیں (جیسا کہ چند واقعات اُوپر گزر چکے ہیں)، واقعہ یہ ہے کہ اگر اس قسم کے واقعات جمع کئے جائیں تو ایک ضخیم کتاب بن سکتی ہے۔

(۳) عذابِ قبر سے بچنے کے لئے چند اُمور کا اہتمام ضروری ہے:

اوّل: یہ کہ ان تمام اُمور سے اجتناب کیا جائے جو عذابِ قبر کا سبب ہیں، اور جن کا خلاصہ اُوپر ابن قیمؒ کے کلام میں گزر چکا ہے، حاصل یہ کہ تمام گناہوں سے بچنے کی کوشش کی جائے۔

دوم: یہ کہ جو کوتاہیاں اور لغزشیں اب تک ہوچکی ہیں، صدقِ دل سے ان سے توبہ کی جائے، اور جو حقوق اپنے ذمہ ہوں ان کو اہتمام سے ادا کیا جائے، اگر کسی کو ایذا پہنچائی ہو تو اس سے معافی تلافی کرائی جائے، غرضیکہ آدمی ہمیشہ اس کوشش میں لگا رہے کہ جب وہ دُنیا سے رُخصت ہو تو حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے کوئی حق اس کے ذمہ نہ ہو۔

سوم: یہ کہ عذابِ قبر سے پناہ مانگنے کا اہتمام کیا جائے، اُوپر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث گزر چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں عذابِ قبر سے پناہ مانگنے کا اہتمام والتزام فرماتے تھے۔

''عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا فرغ احدکم من التشھد الآخر فلیتعوذ باللہ من اربع: من عذاب جھنم، ومن عذاب القبر، وفتنة المحیا والممات، ومن شر المسیح الدجال۔ رواہ مسلم'' (مشکوٰۃ ص۸۷)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: جب تم میں سے کوئی شخص آخری التحیات سے فارغ ہو تو چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے: جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنہ سے، اور مسیح دجال کے شر سے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو یہ دعا اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی سورت سکھاتے تھے، فرماتے تھے کہ: یہ دعا کیا کرو: ''اللّٰھم انی اعوذبک من عذاب جھنم، واعوذبک من عذاب القبر، واعوذبک من فتنة المسیح الدجال، واعوذبک من فتنة المحیا والممات۔ رواہ مسلم'' (مشکوٰۃ ص۸۷)

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے، اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے، اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے، اور زندگی اور موت کے فتنہ سے۔''

چہارم: سونے سے پہلے سورۂ تبارک الذی (الملک) پڑھنے کا اہتمام کیا جائے، حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ: ''یہ عذابِ قبر سے بچاتی ہے۔'' ایک اور حدیث میں ہے: ''عن جابر رضی اللہ عنہ: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا ینام حتی یقرأ الٓمّ تنزیل وتبارک الذی بیدہ الملک۔ رواہ احمد والترمذی والدارمی'' (مشکوٰۃ ص۱۸۸)

ترجمہ: ''حضرت جابرؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ سونے سے پہلے الٓمٓ تنزیل اور تبارک الذی بیدہ الملک پڑھا کرتے تھے۔''

عذابِ قبر کے سلسلے میں شبہات کے جوابات

سوال: ایک سوال کے جواب میں جو عذابِ قبر سے متعلق ہے آپ نے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ: ''قبر کا عذاب و ثواب برحق ہے، قرآن کریم میں اجمالاً اس کا ذکر ہے۔''

محترم! آپ اپنے جواب کے حوالے سے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات عنایت کردیجئے، عین نوازش ہوگی:

سوال نمبر ۱: ان قرآنی آیات کی ذرا نشاندہی فرمادیجئے جہاں عذابِ قبر کا تذکرہ ہے، کیونکہ آپ نے خود لکھا ہے کہ قرآن شریف میں ان کا اجمالاً تذکرہ موجود ہے۔

سوال نمبر ۲: یہ عذابِ قبر کیا صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے؟ ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے جو اپنے مردے جلادیتے ہیں؟ بالخصوص ہندو، کیا ان کو عذابِ قبر نہیں ہوتا؟ اگر نہیں ہوتا، تو کیوں نہیں ہوتا؟ اگر ہوتا ہے، تو اس کی نوعیت کیا ہوتی ہے؟

سوال نمبر ۳: مسلمانوں پر اس ''نظرِ کرم'' کی کوئی خاص وجہ؟ یا یوں کہہ لیں ہر اس قوم پر جو مردے دفناتی ہے؟ اس کی کیا وجہ ہے؟

سوال نمبر ۴: قرآن شریف میں بچے کو دودھ پلانے کی مدت اور بعض دیگر جزئیات تک کا ذکر ہے، اتنا اہم مسئلہ صرف اجمالی اہمیت کا حامل کیسے ٹھہر گیا؟

سوال نمبر ۵: آپ جواب میں آگے چل کر فرماتے ہیں:

''نیک و بداعمال کی کچھ نہ کچھ سزا و جزا دُنیا میں بھی ملتی ہے اور کچھ قبر میں ملتی ہے، پوری آخرت میں ملے گی، دنیاوی سزا اور قبر کی سزا کے باوجود جس شخص کی بدیوں کا پلہ بھاری ہوگا اس کو دوزخ کی سزا بھی ملے گی، حق تعالیٰ شانہ اپنی رحمت سے معاف فرمادیں تو ان کی شان کریمی ہے۔'' دُوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ ایک ''بادشاہ'' ہے، اگر اس کا دل چاہے گا تو معاف بھی کردے گا، تو سوال یہ ہے کہ اگر کسی نیکوکار سے وہ ''بادشاہ'' ناراض ہوگیا تو اسے بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا، یہ تو بادشاہت ہے، کسی قانون، کسی آئین کے تحت تو ہو نہیں رہا، اس کی مرضی ہے تو ایسا کیوں نہیں ہوگا کہ بیچارہ نیکوکار معلوم ہوا جہنم میں پڑا سڑ رہا ہے؟ بادشاہت میں تو ایسا ہی ہوتا ہے، ذرا وضاحت کردیں۔

سوال نمبر ۶: جب عذابِ قبر کا خودساختہ وجود ہے، تو ثوابِ قبر کیوں نہیں ہوتا؟ گناہ گاروں کو تو سزا مل رہی ہے، نیکوکاروں کو جزا کیوں نہیں ملتی؟

سوال نمبر ۷: اللہ کی فطرت اس کے قوانین پوری انسانیت کے لئے ایک ہی ہیں، قرآن مجید میں کئی دفعہ ذکر کیا گیا ہے اللہ کی فطرت تبدیل نہیں ہوتی، تو پھر ایسا کیوں ہے کہ جو دفنائے اسے تو آپ کے خودساختہ فرشتے آگھیریں اور جو جلادیں ان کے مزے ہی مزے۔

سوال نمبر ۸: کیا بحیثیتِ مسلمان میں اپنے وصیت نامے میں یہ وصیت کرسکتا ہوں کہ مرنے کے بعد عذابِ قبر سے بچانے کے لئے میری لاش کو دفنایا نہ جائے، جلا دیا جائے؟

سوال نمبر ۹: فرعون کی لاش دیگر کئی فراعین کے ساتھ صحیح سلامت موجود ہے، اس کے عذابِ قبر سے متعلق کیا خیال ہے؟

سوال نمبر ۱۰: عذابِ قبر رُوح کو ہوتا ہے یا بدن کو؟ اسے کیسے ثابت کریں گے اور کس معیار پر؟

سوال نمبر ۱۱: یورپ میں آج کل بہت ساری لاشیں تجربات کے لئے لمبے عرصے کے لئے شیشے کے مرتبانوں میں محفوظ کی جارہی ہیں، ان کے عذابِ قبر سے متعلق آپ کیا فرمائیں گے؟

سوال نمبر ۱۲: عذابِ قبر کی ضرورت کیا ہے؟ جب قیامت میں گناہ گار جہنم میں جائیں گے ہی تو انہیں یہ اضافی "بونس" دینے کی کیا تک ہے؟ کیا جہنم کا عذاب کافی نہیں؟

جواب نمبر ۱: سورۂ مؤمن میں ہے: "اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ۔ وَاِذْ یَتَحَآجُّوْنَ فِی النَّارِ فَیَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِیْبًا مِّنَ النَّارِ" (مؤمن:۴۶، ۴۷)

ترجمہ: "وہ آگ ہے کہ دکھلا دیتے ہیں ان کو صبح اور شام، اور جس دن قائم ہوگی قیامت، حکم ہوگا داخل کرو فرعون والوں کو سخت سے سخت عذاب میں۔ اور جب آپس میں جھگڑیں گے آگ کے اندر پھر کہیں گے کمزور غرور کرنے والوں کو ہم تھے تمہارے تابع، پھر کچھ تم ہم پر سے اُٹھالو گے حصہ آگ کا؟" (ترجمہ حضرت شیخ الہند ﷫)

اور سورۂ نوح میں ہے: "مِمَّا خَطِیْٓئٰتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا۔ فَلَمْ یَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللهِ اَنْصَارًا" (نوح:۲۵)

ترجمہ: "کچھ وہ اپنے گناہوں سے دبائے گئے پھر ڈالے گئے آگ میں، پھر نہ پائے اپنے واسطے انہوں نے اللہ کے سوا کوئی مددگار۔" (ترجمہ حضرت شیخ الہند ﷫)

جواب نمبر ۲، ۳: مسلمانوں کے ساتھ مخصوص نہیں، کفار کو بھی ہوتا ہے، جن مردوں کو جلا دیا جاتا ہے ان کو بھی ہوتا ہے۔

جواب نمبر ۴: نماز جیسی اہم چیز، جو دین کا رکنِ اعظم ہے، اس کا بھی اجمالی ذکر ہے، نماز کی رکعتوں کی تعداد اور نماز پڑھنے کا طریقہ ارشاد نہیں فرمایا گیا۔ نماز کے بعد دُوسرا رکن زکوٰۃ ہے، اس کا ذکر بھی اجمالاً ہے، مقدارِ زکوٰۃ، شرائطِ زکوٰۃ اور کن کن مالوں پر زکوٰۃ فرض ہے؟ اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ تیسرا رکن روزہ ہے، اس کی بھی مکمل تفصیلات ذکر نہیں کی گئیں۔ چوتھا رکن حج ہے، اس کی تفصیلات بھی علی الترتیب درج نہیں، قرآن کریم کی جو تشریح صاحبِ قرآن ﷺ نے بیان فرمائی وہ اُمت کے لئے واجب الاعتقاد اور واجب العمل قرار دی گئی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ" (پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے اس کو کھول کر بتلانا)، اسی طرح: "وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ" (اور جو دے تم کو رسول سو لے لو)، وقولہ تعالیٰ: "وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللهِ" (اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اس کا حکم مانیں اللہ کے فرمانے سے) الی غیر ذالک من الآیات الکثیرۃ!

جوابِ نمبر ۵: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کو "ملک الناس" اور "مالک الملک" فرمایا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے بادشاہ ہونے پر بھی آپ کو اعتراض ہے؟ اور یہ بات میری کس تقریر سے لازم آئی کہ جزا و سزا بغیر کسی قانون کے ہے؟

جوابِ نمبر ۶: قبر میں ثواب بھی ہوتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا!"

جوابِ نمبر ۷: اُوپر بتاچکا ہوں کہ دفن ہونے والے اور جلا دیئے جانے والوں کے درمیان تفریق غلط ہے، سب کو قبر کا عذاب ہوسکتا ہے، اور ہوتا ہے۔ ہاں! ہماری فہم و ادراک سے بالاتر چیز ضرور ہے، جو صرف انبیائے کرام علیہم السلام کی وحی سے معلوم ہوسکتی ہے، اور فرشتے -نعوذ باللہ- میرے "خودساختہ" نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں، جن کے وجود کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، اگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر ایمان لانے کے لئے تیار نہیں تو انتظار کیجئے، وہ وقت جلد آیا چاہتا ہے جب آپ کو اس عذاب کا مشاہدہ اور تجربہ ہوجائے گا، اس وقت یقین لائے گا، لیکن افسوس! کہ اس وقت کا ایمان لانا مفید نہ ہوگا۔

جوابِ نمبر ۸: میں تو عذابِ قبر کے منکر کو سچا مسلمان ہی نہیں سمجھتا، کیونکہ وہ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متواتر ارشادات کے علاوہ اُمتِ اسلامیہ کے قطعی عقیدہ کی اپنی جہالت و ناواقفی کی وجہ سے تکذیب کرتا ہے۔ اور یہ بھی بتاچکا ہوں کہ لاش محفوظ ہو، گل سڑ جائے، یا جلا دی جائے، کوئی حالت بھی عذابِ قبر سے مانع نہیں۔ اس کے باوجود اگر آپ جلانے کی وصیت -نعوذ باللہ- کرنا چاہتے ہیں تو آپ بہتر جانتے ہیں، کیا اس کے بجائے یہ آسان نہیں کہ ایمان بالغیب کے طور پر آپ اس عقیدہ ہی کو مان لیں، اگر قبر میں واقعی عذاب ہوتا ہے تو آپ بچ جائیں گے، اور اگر نہیں ہوتا تو آپ کا کوئی نقصان نہیں۔

جوابِ نمبر ۹: فرعون کی لاش کو بھی عذاب ہو رہا ہے، قرآن کریم کی جن آیات کا اُوپر حوالہ دیا ہے وہ فرعون اور آلِ فرعون ہی سے متعلق ہیں۔

جوابِ نمبر ۱۰: قبر کا عذاب بلاواسطہ رُوح کو ہوتا ہے اور بالواسطہ بدن کو، جس طرح کہ دُنیا کی تکلیف بلاواسطہ بدن کو ہوتی ہے اور بالواسطہ رُوح کو، اور معیار احادیث شریفہ ہیں۔

جوابِ نمبر ۱۱: ان کے بارے میں وہی کہوں گا جو نمبر: ۹ کے بارے میں کہہ چکا ہوں، ان کو بھی عذاب ہوتا ہے، مگر مجھے اور آپ کو اس کا ادراک نہیں ہوتا، جس طرح خواب دیکھنے والے پر جو کچھ گزرتی ہے اس کا ادراک پاس بیٹھے جاگنے والے کو نہیں ہوتا۔

جوابِ نمبر ۱۲: میرا اور آپ کا کام خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر ایمان لانا ہے، ان کے کاموں کی ضرورتیں بتانا نہیں۔ جب قبر میں فرشتے عذاب دیں گے ان سے دریافت فرمالیجئے گا کہ اس کی کیا ضرورت تھی؟ سیدھا دوزخ میں بھیج دو اضافی "بونس" کیوں دیا جارہا ہے۔۔۔؟

نصیحت: سوالات کا مضائقہ نہیں، مگر آدمی کو گستاخانہ لہجہ نہیں اختیار کرنا چاہئے، خصوصاً اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر گستاخانہ لہجہ اختیار کرنا ایمان کے منافی ہے، واللہ اعلم!

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین!